

خُلُفَاءِ رَاشِدِينَ اور اہلِ سَبْطَیٰ کے باہمی تعلق تا

علامہ جاراللہ زمخشیریؒ کی کتاب

الموافقة بین اہل البیت والصحابة

کا اردو ترجمہ
از

مُبلغ اسلام مولانا احتشم حسن صاحب کاظمی

ناشر

محمد طفیل رشیدی

مجاہد تو قیرص رضا به

۲۲۲ - گول باغ - شاد باغ - لاہور

قیمت ۶ روپے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اطْبِعُوا أَلٰهَهُ
وَاطْبِعُوا رَسُولًا

جَمِيعَ الْعِبَادَاتِ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ

مُدْعَى الْأَبْرِيْرِي

کتاب و متنی دینی پاپیلے دلی / دینی اسنادی اپنے لاب سے 12 جنوری 2020

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و متن ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلسِ حقیقۃ النّشانِ الْمُحَمَّدی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ KitaboSunnat@gmail.com
- 🌐 www.KitaboSunnat.com

خُلَفَاءِ رَاشِدِينَ اور اہل بَیْتِ کَرَم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِاہمی تعلق ت

علامہ جاراللہ زمخشیریؒ کی کتاب

الْمَوْافِقَةُ بَيْنَ أَهْلِ الْبَیْتِ وَالصَّحَابَةِ

کا اردو ترجمہ

از

مُبِّلَغُ اسْلَامِ مولانا احتشام حسن صاحب کا نہضوی

ناشر

محمد طفیل رسید

محاضر توپی صحری رضا به

۲۲۲ - گول باغ - شاد باغ - لاہور

۲۴۹۰۱

نرمنی خ

صحابہ کرام اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات	نام کتاب
علام حبیار اللہ زمخشری	مصنف
منظراً سلام حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کانصلوی	مترجم
	صفحات
ایک ہزار	تعداد
سنس طباعت ۱۳۹۸ھ۔ ۱۹۷۸ء پاکستان میں پہلی بار	سنس طباعت
محمد طفیل رشیدی	ناشر
اول	اشاعت
مجلس توقیر صحابہ ۰ ۲۲۶ گول باغ شاد باغ لاہور	پرست



عرض ناشر

حضرات صحابہ کرام سے والہا زد ابستگی دین و ایمان کا تقاضا ہے اس لیے کہ صحابہ کرام آسمان ہدایت کے درخشندہ ذاتیں تھے میں دین ایمان میں ان کے نقوش پا رہے منزل تک پہنچنے کے لیے راہنمائیں۔ اسی لیے حضرات صحابہ کرام ہر پنج سو مسلمان کے لیے ایمان اور روحانی سرمایہ میں۔ ان کے ذکر سے ایمان کو پختگی روح کوتاگی حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے میری خواہش ہوتی ہے کہ میں ان کی محبت سے اپنے دل کو معنوں کو حاصل ہوں اور دوسرے مسلمانوں کو مقام صحابہ سے حتی المقدار آگاہ کروں۔ علامہ رضا خنزیری کی کتاب الموافق بین الہیں البتہ جو الصحابہ کا اردو ترجمہ میرے دوست مولانا ابوالمظفر ظفر احمد قادری خطیب و اہم کے ہاں دیکھنے کا موقع ملا۔ علامہ رضا خنزیری اور مترجم حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کانڈھلوی ہر دو حضرات میرے لیے کشش کا باعث ہوئے نیز حضرات صحابہ کرام کے موضوع پر ان کی اس کاوش نے مجھے آہادہ کیا کہ ان کے اس سٹاہ کارکو مسلمانوں کے سامنے پیش کروں جبکہ یہ کتاب ابھی تک صرف انڈیا میں چھپ سکی تھی اور یہ نسخہ بھی انڈیا ہی کا طبع شدہ تھا۔ لیکن پاکستان میں نایاب تھی۔ طباعت کی غرض سے وہ نسخہ میں نے مولانا ظفر احمد صاحب سے لے لیا۔ اس کے بعد مختلف حضرات سے اس کے بارہ میں مشورہ کیا باخصوص حضرت قبلہ نفیس الحسنی صاحب مظلہ کے مشورے نے میرے ارادہ میں لٹکنگی پیدا کی اور شائع کرنے کا عزم کر لیا۔ وسائل کی کمی اور اس سلسلہ میں ناتحریک کاری کے باوجود میں اس نایاب مبارک ذخیرہ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرنیکے سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ کتاب کا نسخہ عطا کرنے پر مولانا ظفر احمد صاحب اور میرے حوصلہ کو پہنچ کر نے پر حضرت نفیس صاحب مظلہ اور طباعت کے مرافق میں میرا تعادن کرنے والے تمام حضرات میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ جن کی عنایات اور مشوروں سے یہ کام انجام کو پہنچا۔

محمد فیل رشیدی

کتاب اور صاحب کتاب نے بارہ میں

علامہ جاہلہ زمخشیری،

ابوالقاسم محمد بن عمر بن محمد بن عمر بن احمد الخوارزمی ۷۰۰ رجب ۲۹۶ھ سکو خوارزمی
ایک گاؤں زمخشیر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کا وہی میں حاصل کی۔ بعد میں مکتب مظفر میں
دہان کے مشہور علمی شیخ ابن دہان کے سامنے زاف نے تندیط کیا۔ مکتب مظفر میں کافی
عرض مقیم رہے اور طویل عرصہ قیام کی وجہ سے جاہلہ زمخشیری الشکاہیہ سایر کے لقب سے
مشہور ہوتے۔

فن ادب میں زمخشیری نے المنسور مسر ابو الحسن علی بن منذر نیشاپوری اور
ابن سعیم اصفہانی سے فیض اختیا۔ تمذکرہ نکاراں کے سفر نامہ کا ذکر ہے، اور تھے ہیں۔
عنفوں شباب ہی میں رجوع خلق ہونے لگا تھا۔ فن ادب میں یہ مجموعہ ہے۔ سلسلہ
کچھ عرصہ شاہی دربار سے ملک رہے بالآخر علیہ مگی اختیا کر کر

مکتب مظفر سے واپسی پر جرجانہ میں جو خوارزمی میں دراست تھیں کے خاتمہ
ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ ۲۹۸ھ حدود بہن شاہی میں وفات پائی۔

کتاب جس موضع اور اس احوال ترتیب سے تکمیل ہے اس سیہہ ات
آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے ارخلاف مدرسہ میں اخوضیہ مادہ سے مذاہلہ کر
یہ کتاب بکھر۔

بستے ہو گل حضرت علیؑ کر تم اشد وجہت کے معاملہ میں افراط و تفریط کے پھوڑکی نہیں
 کرئے گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان گمراہ لوگوں میں سے ایک گروہ نے حضرت علیؑ کریم مبارکہ کے خواہ
 پہلو پر اس قدر زور دیا کہ اپنی مخالفت کو عدالت بلکہ ذلیل تیریج عادت کے درجہ تک
 پہنچایا اور خدا تعالیٰ کے اس بزرگی میہ بندہ کو گانیاں تک دیتے ہیں، تاہی نہ کر کے اپنی
 گمراہی اور خساراں و خذلان میں کوئی لکھی نہ رکھی۔ دوسرے گروہ کے ائمہ مجتہدین زیادہ
 مباليغ کے انکو خدا تعالیٰ کے مرتبہ تک پہنچایا اور ایک بندے کو خدا تعالیٰ صفات کا
 مظہر قرار دے کر دوسرے پاک اور نیک بندوں، حضرت ابو بکر و عمر بن عبدالعزیز، عثمان اور عمار بن
 وعیاض کو گانیاں دیتے اور مبارکہ اپنا ثواب سمجھا اور اس طرح اپنی گمراہی کو حد تک مالا تک پہنچا
 کر پہنچے گروہ کے ہمسرین گیا۔ اس ساطھ میں حضرت علیؑ کا وجود بست کچھ حضرت
 مسیح علیؑ نبیتیا و علیہ السلام کے وجود کے متعاب نظر آتا ہے کیونکہ یہودی، ائمہ مخالفت
 کے سبب گمراہ ہوئے اور عیسائی ائمہ مجتہد و تحصیم میں مبالغہ کرنے اور انکو خدا تعالیٰ
 مکا مرتبہ دینے میں گمراہ ہوئے۔ پس پکے مسلمان جس طرح حضرت عیسیٰ علیؑ
 نبیتیا و علیہ السلام کے معاملہ میں افراط و تفریط کے پسلوؤں یعنی یہود و نسانی
 کے عقائد سے پچ کر طریق اوسط پر فتح اُتم ہیں اسی طرح حضرت علیؑ کے بارے میں بھی
 وہ خارجیوں اور شیعوں کے عقاید سے محترز یہ کر طریق اوسط پر فتح اُتم ہیں۔

حضرت علیؑ کے معاملہ میں افراط و تفریط کی روشنی ائمہ زندگی ہی میں شروع
 ہو چکی تھی۔ اپنی تمام ممکنہ کوششوں کے باوجود حضرت علیؑ اسے ختم کرنے میں ملکیت
 نہ ہو سکے انکے شید ہونے کے بعد اس سلسہ میں دونوں طرف کا روانی نہایت
 مہیزی کے ساتھ آگے بڑھا گئی تھی۔ اسے مذہبی نوجیت ہی کا مستند نہ ہے دیا گیا

بنکے بالا خریہ دو میاسی تحریکوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس نامکركے کیل کو اندزیاہد ردنق ملے اور ان دو متضاد نظریوں کو مزید جلا ملی، جب امری دو ختم ہوا اور عرب سی در شروع ہٹا علامہ زمخشری کے زمانہ میں عبد اللہ بن سبا کے گروہ کی ان دونوں شاخوں نے مذہبی رنگ میں جو ادھم مچایا ہو گا عن البابا اسی سے مستاثر ہو کر انسیں اس کی آنکھ کی ضرورت پیش آئی جس میں افراط و تصریط کی راہ ہوں یہ جیلنے والے خواجہ و رعاوض کے داعنوں پر سخوڑے برسائے گئے ہیں۔

اس بات کی وضاحت میں ضرور ہی سمجھتا ہوں۔ جبکہ واضح احساس ہے دربست ممکن ہے کہ اس کتاب کے ہر پڑھنے والے کو بھی محسوس ہو کہ کتاب کے مائنہ اور والہ جات کو ذکر نہیں کیا گیا۔ میکن جب علامہ زمخشری کی مسئلہ شخصیت اور ان کے مذہبی موقف و مسلک کا پہلو سامنے رکھا جائیگا تو کتاب کے معاہین مذہبیات کے صحیح درست ہونیکا لیتیں ہو جائیں گا اس لئے کہ محتوا کے نزدیک جھوٹ بونا کفر ہے اور یہ بات کسی صاحب علم سے پوشیدہ نہیں کہ علامہ مفتی معتزلی تھے علامہ مفتی جیسی علمی پانے کی مسئلہ شخصیت جو اپنی جوانی ہی میں مریع خلقان بن چکی تھی اور پھر جھوٹ بولنے کو کفر سمجھنے والے گروہ کی انتسابی بلند مرتبہ اور مؤثر ترین شخصیت کے باوجود میں یہ کیسے تسویر کیا جا سکتا ہے کہ ان سے من گھرت اور جھوٹی روایت بیان ہو سکتی ہے غاباً اسی وجہ پر انہوں نے والہ جات کے نفل کرنیکا تکلف نہیں کیا اور شاید یہی وجہ ہو کہ مترجم نے بھی جو کہ خود بھی قابلِ اعتماد اور علمی پانے کی شخصیت ہیں اس کا اہتمام ضروری سمجھا

محمد طفیل رشیدی

فہرست مضمومین

۲۷	حضرۃ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے مناقب	حضرۃ علیؑ کے مناقب حضرۃ ابو بکرؓ
۲۸	حضرۃ ابو بکرؓ کی زبانی	حضرۃ ابو بکرؓ کے مناقب حضرۃ علیؑ کی زبانی
۲۹	حضرۃ ابو بکرؓ کا وصال اور حضرۃ عمرؓ کی خلافت	حضرۃ علیؑ کیجانب سے حضرۃ ابو بکرؓ کی خلافت
۳۰	وہ احادیث جن میں حضرۃ ابو بکرؓ اور	حضرۃ علیؑ کی تصدیق اور تصویب
۳۱	حضرۃ عمرؓ دلوں کا تذکرہ ہے	حضرۃ ابو بکرؓ کا فتح بیعت کا اعلان اور
۳۲	حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ کے باڑیں	حضرۃ علیؑ کا انکار
۳۳	حضرۃ علیؑ کے اقوال	حضرۃ ابو بکرؓ صدیقؓ کے فضائل حضرۃ علیؑ کی زبانی
۳۴	حضرۃ علیؑ کا ان لوگوں کی تربید کا حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ کو براہت ہے ہیں یا	حضرۃ ابوسفیانؓ کا حضرۃ ابو بکرؓ کی خلافت کو ناپسند کرنا اور حضرۃ علیؑ کی تردید
۳۵	حضرۃ علیؑ کو اُپر فوپت دیتے ہیں	ترمذینؓ کے باڑیں حضرۃ ابو بکرؓ کا حضرۃ علیؑ سے مشوہد
۳۶	وہ احادیث جو حضرۃ علیؑ کے فضائل	حضرۃ ابو بکرؓ صدیقؓ کی خلافت کے بعد حضرۃ علیؑ کے تاثر
۳۷	میں حضرۃ عمرؓ سے مردی ہیں	وہ احادیث جنکو حضرۃ علیؑ کے حضرۃ ابو بکرؓ سے فتاہ کیا
۳۸	وہ احادیث جو حضرۃ عمرؓ کے فضائل میں	حضرۃ فاطمہؓ اور حضرۃ ابو بکرؓ کا تذکرہ
۳۹	حضرۃ علیؑ سے مردی ہیں	حضرۃ فاطمہؓ کی نماز جنازہ

توثیق۔ یہ اگرچہ علمی اصلی کارنامہ یا مکن کتاب کی افادیت اس پر موقوف نہیں اور برباد ہونا فسلم ہوتا اگر اس مجبوری کے باعث کتب بے استفادہ کو روکا جاتا، جو کم از کم تاریخی حیثیت سے قابل قبول اور مستند ہے۔ اس مختصر رسالے میں خلفیٰ راشدین اور ابیل بیت کرام کے خوشگوار تعلقات کی ایک جملہ دھلائی گئی ہے اور منتشر ہوا ہر پاروں کو اس خوبی کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے کہ طلاق راشدہ کا مبارک دور نگاہ ہوں میں گھرم جاتا ہے اور چند ایسے حقائق آنکھوں کے ہے آجاتے ہیں جو انسانی زندگی کے لئے مشحول راہ ہیں۔

۱۱۔ انسانی زندگی بندگی، بے چارگی، سادگی، انکساری، فروتنی، جذائش اور خدمت گزاری سے بنتی ہے۔ وہ امراء موسینیں جنہوں نے روئے زمین پر تہک کر چاہ دکھاتھا اور جن کے نام سے بڑے بڑے صاحب جبروت سلاطین لرزہ برآنام تھے اور جن کے اشاروں پر روم و فارس جیسی بڑی بڑی طاقتیں پاش پاش ہو گئیں۔ گھرڑی پوش، فاقر کش، ہستیاں تھیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام اور مسلمان پر قربان کر دیا تھا۔ پھر آخرت طلبی اور رضا خداوندی اور اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو میں کبھی راحتِ دنیوی کی طرف توجہ نہ کی، یہ نامور سلاطین غرباء و ماسکین کی طرح زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے اور بادشاہی میں فقیری کی شان قائم کر گئے کہیں حقیقی زندگی ہے اور اسی میں انسانی پرواہ کا راز پوشیدہ ہے اسے طامہ لایا ہوتی، اس رزق سے متواچی۔ جس رزق سے آتی ہے پردازیں کوتاہی ان بزرگ نزدیک ہستیوں نے دنیا کو پر کھا اور اچھی طرح پر کھا، اسکی حقیقت کو سمجھا اور اپنا دامن صاف بچا کر صحیح و سالم رخصت ہو گئے ہے

ایں جہاں بر مثال مرداریت کر گسان گرد اُد نہزادہ نہار
 ایں مرآن را ہمی زندگی خلپ
 آئیں را ہمی زندگی منقار
 آخر الامر بر بند ہمسے

۲۵، ہر مسلمان کا اصلی جو ہر بنگلی اور خدا و رسول کی اطاعت و فرمائی رائی ہے
 جس قدر یہ جو ہر نیاں ہو گا، اسی قدر انسانیت اور شرافت و کرامت نیاں ہو گی
 اور عظمت و شوکت حاصل ہو گی اور ہمیشہ راہ یا ب اور کامیاب رہے گا۔ یہی صراحت مقتضی
 ہے۔ جس سے قدم ڈالنے کے بعد لغزش ہی لغزش ہے اور مقصود تک سافی
 ناممکن ہو جاتی ہے۔ ۲۶

خلاف پیغمبر کے رہ گزید کہ ہر گز بمنزلِ نخواہد رسید
 ۲۷، حکومت و سلطنت کی اصلی بسیار دین عدل والصفات اور باہمی معاویت
 اور ربط و اتحاد پر فائم ہوتی ہیں۔ جہاں ان بسیاری اصول میں تزلزل آیا گا
 وہ حکومت بھی تزلزل اور غیر پامدار ہو گی اور اگر یہ اصول بالکل نظر انداز ہوں
 گے تو اس حکومت کی نقش بہ آب سے زیادہ وقعت اور حیثیت د ہو گی جس کا وجود
 عدم بہادر ہے اور ابتسری اور پریشان حلی عالم گیر ہو گی۔

ان بسیاری اصولوں پر استحامت اور مادمت کے لئے ضروری ہے
 کہ حاکم اور مکوم، امر اور مامور دونوں طبقوں میں جذبہ خدا پرستی موجود ہو اور طبقہ
 دین الہی اور حکام خداوندی کا پسرو ہوتا کہ کوئی طبقہ اپنی اصلی حدود اور اختیارات سے
 تجاوز نہ کر سکے اور ہر وقت اپنے کو اپنے پروردگار کے سامنے مسؤول اور جواب دہ
 سمجھے اور اس جذبہ سے جب انسانیت خالی ہو جائے گی تو وہ حکومت اسلامی ہو

یا خیر اسلامی، جمہوری ہو یا انفرادی، درحقیقت حکومت نہ ہو گی بلکہ ظلم و استبداد اور جبر و اقتدار کا بد نما مظاہر ہو گا جس میں افراد کی اغراض پرستی کی بدولت عوام تباہی اور برپادی کا شکار ہوں گے ہے۔

جلالِ بادشاہی ہو کر جمہوری تباش ہو۔ جب اہو دیں سیاست سے تو وہ جانی چکری اسلامی حکومت کے روزِ ادلين میں حکومت و سلطنت کی وہ نادر مشاہ فاتح کی گئی ہے کہ اگر آج دنیا ان نقوش پر پڑت آئے تو سارے خلفشار خود بخود ختم ہو جائیں اور یہ مشتعل آگ سراسر گلزار بن جائے۔

اور الگاب بھی ان اصول سے بے اعتمانی بنتی گئی اور حکومت اور سلطنت کے اس معیاری نمونے کو پس انداز کر دیا گی تو یہ ظلم و استبداد کا دادر کسی حال میں ختم نہ ہو گا اور ہر حکومت اپنے اقتدار کی خاطر دوسروں کو ختم کرنے کی فکر میں بھی رہے گی اور اسی طرح انسانوں کا انسانوں کے ہاتھوں خاتمه ہوتا رہے گا۔ فا اعتبر و ایا ولی الابصار۔

(۲) اگر تعصب اور تنگ نظری سے یکسو ہو کر صھابہ کرام اور اہل بیت عظام کے تعلقات اور حالات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت اچھی طرح روشن اور واضح ہو جائے گی کہ ان حضرات میں کسی قسم کا نزع اور افتراق نہ تھا بلکہ ہر ایک دوسرے کا ہمزا، رفیق کار، جانشناختا اور یہ سب کے سب کا نہم میسان مُصرِّص ہ کا اصل نمونہ تھے۔

محض جزوی اختلاف رائے جو ہر حال میں ناگزیر ہوتا ہے ان حضرات کی نگاہوں میں ذرہ برابر قابل وقعت و اہمیت نہ تھا اور باہمی تعلق و مودت

کے کسی حال میں سنا فی نہتھ بعد میں فتنہ پر رازوں نے اپنی ذاتی گہراض کی خاطر اس کو نہ ہبھی زنگ دے کر نمایاں کیا اور اپنا اقتدار حاصل کرنے کے لئے اور مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کے لئے سموں با توں کو اہمیت دیکر اس قدر اچھا لاجو خود اسلام اور مسلمانوں کے لئے باعثِ زنگ دعا رہیں اور اکابر صحابہ کرامؓ کی عظمت شان پر بدنہ داغ ہیں جن سے اسلام بھی بری ہے اور ان حضرات کا دامن بھی پاک و صاف ہے۔ رضی اللہ عنہم دارضاہم

(۵) زندگی الفرادی ہر یا اجتماعی، ان حضرات کے لمحاتِ زندگی ہر ایک کے لئے درسِ انسانیت ہیں اور ہر انسان کو اعلیٰ کردار، حسن اخلاق، حسن معاشرت اور حسن معاملہ کا بسترین سبق دیتے ہیں اور اسی جانب متوجہ کرنا مقصود ہے

والسلام
محمد احسان الحسن غفران
فائدہ صدی ضسلع مظفیر نگر سر زلیقعدہ ۱۳۶۲ھ

٦
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت علیؑ کے مناقب حضرت ابو بکرؓ کی زبانی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اکثر حضرت علیؑ کے چہرے کو دیکھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا ”ابا“ آپ اکثر علیؑ کے چہرے کو کیوں دیکھتے ہیں؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ”بلیٰ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا علیؑ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔“ حضرت جبشی بن جبٹ دھکتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حدود میں حاضر تھا، آپ نے فرمایا جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ فرمایا ہوا سے کھڑے ہو کر بیان کرے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ تین مٹھی کھجور دینے کا وعدہ فرمایا تھا آپ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور فرمایا، ”ابوالحسن! یہ شخص کتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین مٹھی کھجور کا وعدہ فرمایا تھا تم اسکو تین مٹھی کھجور دے دو۔ جبشی کہتے ہیں جب حضرت علیؓ اسکو کھجوریں دے پچھے تو آپ نے فرمایا ان کو شمار کرو۔ تو ہر مٹھی میں بلکم و بیش سانچھ کھجور آئیں۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا صدق اللہ در سولا، ”راللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پچ فرمایا“

ہجرت کی شب جب ہم خارے سے نکل رہے تھے اور مدینہ کا راہ

تھا ”ابو بکر“ میرا در علی ٹھکانہ کا ہاتھ شمار میں برابر ہے ”

حضرت زید بن یثیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ نصب کرایا اور عربی کے ان سے شیک لگا کر کھڑے ہوئے اس وقت خیمہ میں حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا اے گروہ مسلمین جو شخص ان اہل خیمہ سے صلح رکھے میں اس کے لئے صلح بھیں ہوں اور جوان سے لڑائی کرے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جوان کو دوست رکھے میں اس کا دوست ہوں ان سے وہ شخص محبت رکھتا ہے جو نیک بخت اور نیک ذات ہے اور بد بخت بذات ان سے بغض رکھتا ہے۔

ایک شخص نے دریافت کی، کبی زید تم نے خود حضرت ابو بکرؓ سے سنا ہے حضرت زیدؓ نے فرمایا ہاں رب کعبہ کی قسم!

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ روز بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عیشؓ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ حجرا شریف پر پیغام حضرت علیؓ حضرت ابو بکرؓ سے کہ ”خلیفہ رسول اللہ اآپ پسے اندر داخل ہوں۔“ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، میں اس شخص سے پیش قدمی نہیں کر سکتا جس کے متلوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا،

جبرائیل سے دریافت فرمایا میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا ؟

حضرت جبرائیل نے جواب دیا "ابو بکر صدیق" اسی روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا لقب "صدیق" رکھ دیا۔

ابو سعید حکم بن سعد کہتے ہیں میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی تریخ حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ حضرت ابو بکرؓ کا لقب "صدیق" رکھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آیت وَالَّذِي جَاءَهُ بِالصِّدْقَى وَمَنْعَ
یہ (ادب سوچ لے کر آیا اور جس نے اس کی سچائی کو مانا) میں سوچ لانے
والے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور اپنی
سچائی ماننے والے سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

حضرت نزال بن سہرہ ہلالیؓ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک روز حضرت علیؓ کو ہشاش بٹاش پاکر عرض کیا کہ امیر المؤمنین (اپنے اصحاب کے واقعات بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب (رسانی) میرے بھی اصحاب ہیں۔

ہم نے عرض کیا کہ اپنے محسوس دوستوں کے واقعات بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صحابیؓ میرے محسوسی دوست تھا۔

ہم نے مکرر عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حالات بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے سے نام لے کر دریافت

کرو۔ ہم نے عرض کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مالات بیان فرمائیے۔

آپ نے فرمایا یہ وہ، سنتی ہیں جن کا حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت جبراہلؓ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی صدیقؓ لقب رکھا۔ اور نہ زکی امامت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہماری دینی امامت کے لئے پسند فرمایا۔ اسی لئے ہم نے ان کو اپنی دینی امامت کے لئے منتخب کر لیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر جعفر اداکر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیرِ حج بنانکر مکہ مکرہ روانہ فرمایا۔ میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب ہم موقع عرچ پسچاہ اور آپ کو صبح کی نماز کی اطلاع دی گئی۔ آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اچانک حضرہ کے نیچے سے اونٹھنی کی آواز سنائی دی۔ آپ نماز پڑھانے سے رُک گئے اور فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹھنی جبد عاء کی آواز ہے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کا ارادہ ہو گی ہو اور آپ تشریف لار ہے ہوں تو پھر ہم آپ ہی کے ہمراہ نماز ادا کریں گے۔ یہ کفتگو ہدھی ہی ہی تھی کہ حضرت علیؓ پسچاہ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان سے دریت کیا تم امیر بنانکر بیسج گئے ہو یا مخفیت صد ہو؟

حضرت علیؑ نے فرمایا امیر نہیں، قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات براءت دے کر مجھے بیسجھا ہے تاکہ مواقفِ حجہ میں یوں کو پڑھ کر سناؤں۔ ہم مکاً مکرم پسچے جب چھٹی ذمی الجھ ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جس میں الحکام حج بیان فرمائے۔ جب اپنے بھر سے فارغ ہو گئے تو حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور سورہ براءت آخریک سنائی۔ پھر جب ہم دسویں ذمی الجھ کو عرفات سے منی و اپس آئے تو حضرت ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جس میں طواف، افاضہ اور قسر بانی وغیرہ کے الحکام بیان کئے۔ پھر حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور سورہ براءت آخریک سنائی گیا رہوں تاریخ کو حضرت ابو بکرؓ نے پس خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر سورہ براءت سنائی۔

مردی ہے کہ جب دونوں حضرات مدینہ منورہ و اپس پسچے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارے میرے لئے کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارے خیر ہے تم منہا ز میں میرے ساتھی تھے اور حوض پر بھی میرے ساتھی ہو گئے لیکن براءت میں خود پسچا سکتا ہوں یا پھر میری طرف سے میرا کوئی قربی رشتہ دار داسی لئے حضرت علیؑ کو بیسجھے کی ضرورت پیش آئی، (ف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو روشنہ کرنے کے بعد پھر ایک دم حضرت علیؑ کو بیجا۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ

گو خیال ہوا کہ شاید بارگاہِ رسالت میں سیری کوئی بات ناپسند آئی جسکے
بنا پر حضرت علیؓ کو بعینجا گئی چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ بلے الگانی
بھی کسی محابی کو گوارانہ تھی۔ اس لئے آپ نے اپنے معاملہ کی صفائی چاہی۔ اس
پرسوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تسلی اور تشفی کے لئے آپکے چند مناقب
بیان فرمائے اور حضرت علیؓ کو بیخینے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ قریش مکہ
کے دستور کے موافق اپنے کئے ہوئے معاملہ کو میں خود فتح کر سکتا ہمں
یا میری طرف سے میرا قریب ترین رشته دار فتح کر سکتا ہے۔ اس
محبوری کی بنت پر حضرت علیؓ کو بیخینے کی ضرورت پیش آئی۔

حضرت علیؓ کی خواب سے حضرت ابو بکرؓ کی خلت کی تصدیق اور تصویب

حضرت علیؓ نے فرمایا، خدا نے پاک کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نسخہ اچانک وفات ہوئی اور نہ آپ مقتنل ہوئے بلکہ آپ
چند شب و روز بیسا۔ رہے۔ مؤذن روز اس آپ کی خدمت میں خاض
ہوتا تھا اور نماز کی الملاع کرتا تھا اور آپ اس کو حکم فرماتے کہ ابو بکرؓ
کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ من از پڑھائیں۔ آپ نے مجھ سے نماز
نہیں پڑھوائی حالانکہ میں وہاں موجود ہوتا تھا اور آپ کو میری موجودگی کا علم
بھی ہوتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے متعلق کوئی عہد ہوتا

تو کسی تمیم زادے اور خطاب زادے کی یہ مجال نہ تھی کہ منبرِ نبوی پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھ سکے۔ میں بزرگ شمشیر اس سے جاد کرتا (اور اپنا حق عامل کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہم نے اپنے معاملہ میں عنور کیپ تو ہماری سمجھدی میں یہ آیا کہ ما ز اسلام کا ستون اور دین کی اصلی بنیاد ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو ہمارے دین کی امامت کا حکم فرمایا تھا اسی کو ہم نے اپنی دشیوی قیادت کے لئے منتخب کر لیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنا امیر بنایا جب انہوں نے جہاد کا اعلان کیا، ہم نے ان کے حکم پر جہاد کیا اور جو انہوں نے عطا کیا اس کو بخوبی قبول کر لیا اور ان کے حکم سے حدودِ ارشاد قائم کیں کبھی کوئی اختلاف نہ ہوا اور باہم یہیشہ متعدد متافق تھے۔ مختصر یہ کہ اب کوئی ہمارے متعلق کسی قسم کی برا بی اور گمراہی کو نہ پھیلانے۔

حضرت سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں جس روز حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بیعت کی گئی، حضرت علی مرتضیؓ تشریف لائے اور فرمایا لوگوں جن شخص کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھایا ہو، اب کون اس کو پچھے ہٹ سکتا ہے۔

حضرت سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے خلافتِ صدیقؓ کی تائید میں ایسی مستحکم دلیل بیان کی جو کسی کے بھی ذہن میں نہ تھی۔

رف، حضرت علی مرتضیؓ کے استدلال کا منشایہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ناز کی امامت کے لئے ماموؐ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ دیگر تھم صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں اور افضل کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو امیر بنت نادرست نہیں۔ لہذا حضرت ابو بکرؓ کی موجودگی میں کسی کی امامت جائز نہیں ہو سکتی

حضرۃ ابو بکرؓ کا فتح بیعت کا اعلان

اور حضرت علیؓ کا انکار

حضرت ابوالجافدؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے خلافت کی بیعت کی گئی اور حضرت علیؓ نے اپنے رفتار سمیت بیعت کر لی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ تین مرتبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر کسی کو ناپسند ہو تو میں تمہاری بیعت فتح کرتا ہوں۔ ہر دفعہ حضرت علیؓ نے تین سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور فرماتے خداۓ پاک کی قسم اذہم آپ سے فتح بیعت کرتے ہیں اور نہ کبھی اس کی خواہش کریں گے۔ آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز کی امامت کے لئے آگے بڑھایا ہے اب کون آپ کو پیچھے ہٹ سکت ہے

حضرت علیؐ کے فضائل حضرت ابو بکرؓ کی زبانی

حضرت شعبیؒ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علیؐ کے چہرہ پر نظر ڈالی اور فرمایا اگر ایسے شخص کو دیکھنا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب ہو اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہوں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز اور پیارا ہو تو وہ انسین دیکھ لے ” اور حضرت کی جانب اشارہ کیا۔ حضرت علیؐ نے فرمایا اگر پہ حضرت ابو بکرؓ نے ایسا فرمایا لیکن وہ مخلوقِ خدا پر سب سے زیادہ شفیق و مہربان ہیں اور عشقِ الہی میں سرداہ کرنے والے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غاریب ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہر قسم کی مشقت برداشت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا بان و مال سب کچھ قربان کر دیا۔ آپ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنے مال میں سے خرچ کرتے تھے اور سب سے زیادہ بارگاہِ رسالت میں مقرب تھے۔ علی بن قادمؓ فرماتے ہیں جو شخص صحابہؓ سے اس کے خلاف بیان کرے وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔

حضرت مغل بن یسّار سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا
حضرت علیؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنہبے میں سے ہیں ۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے فضائل حضرت علیؑ کی بانی

ابن اذنیہ کہتے ہیں کہ جب میں کوفہ گیا تو حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر
ہوا اور عرض کیا ، امیر المؤمنین ! مباصرین اور انصار کو کیا ہوا جو وہ آپ کو حضرت
ابو بکرؓ سے گھٹاتے ہیں ، حالانکہ آپ سب سے بڑے ہوئے میں اور بڑے بڑے
کارنامے ہیں اور آپ کے مناقب بھی سب سے زیادہ ہیں ۔

حضرت علیؓ تجھے لگائے ہوئے بیٹھے تھے ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے
اور فرمایا اگر تو قریشی ہے تو شاید ہنوز عائدہ کے کنہبے میں سے ہے اور میرا خیال ہے
کہ تو ذوالکار رشتہ دار ہے ۔ میں نے جواب دیا ”اہ“ ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر
موسیٰ حق تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی قتل کر دیتا ۔ کم بخت ! ابو بکرؓ مجھ
سے چار باقوں میں بڑے ہوئے تھے جن کو میں نہیں پاسکا اور نہ ان کے عوض کوئی
ادرشتے پاسکا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت اور نماز کی رفاقت اور
نماز کی امامت اور اسلام کی اشاعت ، ان سب امور میں حضرت ابو بکرؓ مجھ سے
سبقت لے گئے ۔ حضرت ابو بکرؓ ہمیشہ میرے اور مشرکین کے درمیان حامل رہتے
اور سپر کام دیتے ۔ وہ کُلِّ مُكْلَدِ دین کو خلا ہر کرتے تھے اور میں اس وقت اپنے دین کو
چھپاتا تھا ۔ قریش مجھے خیر سمجھتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے ۔

اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کشی اور مرتبین کی سرکوبی سے درگز رکھتے تو ہمیشہ پچید گیاں پڑی رہتیں اور لوگ اصحابِ طالوت کی طرح بے غیرت و بے حمیت ہو جاتے۔ حق تعالیٰ ابو بکر پر رحمتیں نازل فرمائے اور انہوں نے میرا اسلام پہنچائے۔ پھر فرمایا کہ تو شخص مجھے حضرت ابو بکر پر فویت نہ دے ورنہ میں اسکو سزا دے گا اور اُس پر مفتری کی حد جاری کروں گا۔

حضرت محمد بن خفیہ رضی اللہ عنہ کتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا میا طیبؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت ان کے سوا کسی ہے مدد نہیں چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات کو حصہ العزیزؓ کے گھر تشریف لے گئے اور میں آپ کی چادر مبارک اور حکم کریمؓ کی بیٹ گیا، اس لئے کہ حضرت جبراہیل علیہ السلام رات کے وقت بارگاؤ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فاراچ ساختہ دغا اور فریب کر رہے ہیں تاکہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں۔ اینچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر اور ہے ہوئے باہر تشریف لائے۔ جو لوگ بُرے ارادے سے باہر کھڑک تھے انہوں نے آپ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت وَجَعَدْنَا مِنْ أَنْ يُؤْمِنَ بِهِمْ سَيِّدًا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَيِّدًا فَأَغْشَيْنَا هُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ (ادر ۱۶) اور ہم نے اُن کے سامنے اور پیچھے ایک ایک پر دہ ڈال دیا۔ پس دھانک لیا ہم نے انہوں ناکہ دہ دیکھنے سکیں، ایک مُسْتَحْشی خاک پر دم کی اور اُن کی طرف پیشکشی بی جس سے حق تعالیٰ نے ان کو انداخا اور بہرا کر دیا۔ پھر آپ حضرت ابو بکرؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ابو بکرؓ! مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کو ساختہ لے کر

مکر مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔ حضرت ابو بکرؓ آپ سے اگے آگے چلتے اور زمین سے کانٹوں کو
ہٹا کر راست صاف کرتے جاتے اسی طرح ایک غار پر پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے چلنے
سے پہلے حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماءؓ کو کچھ درام دے کر فرمایا اِنکا رسول اللہ ﷺ مصلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے کھانا تیار کر لینا اور پوچھ کر آپ کو گوشت مرغوب ہے، اس لئے گوشت رومنی بخانا
اور اگر کوئی شخص رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے تو کہہ دینا میں خور ذات
ہوں اور اپنے کام میں مشغول ہوں۔ غار پر پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا
یا رسول اللہ! آپ ذرا سُبھہ جائیے اور خود غار میں جا کر اسکو صاف کیا اور اس خیال سے
کہ کوئی مُوذی چیز حضور مصلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچا لے جو سوراخ نظر پر اُس
میں انگلی ڈال کر دیکھی ایک بڑا بھٹ تباہ۔ آپ نے اپنا پیر اُس میں داخل کر دیا جو ان
تک اندر چلا گیا پھر باہر نکلا اور عرض کیا یا رسول اللہ! تشریف لائیے! میں نے
آپ کے لئے جگہ صاف کر دی اور امام تعالیٰ مجده سے زیادہ آپ کے محافظ اونگھیاں ہیں۔
قفارہ قریش نبی کریم مصلی اللہ علیہ وسلم کی تاک میں تھے کہ شیطان آیا اور ان سے کہا تم کس
کام میں ہوئیں بھی تسا رسالہ تھی ہوں۔ انہوں نے کہا ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے
کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ سب نبی کریم مصلی اللہ علیہ وسلم کی آلام گاہ کو دیکھنے لگے تو
وہاں آپکی بجا نے علی بن ابی طالبؑ کو آپ کی چادر اوڑھے ہوئے پایا۔ اس وقت ب
رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اس تعالیٰ نے انکو برجواں بادیا تھا اپس
علیؑ اور ابو بکرؓ دونوں رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم کے جانشیر فدائی ہیں۔

جب قریش نے نبی کریم مصلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں آپکی جگہ حضرت علیؑ کو پایا
تو کہا آج اس جھوٹے شخص نے ہمیں خوب دھوکا دیا اور اس کا جادو ظاہر ہو گیا شہد۔

نہ ان سے کہا محدث (صلی اللہ علیہ وسلم) ابھی ابھی باہر چلے گئے اور وہ سب آپ کے قدموں کے
نشانات دیکھتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے وہاں حضرت اسماؓ گوشت پکارہی
تھیں اور انہوں نے چڑاغ کو نکال کر باہر رکھ دیا تاکہ سالان کی بُو محوس شہ ہو۔ وہ سب
حضرت اسماؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا، کیا تمہیں محدث (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی خبر ہے؟ حضرت اسماؓ نے جواب دیا میں عورت ذات ہوں اور اپنے کام میں شغل
ہوں۔ اس پر وہ لوگ وہاں سے چل دیے اور جستجو کرتے کہ تے غارتک پہنچ گئے
وہاں حق تعالیٰ نے ان دونوں کے نشاناتِ قدم کو چھپا دیا اور ان کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قدموں کے اثاثات کا پتہ نہ چلا۔ حتیٰ کہ ایک شخص غار پر
بلیڈ کر کر پیش کرنے لگا۔ اس وقت حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان
لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ! انہوں نے
ہمیں نہیں دیکھا۔ اگر دیکھ لیتے تو یہ شخص اس طرح ہمارے سامنے بلیڈ کر کر پیش
کرتا۔ پھر وہ لوگ وہاں سے منقسم ہو گئے۔ اور دونوں حضرات نے غاریں
گذاری۔ حضرت ابو بکرؓ کو ایک سانپ نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے یہ رات
سخت بے چینی سے بسر کی۔ صبح کو تمام بدن پر درم تھا اور حالت نازک تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، ابو بکرؓ ای کیا ہوا؟ حضرت ابو بکرؓ
نے عرض کیا، یا رسول اللہ! سانپ نے کاٹ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا تم نے اسی وقت مجھے کیوں نہ خبر کی؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا آپکی
نیند کو خراب کرنا گوارا نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنادست مبارک
امن پر پھیرا جس سے ان کی ساری تکلیف جاتی رہی اور بالکل خوش و ختم اور

تدرست و تو انا ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ حاضر خد
ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے اشارہ سے ان کو بلایا اور کہا بیٹا! اگر کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو تلاش کرتا ہوا آئے تو کہہ دینا مجھے کیا خبر؟ اور چروانے سے کہنا کہ بھریوں کو
ایسی طرح غار پر لائے کہ ہمارا کوئی نشان دپتہ کسی پر ظاہر نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے حضرت اسماء د روثیان لے جاتیں۔ انہوں نے اپنی چادر کو پیٹھی کی طرح باندھ
رکھا تھا جس میں ایک روٹی دایں جانب اور ایک باقیں جانب چھپا کر لے جاتی
تھیں تاکہ کسی کو ان پر شک و شبہ نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی وزر
غار میں قیام فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سفر کے لئے دو انسنوں کا انتظام کر
رکھا تھا وہاں املاع دی گئی اور حضرت عبد اللہؓ ایک راستہ بنانے والا اور دونوں
اوٹنٹ لے کر پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنی ذرا پر واثقی۔ البتہ انہی شی
خفا کر اگر خدا نہ خواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنوں نے قابو پا پہیا تو
دین داسلام ختم ہو جاتیگا۔ اگرچہ حضرت ابو بکرؓ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ
تخا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کامل یقین حاصل نہ تھا۔ اس اضطراب
اور بے چینی کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ سے ارشاد
فرمایا فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اسی کو حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے
ثَانِيَ اثْنَيْ إِذْهَمَا فِي دُوْرَادُوْ مِنْ جِنْ وَقْتٍ وَهُوَ غَامِ مِنْ
الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ تَحْجُّقْتَ أَبَّا بَنْ سَاقِي سَفَرًا
لَا تَخْرُنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا رَهِيَ تَحْمِلْتَ كَرَادَهْ هَمَارَ سَاتِهِ

انہی کے متعلق ارشادِ ربّانی ہے۔

راستہ بنانے کے لئے عامر بن فہرؓ کو ساتھ لائے جو حضرت ابو بکرؓ کے خاتم افراد کو رہنمای خلام تھے

فَانْذَلَ اللَّهُ سَجِيْنَتَهُ عَلَيْهِ پس خدا نے ان پر اطمینان نازل فرمادیا
پس حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و مولیٰ
علیٰ نبیٰ دعیم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں ۔
حضرت علیؓ سے مردی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ
اسلام لائے اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ میں
علیٰ بن ابی طالب نے نماز پڑھی ۔

حضرت صدر بن زفر کہتے ہیں کہ جب کبھی حضرت علیؓ کے سامنے حضرت ابو بکرؓ
کا تذکرہ ہوتا تو آپ فرماتے تم اس شخص کا تذکرہ کر رہے ہو جو ہر کار خیر میں
دوسروں سے سبقت اور بازی لے گیا ۔ اس ذات پاک قسم اجر کے قبضہ میں میری
جان ہے ، ہم نے جس کار خیر میں بھی پیش قدمی کا ارادہ کیا ابو بکرؓ اس کا کام کو ہم
پہلے کر گذر تے تھے ۔

حضرت علیؓ سے مردی ہے کہ میرے باپ ابو طالب کی وفات کے تین روز
بعد کفارِ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے جمع ہوئے ۔ اس وقت
حضرت ابو بکرؓ کے سوا کوئی آپ کے کام نہ آیا ۔ حضرت ابو بکرؓ تن تہام مقابر کیلئے
آئے اور کوشش کر کے مجھ کو ہٹاتے جاتے اور فرماتے کم بختو! کیا ایسے شخص کو
قتل کرتے ہو جو یہ کتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور اس اللہ رب العزت
کی جانب سے دلائل اور بائیں پیش کرتا ہے ۔ خدا کی قسم! یہ شخص اللہ کا رسول
اور پیامبر ہے ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سر پر دو مینڈھیاں تھیں ۔ اس نگاہ میں
ان میں سے ایک ٹوٹ گئی ۔

حضرت علیؑ نے اپنے رفقاء سے فرمایا تمیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آل فرعون کے مومن شخص اور ابو بکرؓ میں سے کون افضل ہے؟ اس پر سب خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! حضرت ابو بکر صدیقؓ ایک ایک دن مومن آل فرعون سے افضل ہے۔ وہ ایک شخص تھا جس نے اپنے ایمان کو پوچھیا۔ اس پر حق تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور ابو بکر صدیقؓ میں جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنا خون خرچ کیا ہے۔

حضرت محمد بن عقیلؓ بن ابی طالب سے مردی ہے کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے خطبہ پڑھا، پھر فرمایا بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ ہم نے عرض کی، ”امیر المؤمنین! آپ ہی ہیں۔“ حضرت علیؑ نے فرمایا میں نہیں بلکہ ابو بکر صدیقؓ نے اس لئے کہ جگہ بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک خیمه لصب کیا اور باہم مشورہ ہوا کہ یہاں کسی کو حفاظت کیلئے لڑنا چاہیے تاکہ دشمن خیرتک نہ پہنچ سکے۔ حضرت ابو بکرؓ کے سوا کسی کی وہاں کھڑک ہونے کی ہمت نہ ہوتی۔ حضرت ابو بکرؓ اپنی تلوار سوخت کر کھڑے ہو گئے جب کوئی مُشرک آپ کے قریب آتا آپ اس پر فوراً تلوار سے حمل کرتے۔ ایک سرتبر کفارِ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے پاس گھیر لیا اور آپ کوستا اور پریشان کرنا شروع کر دیا اور باہر کہتے تو نے ہی سب مسجدوں کو ایک معزز کر دیا۔ خدا کی قسم! اس وقت ابو بکر صدیقؓ کے علاوہ کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کیلئے نہ گیا (عصر تمام قصہ بیان کیا)، حضرت عبد خیر سے مردی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا، قرآن کریم کی خدمت کرنے والوں میں سب سے زیاد اجر ثواب

کے مسْتَحْقِ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کیا ہے۔

حضرت موسیٰ بن شدادؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا، جماعتِ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے افضل ہیں۔

حضرت ابو سفیانؓ کا حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کو ناپسند کرنا

اور حضرت علیؓ کی تردید

حضرت ابو سفیانؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی خدمت میں کئے اور ان سے کہا اے علیؓ اور عباسؓ ! خلافت قریش کے چیرئے اور ادنیٰ قبیلہ میں چل گئی۔ اب کیا خشیر ہوا؟ خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو ابھی ان کے خلاف اطرافِ مجنوبے پسادہ اور سوارشکر جمع کر دوں۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا، خدا کی قسم امیں اس بات کو ناپسند نہیں کرتا اگر ہم حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلافت کا اہل نہ سمجھتے تو ہرگز ان کو خلیفہ نہ بناتے۔ ابو سفیان! مسلمان وہ قوم ہے جو ایک دوسرے کی خیر خواہ اور مُعین و مردگار ہو۔ اگرچہ ان کے اجسام اور اوطان دُور فور ہوں اور مُنافق وہ قوم ہے جس کا شیوه دعوکہ اور فریب ہے، وہ ایک ساتھ رہ کر بھی ایک دوسرے کو دعوکہ دیتے ہیں اور مکر و فریب پھیلتے ہیں یعنی بہ بات کہ ہم ظاہر میں تو حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کر لیں اور دل سے اس کو ناپسند کریں، اسلامی تعلیمات اور مسلمان قوم کی خصوصیات کے بالکل منافی ہے اور مسلمانوں کی خاص علامت ہے کہ بظاہر

رواداری بستی جائے اور اندر ورنی طور پر دھوکہ اور فریب دیا جائے۔

مُرْتَدِّین وغیرہ کے ماہ میں حضرت ابو بکر کا حضرت علیؓ مسحور

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہو گئے تو عرب کے بعض قبیلوں نے مالِ زکوٰۃ بیت المال میں دینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم مالِ زکوٰۃ کو اپنے شہزادوں میں اور اپنی خواہش کے موافق خرچ کریں گے۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے صحابگان کو جمع فرمایا اور اس معاملہ میں انہیں مشورہ طلب کیا۔ بعض کی رائے تھی کہ ان سے کوئی تعریض نہ کیا جائے تاکہ اسلام سے دافع ہو جائیں اور اسلام ان کے دلوں میں راسخ ہو جائے۔ بعض نے کہا انکو اپنی حسبِ منشأ خرچ کرنے دیجئے بعد میں اس نال کو داپس لے لیں۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت علیؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ابو الحسن! تمہاری کیا رائے ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا جو کچھ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے اگر آپ نے اس میں سے کچھ بھی چھوڑ دیا تو یہ طریقہ نبوی کے خلاف شمار ہو گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا جب یہ بات ہے تو اگر انہوں نے مالِ زکوٰۃ کی ایک رسمی دینے سے انکار کیا تو میں ان سے ضرور قتال کر دوں گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں والدِ ماجد اپنی سواری پر سوار ہو کر تسلواں سونتے ہوئے ذوالقصہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؓ کو جب خبر ہوئی سے ایک مقام کا نام ہے

تو انہوں نے پیغام کر سواری کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ خلیفہ رسول اللہ اکہاں کا قصد ہے؟ میں آپ سے اس وقت وہی بات عرض کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احمد میں آپ سے فرمائی تھی کہ اپنی تلوار کو نیام میں رکھو اور ہمیں اپنا دکھنے پسخاو۔ خدا کی قسم! اگر ہم پر آپکی مفارقت کا صدمہ پڑتا تو پر آپ کے بعد اسلام کا نظام ہرگز قائم نہ رہ سکے گا اور مسلمانوں کا شیرازہ بھر جائیگا۔

اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نوٹ آئے اور لشکر کو روانہ کر دیا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ نے امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اطلاع دی کہ اطرافِ عرب میں ایک شخص عورتوں کی حرام کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ کے لئے صحابہ کرام کو جمیع فرمایا جن میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، قوم نوٹ کے سوایگٹھے کسی سے سرزد نہیں ہوئا۔ پھر جو معاملہ حق تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔ میرے خیال میں اس شخص کو اگلے لگا دینی چاہئے۔ اسی پر تمام صحابہؓ اتفاق ہو گیا۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حکم تحریر فرمادیا کہ اس شخص کو اگلے جلد دیا جائے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے ماڈر اسٹاٹ

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کا وصال ہو گیا اور آپ کو چادر اُٹھا دی گئی تو سارا مدینہ منورہ آہ وزاری سے گونج اٹھا اور وہ حالت ہو گئی جو سلسلہ ائمماؓ علیہ السلام کے وصال کے وقت ہوتی تھی۔ حضرت علیؓ آبدیدہ رنجیدہ انا نَسْأَلُهُ پڑھتے ہوئے

تشریف لائے اور فرمایا آج خلافتِ نبوت ختم ہو گئی۔ پھر آپ اس محبر پر سچے جان حضرت ابو بکرؓ کا جائزہ رکھا ہوا تھا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمائے لگے، ابو بکرؓ خدا تم پر رحمت نازل فرمائے اب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور ساتھی تھے اور آپ کے مولن و غنوار اور معتمد علیہ تھے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی رازدار اور مشیرِ خاص تھے، تم سب سے پہلے اسلام لائے اور خلوصِ ایمان اور شدتِ یقین اور خشیتِ خدادندی میں سب سے بڑے ہو لے تھے۔ تم نے دین کی حیات کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں، تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی تھے اور اپنے دوستوں کے لئے سراسر خیر و برکت اور بہترین ساتھی تھے۔ تم بڑے عالی مناقب، صاحبِ خیر، بلند مرتبہ عالی حوصلہ اور رشد و ہدایت اور رحمت و فضیلت میں سب سے زائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاپر تھے۔ دربارِ سالت میں تمہاری قدر و منزلت سب سے زیاد تھی۔ اور تم سب سے زیادہ قابلِ اکرام اور قابلِ اعتماد سمجھے جاتے تھے۔ حق تعالیٰ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو جزاۓ خیر عطا فرمائے اُب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بمنزلہ کان اور انکھ کے تھے۔ اور آپ نے ایسے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹکارہ رہے تھے۔ اسی نے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آپکا لقب "صدیق" رکھ دیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے وقت میں مال خرچ کیا اور غنواری کی جب لوگ پہلوتی کر رہے تھے اور آپ مصائب میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے

جب لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپوڑ بیٹھے تھے آپ نے مشکلات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب ساتھ دیا۔ ثانی اشتبہ اور رفیق غار تھے آپ ہی پر سکون و طمأنیت نازل کی گئی اور آپ ہی ہجرت کے سماں ہی بنائے آپ دینِ الہی اور امتِ محمدی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب منتخب ہوئے۔ جب لوگ مُرتَد ہوئے لگے آپ نے بہترین طریقہ پر فرائضِ خلافتِ انجام دیئے اور وہ کارنائے کئے۔ جن کو کسی نبی کے خلیفہ نہیں کیا۔ جب لوگ مُسْتَحْسِن ہو گئے تو آپ مُستَعْذِر ہے اور جب لوگ پست ہمّت ہوئے لگے تو آپ خود قتال کے لئے تیار ہو گئے اور لوگ ضعیف ہو گئے تو آپ قوی رہے۔ آپ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کاربند رہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بحق تھے اور منافقوں کی کاوش اور کافروں کی ناگواری، حامدوں کی نااضکی، فاسقوں کی ریشہ دوانی اور باغیوں کی مساعی کے باوجودہ نہ آپ کی خلافت میں کوئی چیز کرنا ہوا اور نہ آپ خلافت سے باز رکھے گئے۔

جس وقت لوگ مُسْتَحْسِن ہو گئے تو آپ چُشت رہے اور اہم امورِ انجام دیے اور جب وہ بول نہ سکتے تھے آپ کو یار ہے۔ وہ بھٹک کر ٹھہر گئے تو آپ روشنی میں چڑھنے والوں نے آپ کی پیر و می کی اور راہ یاب ہوئے۔ آپ پست آواز تھے مگر تلاوتِ قرآن اور گفتگو خوب شاکر تھے آپ کم گوارہ راست گوتھے اور بیشتر خاموش رہتے تھے آپ قدِ قلم اصا بت رائے، شجاعت، تحریر میں سب سے ممتاز تھے۔ خدا کی قسم!

اپ اس وقت بھی اسلام کے رئیس اور امیر تھے، جب لوگ اسلام سے پسلوٹنی کر رہے تھے اور اس وقت بھی رئیس تھے جب لوگ جو حق در جو حق اسلام کی جانب مائل تھے۔ آپ مومنوں کے حیم باپ تھے جب وہ آپ کے عیال بن گئے تو آپ نے ان کا وہ بوجو سنبھال لیا جس سے وہ عاجز ہو گئے تھے اور جو انہوں نے چھوڑ دیا تھا اس کی حفاظت فرمائی اور جو ضائع کر دیا تھا اس کی تلافی فرمائی۔ انکی ذلت اور لگبڑا ہٹ کے وقت آپ نے اہتمام کیا اور عالمی ہمتی سے کام لیا اور ان کے عجز و فزع کے وقت صبر و تحمل کیا اور ان کی جذبات کا یہ لے لیا۔ وہ اپنی ہدایت یابی کے لئے آپ کی طرف بڑھے اور کامیابی کے اور آپ کے باعث وہ حاصل کر لیا جس کا ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا آپ معاذین اسلام کے لئے سراپا قرود غضب تھے اور مومنوں کے حق میں سراسر رحمت و نعمت تھے۔ واسطہ تمام امور میں آپکی پرواز بہت بلند رہی اور آپ نے اہم امور میں ہمیشہ کامیابی حاصل کی اور اعلیٰ فضائل و مناقب کو حاصل کیا۔ نہ آپ کی دلیل کبھی منقطع ہوتی اور نہ آپ کی بصیرت کمزور ہوتی اور آپ پر نہ کبھی بُزدلی ظاہر ہوتی۔ نہ کسی قسم کا خوف دھرا س ہوا، بلکہ آپ ہمیشہ استقلال سے پھرست کی طرح جھے رہے جس کو نہ آندھیاں حرکت دے سکیں اور نہ اپنی جگہ سے ہٹا سکیں۔ آپ دلیسے ہی تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

اپنا مال دستاع خرچ کرنے والے تھے اور آپ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ اپنے معاملہ میں ضعیف اور حق تعالیٰ کے معاملہ میں قوی اور پیغمبر ہوں میں حقیر اور بارگاہ خداوندی میں مقرب اور لوگوں کی نگاہ ہوں میں صاحبِ حمت و شکوت آپ امرتِ محترمہ کی بزرگ تربیت، سنتی تھے۔ نہ کسی کو آپ کی شان میں طعنہ کی نجاہش اور نہ بذریعہ بانی کا موقع اور نہ آپکی نسبت لایحہ کا گمان اور نہ کسی کی طرفداری کا وہم ایک ضعیف اور ذلیل شخص آپ کے نزدیک قوی تھا، جب تک آپ اسکا حق انکو نہ دلا دیتے۔ اور ایک قوی باعزت شخص آپ کے نزدیک ضعیف اور ذلیل تھا جب تک کہ آپ اس سے دوسرے کا حق نہ دلا دیتے۔ دُور و نزدیک اس میں آپ کے نزدیک سب برابر تھے۔ آپ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ تقریب اور عزت اس شخص کو حاصل تھی جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ملیح و فرمانبردار اور مشقی پر گھر رہتا۔ آپکی شان حق تکمیل اور راست بازی اور نرم خوبی تھی۔ آپکا فرمان حکمِ محکم اور حتمی فیصلہ ہوتا تھا اور آپکا فرمان بُرڈاری اور استواری پر اور آپکی رائے دانائی اور پیشگوئی پر مبنی ہوتی تھی۔ آپ جس طرف بھی چلے راستے کھل گئے اور دُشوار آسان ہو گی آپکی بدولت باطل کی الگ بوجھ کئی اور دین اعتماد پڑا گی۔ ایمان پھر سے قوی اور مضبوط ہو گیا اور اسلام اور مسلمان از سر نوجم گئے اور حکمِ الہی غالب ہو کر رہا اور معاملہ میں سر نگوں ہوئے۔ آپ مسلمانوں کو چھوڑ کر چل دیے جس سے وہ حیران رہ گئے۔ آپ نے بہت جلدی کی اور اپنے پسماندگان کو سخت مشکل میں کھینا دیا آپ تو پورے طور پر فائز اور کامیاب ہو گئے۔ آپکو کسی کی آہ و زاری کی حاجت آپکا تو اسمانوں میں پُرتپاک خیر مقدم ہے لیکن آپکی مصیبت نے مسلمانوں کو ناکارہ

اور سُست کر دیا اِنَّ اللَّهَ وَإِنَا إِلَيْهِ رَاجِحُونَ ۝
کرتے

ہم حق تعالیٰ سے اس کے حکم پر راضی ہیں اور اس کا معاملہ اسی کے حوالے ہیں
خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں پر آپ جیسی کوئی مصیبت
نازل نہ ہوگی اس لئے کہ آپ دین کے نگبان اور دین کی عزت اور دین کے ملبا اور
ماوی تھے۔ آپ مومنوں کے حق میں سایہ عاطفت اور قلعہ مستحکم اور بالآخر جنت
اور منافقوں کے حق میں سخت اور غیظ و غضب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو تو پانے نبی
ملا دیا اب ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپکے بعد ہمیں مگر اہذ کرے!
حضرت علیؓ کی بات ختم ہونے تک سب لوگ خاموش رہے پھر اس قدر روٹے
کہ چھین نکلنے لگیں اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اب تم نے جو کچھ فرمایا
بالکل سچ اور حق فرمایا۔

وہ حادث جنکو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر رضی سے کیا

اسہار بن حاکم فزاریؓ سے مردی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی حدیث سنتا تو حق تعالیٰ مجھے اس سے نفع پہنچاتے اور جب کوئی دوسرا شرخ ہجھے سے
حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا تو میں اول اس سے قسم لیتا۔ جب وہ قسم کھالیت
تب میں اسکو سچ سمجھتا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مجھے سے حدیث بیان کی اور حضرت ابو بکرؓ
پہنچتے تھے (لہذا ان سے قسم لینے کی ضرورت نہ تھی) حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر اچھی طرح وضو کر کے دور کر دیتے ہیں اور توبہ و استغفار کرے تو حق سجانہ تعالیٰ اُسکی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے دفن کرنے میں صحابہ کرام رض مختلف بعین نے لقیع کی مائے دی بعض نے موضع جنازہ پسند کیا اور بعض نے صحابہ کے قبرستان کا مشوہد دیا۔ اسی دران میں حضرت ابو بکر صدیق تشریف لائے اور فرمایا ہے ط جاد بنی کے روبرو سوت و حیات دونوں حالت میں بلند آواز سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے حضرت علیؓ نے فرمایا، حضرت ابو بکر رض اپنے معمولات میں قابل اعتماد ہیں۔ حضرت ابو بکر رض فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی جس بجھے بنی کا وصال ہوتا ہے اُسی بجھے دفن کیا جاتا ہے۔

الف، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رض کا خلیفہ ہونا تصریح الہی میں لکھا چکا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے منابع احکام خاص طور پر ان کو تبلداد دیتے تھے۔ بنی کا کسی مقام پر وصال ہونا یہ گویا حق تعالیٰ کی جانب سے اس مقام کا بنی کی آرامگاہ کے لئے اختیاب ہے پس جس بجھے بنی کا وصال ہو دہی اسکا مدفن اور آرامگاہ بنے گی۔ اس قاعدہ کیپرے سے حضرت یوسف علیہ السلام میں انکا وصال مصر میں ہوتا۔ پھر حضرت موسیؑ نے انکی وصیت کے مطابق ان کے تابوت کو فلسطین لیجا کر دفن فرمایا۔ اور اس استشان کی وجہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ الہی میں یہ تمباکو ارتقا تھی کہ انکی آخری آرامگاہ ان کے وطن میں ہو جائے۔ دیگر انہیاً بنی اسرائیل آرام فرمائیں۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھ سے ارشاد فرمایا ابوبکرؓ اجنب لوگوں کو دنیا کی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھو تو تم آخر کو مقدمہ رکھنا ، اور آبادی اور ویرانہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کو یا رکھو۔ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم میں پھر لیں گے ۔ اور کسی مسلمان کو ہرگز حقیرت سمجھنا کیونکہ ادنیٰ مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعُظمت و حُرمت ہے ۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گُن ہوں کے حق میں ایسا ہے جیسا اُگ کے حق میں پانی (یعنی جیسا پانی ڈالنے کے بعد اُگ کے تمام اثرات ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح درود پڑھنے کے بعد گُن ہوں کے سارے اثرات زائل ہو جاتے ہو جاتے ہیں) اور پڑھنے کے بعد گُن ہوں کے آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تختہ تم نفوس سے افضل ہے ۔

حضرت طمہراو حضرت ابو بکرؓ کا مذکورہ

حضرت فاطمۃ الزہرہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں آمیں افرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغِ فدک مجھے ہبہ فرمادیا تاہذادہ مجھے دیکھیجے ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا صاحبزادی ! تم پسح کہتی ہو مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اس باغ کی آمدی سے متاثرا فوزیہ دے کر باقی کو فقیروں اور مسکینوں اور قرداں پر خرچ فرماتے تھے تم اسے لیکر کیا کرو گی ؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا جس طرح میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ، اسی طرح میں بھی کروں گی ۔

حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانا ہوں
 کہ اس کی آمد فی اسی طرح خرچ کر دن گا جس طرح تمہارے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 خرچ کرتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا قسم کھاد کہ ایسا ہی کر دے گے۔ حضرت ابو بکرؓ
 نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہی کر دیگا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ”اے اللہ! تو گواہ رہا“
 پس ہمہیشہ حضرت ابو بکرؓ صدیق اس باغ کی آمد فی سے اہل بیت کرام کے اخراجات
 دے کر باقی فقیروں، مسکینوں اور سافروں پر تقسیم کر دیتے تھے، ان کے بعد
 حضرت ہم فارغ واقع بھی ایسا ہی کرتے رہے، پھر حضرت علیؓ نے بھی اپنے دو چلاتیں
 ایسا ہی کیا۔ حضرت علیؓ نے کسی نے اس بارہ میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا
 جس کام کو ابو بکرؓ اور عمرؓ کرتے تھے اس کے خلاف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ شرم
 آتی ہے۔

حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکرؓ صدیق کی خدمت میں تشریف لے گئیں اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے دشک کا مطالبہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے فرمایا میرے ماں باپ تم پر
 اور تمہارے والد پر قربان ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم
 اب نیا کی جماعت کا کوئی داشت نہیں ہوتا جو کچھ مال و سامان ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔
 دوف، حضرت انبیاءؐ کرام علیؓ نبیت اور علیہم السلام کی دراثت نہ ہوئی میں منافع
 ہیں، ادل یہ کہ نبی کی ذاتِ گرامی پر کسی کو رنیا طلبی اور جمع مال کا شک نہ شہر ہو
 جرا سکی گمراہی اور تباہی کا باعث بنے۔ دوسرا یہ کہ نبی کے شستہ داروں کے
 دل میں کبھی یہ وسوسہ نہ آئے کہ نبی کے بعد یہ مال دمتاع ہمارا ہوگا۔ یہ خیال گویا
 نبی کی وفات اخواہش ہے جو موجب ہلاکت دبر بادی ہے۔ نیسے یہ کہ

نبی اپنی ساری امت کے لئے بمنزلہ باب کے ہوتا ہے اور امت نبی کی ادلاً ہوتی ہے اور یہ روحانی تعلق تمام مادی تعلقات پر غالب ہوتا ہے اسی لئے نبی کے درشکی حق دار ساری امت ہوتی ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں تشریف لائیں اور ذرا بخیلی رسول اللہؐ ! آپ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں یا رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میں داشتنیں بکھر اہل بیت وارث ہیں ۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا پھر خُس کا کیا معاملہ ہے ؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حنفی کسی نبی کو کچھ مال دیتے ہیں تو نبی کے وصال کے بعد وہ مال بعد الوفاء کا ہوتا ہے اب جب میں خلیفہ ہوا تو خیال ہوا کہ مسلمانوں میں اسکو تقسیم کر دوں ۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور تم زیادہ واقف حال ہوا اور اپس تشریف لے گئیں ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تو فرمایا میری لادلی بیٹی میہدی آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہؓ کا اچھی طرح بنا دی سنگار کر دادرو شبو خوب لگاؤ اور مسند می لگانہ کے سبھوں جانا ۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا میرے بعد ایک جماعت ظاہر ہو گئی جنکو دافع کیں جس عجکے تم انکو پاؤ قتل کر دینا ، یہ لوگ مشرک ہیں اور انکی علامت یہ ہے کہ وہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو گایاں دیں گے ۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ جب بیمار ہوئیں اور مرض بڑھ گیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ

انکی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ در داڑہ پر کھڑے ہیں اگر تم چاہو تو انکو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کیا یہ تمسیں پسند ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ”ہاں“ پس حضرت ابو بکر صدیقؓ گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے گفتگو کی اور معاذرت چاہی پھر حضرت فاطمہؓ ان سے راضی ہو گئیں۔

حضرت فاطمہؓ کی نمازِ بُناز

حضرت فاطمہؓ نے مغربِ عشا کے درمیان انتقال فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عثمان عٹنیؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ اور حضرت زبیرؓ وغیرہم حضرت جبارؓ پر حاضر ہوئے۔ جب جبارؓ نماز کے لئے رکھا گیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا، ابو بکرؓ آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کیا تمہاری موجودگی میں میں آگے بڑھوں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں خُد اکی قسم اُپ کے ہوتے ہوئے کوئی اور نماز نہ پڑھائیگا۔ پس حضرت ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھے اور نمازِ جبارؓ پڑھائی اور حضرت فاطمہؓ کو رات ہی میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے بُناز کی نماز میں چار تکبیریں کیں۔

حضرت امام حسن اور امام حسین کے ممتاز حضرت ابو بکرؓ کی زبانی

حضرت ابو بکرؓ کی زبانی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت احسان و حسینؑ کے متعلق ارشاد فرمایا یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(ف) بعض روایات میں ہے کہ اہل جنت سب کے سب نوجوان اور ہم عمر ہوں گے۔ پس ارشادِ نبوی کے یہ معنی ہو لے کہ انہیاً مدرسین علیٰ بنیاء و علیٰ الصلوةؑ دا اسلام اور علما راشدینؑ کے علاوہ جنکی فضیلت لقینی اور واضح ہے یہ دونوں صفات باقی تاریخ اہل جنت کے سردار اور سرتاج ہونگے۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک روز بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور سجدہ میں تھے کہ حضرت حسن یا حسینؑ آئے اور کوڈ کر کے پشت پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو پکڑا اور آہستہ سے اُنار کر سامنے سٹھانا دیا۔ میں نے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا دیکھا ہے اور میں نے حضرت ابو بکرؓ کو دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کرتے تھے اور انکو اپنے کندھے پر بٹھایا کرتے تھے۔

حضرت عقبہ بن حاشیہؑ کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ مسجد سے واپس ہو رہے تھے اور آپ میرے اور حضرت علی درمیان ستھ کر راستے میں کچھ پچھے کھیل رہے تھے جن میں حسن بن علی رضی بھی تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے انکو پکڑا اور گرد میں اٹھالیا اور فرازے لگے میرے اپ تم پر قربان ہوں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مشابہ ہو، علیؐ کے مشابہ نہیں ہو۔ حضرت علیؐ یہ سُن کر ہنسنے لگے۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ میشیر نبوی پر تشریف فرماتھے کہ حضرت حسنؑ آئے اور کہا میرے والد کی جگہ اُتردا حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بیٹک خدا کی قسم! یہ بتا کے والد یا اجد کی بجھے ہے میرے باپ کی بجھے نہیں۔ یہ کہہ کر انکو گود میں اٹھالیا اور رونے لگے۔ حضرت علیؐ نے فرمایا خدا کی قسم میرے اشارہ سے نہیں ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا و اللہ! میں آپکو مستقم نہیں کرتا۔

حضرت ابو بکرؓ کا صال اور حضرت عمرؓ کی خلافت

معیقیب بن ابی فاطمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکرؓ کے نعمات پڑام تا آپ جب مرضِ موت میں بیتلہ ہوئے تو میں حاضرِ خدمت ہوا وہاں ایک صحابی کا لائچ پاس تہنیا میں بیٹھے ہوئے پایا جو حضرت عمرؓ کی خلافت کے متعلق اختلاف کر رہا تھا۔ میں نے اس وقت لوٹنا چاہا لیکن جب آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا تو میں بیٹھ گیا تھا میں انکی بامہی گفتگو نہ سے ہونے لگی اور حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فرمایا خدا کی قسم! یہاں بیٹھے بیٹھے نہیں کیا گیا بلکہ عمرؓ نے اس سے بہتر ہیں اور تم اپنے لئے سراہ شرود فرمائیو۔ وہاں اگر میں تجھے حاکم بنادوں تو تو اپنی ناک کو گھٹتی کے پیچھے لگائے (یعنی حق سے اعتراض کر کے باطل کی طرف متوجہ ہو جائے اور اپنی حیثیت سے زیادہ اپنے کو اونچا سمجھنے لگے) تو میرے کافی آنکھیں ملتا ہوا اسلئے آیا ہے کہ مجھے میرے اسے باز رکھے اور میرے دین میں رخنڈا لے۔ خدا تجھے کھڑا ہونے کی بھی توفیق نہ دے۔ و اللہ! اگر مجھے معلوم ہو اک تو نے عمر کی تحقیر یا مدد گوئی کی تو تجھے شہرہ کر کے تیز چراگا ہوں میں یہ سچ دوستگا جہاں چرچوگے اور سیرہ ہو گے پانی پیوگے اور سینا نہ ہو گے۔

اسی پر وہ شخص اُندر کھل گیا پھر میں نے آپکے قریب ہو کر سلام کیا اور کیفیتِ مزاج دیا کی
آپ نے سلام کا جواہ دیا اور مزاج کی کیفیت بیان فرمائی۔ اتنے میں اطلاع دی گئی کہ دروازہ
حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ حاضر ہیں۔ میرا خیال تھا کہ آپ انکو اندر لانے کی اجازہ نہ دیں گے
مگر آپ نے اجازت دیدی۔ وہ اندر آئے سلام کیا اور مزاج پر سی فرمائی آپ نے سلام کا جزا دیا،
اور کیفیتِ مزاج بیان فرمائی۔ پس فرمایا شاید تم بھی عمرؓ کے متعلق وہی کہو گے جو للاش شخص
ابھی کہہ گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا خلیفہ رسول اللہؐ اور شخص کیا کہہ گیا ہے حضرابوکجڑنے
فرمایا اس کے خیال میں عمرؓ ادنیؓ انگرائے کا آدمی ہے اور بعد میں سلام لایا ہے۔ رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت کم فائدہ پہنچا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا خدا کی قسم اس نے
بست نازینا کیا۔ اسے خلیفہ رسول اللہؐ اغمراً غولیے ہی میں جیسا آپ چلتے ہیں اور آپ کی
منشا کے مطابق ہیں علاوہ ازیں وہ نہایت جرمی اور رقوی ہیں اور مومنین ساقین سے ہیں۔
حضرت علیؓ نے فرمایا اس شخص نے جھوٹ بولा اور بست سخت کیا۔ اگر آپ نے
حمرہؓ کو خلیفہ بنا ریا تو وہ آپکے خیال اور منشا کے مطابق نکلیں گے پھر وہ آپکے ساتھ میں
کر چکے۔ آپ انکی مارنے پر چلتے تھے اور اسکو قبول کرتے تھے آپ کا جوارا دہ ہو کر گزرا ہے
اور لوگوں کے کہنے سننے کی پرواہ نہ کیجئے۔ اگر عمرؓ آپکے گمان کے مطابق نکلے اور الشارعؐ
ایسا ہی ہو گا تو آپ کا مقصد پورا ہو گیا اور اگر خدا انخواست آپکے گمان کے بر عکس نکلے تو مقصد
خیریت تھا پھر وہ دونوں حضرات تشریف لے گئے اور آپ نے مجھ سے فرمایا محقیق ہے!

قریب ہو جاؤ اور سبلاؤ لوگ عمرؓ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا اسے خلیفہ رسول اللہؐ! کچھ لوگ انکو پسند کرتے ہیں اور کچھ
ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زائد کون ہیں؟ میں نے عرض کیا ناپسند کرنے والے

یہ مُسْن کفرطِ غم سے خاموش ہو گئے۔ میں اپنی اس زیارتی پر بہت لشکان ہٹا اور سوچ میں رہا کہ اسکی تلافی کس طرح کروں اس لئے کہ حضرت عمرؓ میرے خصوصی دوستوں میں تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ کے دروازہ پر حاضر ہو گئی اطلاع دی گئی۔ آپ نے انکو اندر بولا یا جو حضرت عمرؓ نے آگر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا پھر حضرت عمرؓ نے مزاج پُرسی کی۔ آپ مزاج کی سفیت بیان فرمائی اور فرمایا عمرؓ بعض لوگ تمیں پسند کرتے ہیں اور بعض ناپسند اور اکثر شر ہو گئے انکو بیان فرمائید ہوتی ہے اور خیر ناگوار گزرتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہؐ اس منصبِ خلافت کو مجده سے علیحدہ کیجئے مجھے اسکی حاجت نہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا لیکن خلافت کو تمہاری ضرورت ہے۔ اگر تمہارے سے کسی کی حق تنفسی ہو جائے تو اس تک اپنے ہاتھ کو اپنے منہ سے چُدار کھنا (یعنی کھانا نہ کھانا) جب تک کہ حق دار کا پیٹ نہ بھر جائے اور اس تک اسکا ختن نہ پسخ جائے۔ اگر ذاتی ضروریات تمیں لوگوں کے مال میں شرک پہونچے پر بھجو کر دیں تو اپنا روزینہ مقرر کر لینا لیکن اپنے کو ترجیح نہ دینا اور کبھی مال جمع کرنا مال آنکھوں کو بھلا لگتا ہے اور دل اس طرف مائل ہوتا ہے۔ امیکار مال جمع کرنا اس کے خون کو بہار دیتا ہے اور اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور اسکے دین کو صلاح اور براؤ کر دیتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا آپکے لئے گھبرا نے اور ما یوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔

آپکے لئے بہترین دن وہ ہو گا جب اسراب الغرّت سے ملاقات ہو گی۔

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میری بھی یہی ملتا ہے اور مجھے امید ہے کہ انتا اللہ اسی ضمیں پوری ہو گی، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خواب دیکھا تھا کہ مجھ پر تمیں دفعہ غشی طاری ہوتی اور تمیسی دفعہ قت ہو کر سب کھانا نکل گیا اسکے بعد میں دو مرتبہ بیمار ہو چکا اور سیہ تیسرا مرتبہ ہے بس اب میں جلد ہی جانے والا ہوں اتنا لستا

پھر حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے فرمایا میقیب ہے! ہمارا اور تمہارا کیا حساب ہے؟ میں نے عرض کیا
 میرے آپ کے ذمہ پچھیں ۲۵ درہم نکلتے ہیں اور آپ ان سے سبکدوش ہیں۔ آپ نے فرمایا
 ٹھہر و جلدی نہ کرو! کیوں دنیا کو ہمارے ساتھ کرتے ہو۔ پھر فرمایا میرے خیال میں یہاں
 اور تمہارا آخری معاملہ ہے۔ سُن کر میں رونے لگا۔ آپ نے فرمایا رومت! مجھے امید ہے
 کہ میں خیر کی طرف جاؤں گا اور ہمیشہ خیر ہی میں رہوں گا۔ پھر حضرت بریوؓ سے فرمایا
 کہ غالباً ۲۵ درہم لے آؤ۔ وہ درہم لے آئی اور میں نے انکو لے لیا۔ اسکو قفوری دی
 بھی نگزیری تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ یہاں آپ خیر کی طرف چلے گئے اور ہمیشہ خیر ہیں ہیں گے
 حضرت ابو بکر صدیقؓ جب بیس ہوئے تو آپ گھر کی ایک کھڑکی میں سے لوگوں کی جانب
 متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تمہارے سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں کیا تم اس پر راضی ہو؟
 لوگوں نے عرض کیا ”خلیفہ رسول اللہؐ ہم راضی ہیں۔“ پھر حضرتؐ کھڑکی ہو کر فرمایا ”عمر بن عبدالخالدؓ
 کے علاوہ کسی دوسرے سے راضی نہیں۔“ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ مرض المومنین مبتلا ہوئے (حق تعالیٰ
 انگی محضرت فرمائے اور اُمّتِ محمدؓ علیہ التحیۃ کی طرف سے انکو جزاً تھے خیر عطا فرمائے)
 اس وقت آپ نے صحابہؓ کے پاس قاصد بھیجا اور بیس منتخب جیہے صحابہؓ کو بلا یاد نہیں ادا کر دیا۔
 میں سے جن میں حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی رضاؓ اور حضرت طلحہؓ
 اور حضرت زبیر وغیرہ وغیرہ عوامؓ میں قریشؓ تھے اور الفار میں سے حضرت سعد بن ماکؓ اور
 حضرت خزیمہ بن ثابتؓ اور حضرت ابو طلحہؓ اور ابوالیوب الفار میؓ اور حضرت سعد بن عبادؓ
 وغیرہ وغیرہ سرداران الفار میؓ تھے۔ یہ سب حضرات صحابہؓ کرامؓ مجمع ہو کر حضرت ابو بکرؓ
 کی خدمت میں پسچے۔ اس وقت آپ کو ایک چادر اٹھا رکھی تھی اور ایک چادر اپکے
 پیچے بچا رکھی تھی اور آپ کے سپتہ ہانے ایک پیارہ رکھا ہوا تھا جس میں گیوں تھے

یا کھجور اور جوکے مٹکرے۔ جب سب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا مجھے سہارا لگا کر بیٹھا دو۔ لوگوں نے سہارا لگا کر آپ کو بھایا جسم پر گوشت کا ہام نہ تھا بلکہ یہ کھال کے سوا کچھ نہ تھا۔ سر اور جسم کے بال بڑھ گئے تھے صرف ایک نحیف اور نانوں حیثیت تھا آپ کا یہ حال دیکھ کر سب رو نے لے گئے۔ آپ نے فرمایا خدا تم سب پر رحمت نازل فرما کر کیوں رو نے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا آپ کی اس ظاہری حالت پر، سارا جسم مُبلہ ہو گیا اور بال بڑھ گئے اور ساری رعنائی اور خوبصورتی جاتی رہی۔ حضرة ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا جس شخص کو جہنم کی الگ میں جبو نکلے جانے کا خطرہ ہو جس کا عذابِ الہمی ہے جس کی سوانی بڑھی سوانی ہے جس میں ہنہ والوں کا کام ہر وقت دکھ درست چلنا اور دو یاد کرنا ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ حالت تو کچھ بھی نہیں اور جس شخص کو اس تعالیٰ کی مدد، رحمت، مختصر اور عفو و درگذر سے امید واثق ہو کر جنتِ نک پہنچ جائیگا اور جو اس میں پہنچ گیا وہ تم نعمتوں سے سرفراز ہو گیا اور تم آفتون سے حفظ ہو گیا اور ہر قسم کی تکالیف سے مامون ہو گیا اور جس کو حق تعالیٰ خوشنہ کر دیں اور وہاں کی راحت و فرشت سے نواز دیں تو جو حالت تم دیکھ رہے ہو فراہمی قابل التفات نہیں۔ پسرا آپ بوغش آگیا اور قریب تفاکہ ایک گھے جاتیں حضرت علی مرتفعؓ نے فوراً کو دکھ اپکو تھاما اور اپنے سینے سے لگا کر بٹھا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ”ابوحسن! جو کچھ تم نے کیا حق تعالیٰ تمیں اس کی جزا نہیں عطا فرمائے۔ اگر تم مجھے سہارے سے بھٹاکا چاہتے ہو تو تو گھر کی دیوار سے سارا بگلا دو“، چنانچہ حضرت علیؓ نے آپ کو دیوار کے سہارے سے بھٹاکا دیا اور آپ کے پیچے چار رکھ دی۔ آپ نے بلیٹھ کر حاضرین کی طرف دیکھا اور نگاہ جما کر دیکھا اور دیر تک دیکھتے رہے ہمراپ پر گری طاری ہو گیا آپ کو رتا دیکھ کر سب پر اسقدر گری طاری ہوا

کہ بے ساختہ حجیں نکلنے لگیں۔ حورتیں بھی پس پرڈہ بے اختیار رہتی تھیں اور آداز باہمی کرنے تھیں۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ضبط کر کے اپنے کو سنبھالا اور اشارہ سے عورتوں کو منع فرمایا۔ وہ خاموش ہو گئیں اور مرد بھی کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر آپؑ نے فرمایا کہ وہ ہبھر جوں انسان پرڈہ ہبھت گیا اور دھوکہ کھل گیا اور وہ وقت آگیا جس کا کوئی دفعہ نہیں جانت مسکتا۔ اللہ بالحق فانا اللہ دانا الیه راجعون! کوئی شخص موت سے بچ نہیں سکتا۔ موت کے سوا کوئی ٹھکانا اور چاہہ کا رہنیں جن بقینی امر سے ڈائیا گیا تعاوہ قریب آگیا۔

قیامت میں زیادہ قابلِ حرست، بد نصیب و بد حال جس کی نیکیوں کا پڑا باہکل گھنٹہ
وہ شخص ہے جو اپنی آخرت کو زد ستر کی دنیوی منفعت کے سوچن فروخت کر ڈالے
اور موت کے وقت جبکہ اپنے پورا گار کے سامنے جا رہا ہو پورا دُعاء کا علم کو دھوکہ دینا
چاہے۔ میں اس وقت حق تعالیٰ سے اپنے لئے بہترین ٹھکانا کا طلبگاہ اور امیدوار ہوں اور
آخری زندگی کے قریب ہوں۔ تمیں خدا کے نوازے کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ
حق تعالیٰ تمیں بہترین خلیفہ عطا فرمائے! پھر فرمایا میں نے اس رات دس بجہ تیز استھان
کیا اور جنابِ باریت سے التجاکی کر مجھے ایسے شخص کی جانب رہنمائی فرمائیں تو راضی ہو
تاکہ میں اپنے بعد یہ کام اس کے حوالہ کر دوں۔ پھر آخر شب میں کچھ دیر کے لئے آنکھ
لگ گئی۔ اب میں تمیں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں اور اپنی بات میں بالکل صحاتھیں
اگر ذرا بھی جبوت ہو تو یہی جبوت میری تباہی کے لئے کافی ہو جائے۔ جبوت بُلٹیا اپنی
طرف سے کوئی بات بُڑھانے سے خُدا کی پناہ مانگتا ہوں

حاضرین نے عرض کیا ”ظیف رسول اللہ! بیشک آپ بالکل سچے ہیں۔“ آپؑ فرمایا
میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؑ دُسفید کپڑے

پہنچے ہوئے تھے جن کی آستین چڑھی ہوئی تھی ایک نورچاک، ہاتھا جو انگھوں پر چڑھنے کر رہا تھا۔ آپ کے ہمراہ دو شخص اور تھے ایک دامیں جانب اور دوسرا بامیں جانب اور آپ وسط میں تھے۔ یہ دونوں بھی سعیدہ پوشکار پہنچے ہوئے تھے جس سے نور پھیل رہا تھا۔ میں نے ان جیسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کوئی بلند مرتبہ معلوم ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کیا اور مجھ سے مصافحہ کیا پھر میرے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھا جس سے دہ کرب دے چکی جو میں محسوس کر رہا تھا جاتی رہی۔ میں اب تک آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابو بکرؓ تھا میں خواب میں خوب رو یا جس کی بعد میں گھروالوں نے بھی خبر دی اور عرض کیا

دشوقاہ الیاک یا رسول اللہ (آہ یا رسول اللہ! آپکی ملاقات کا شوق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصور ہی دیر بعد ہماری ملاقاتات ہو گی۔ ابو بکرؓ حق تعالیٰ نے تمہارے معاملے میں تیس خیر کی جانب رہنمائی فرمادی۔ اب جو کچھ تمہارے دل میں لئے گئدرو! وہی انسکی جانب سے ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مرنے کے قریب ہوں اب آپکی امّت کے لئے کس کو خلیفہ مقرر کروں؟ اور کس کو عوام کا حکم ان بناؤں؟ اور یہاں کس کے گئے میں ڈالوں؟ یا رسول اللہ! امیر مان باپ آپ قائم ہوں میں نے اچھا استخارہ کیا ہے اور مجھے انشاء اللہ بہتری کی امید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عامل صاق، حابب قوت و شوکت جن سے زین و آسام والے سبتوں ہیں زادہ راست پر چلنے والے مستقی و پرہیز نگار جنکا تقویٰ مقبول و مبرور ہے عمرِ الخطاۃ تمام صحابہ کرام سے افضل اور خلافت کے سختن میں۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہمراہ ہیوں نے کہا اس کے بعد خدا کا فیصلہ فنا ہو کر رہے گا۔ یہ دونوں (یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ) دنیا میں آپ کے وزیر رہے اور آپ ہی کے پاس مدفون ہوں گے اور جنت میں آپ کے قریب ہوں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور ان دونوں نے بھی سلام کیا اور مجھ سے کہا تم مکروہات سے حفظ ہو گئے اور بالکل پاک و صاف ہو گئے، اب زمین و آسمان اور انسانوں اور فرشتوں میں تم "صدیق" ہو۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں پاپ آپ پر قربان ہوں، یہ کون ہیں؟ ان جیاً ادمی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اشٹ تعالیٰ کے مقرب فرستے ہیں، آپکا اشارہ حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ کی طرف تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے جب میں بیدار ہوا تو انہوں نے میرے چہرے اور دلدار چیز پر بہہ رہے تھے اور گھر والے میرے گرد اور سرہانے کھڑے ہوئے فوج پر ترس کھا رہے تھے۔ انہیں کیا معلوم کریں نے کیا دیکھا اور کیوں رو رہا ہوں؟ میں پھر ان دیکھے اور بے سمجھے خبر دینے سے پناہ مانگتا ہوں اور آج تم سے ایک حجہ لینا چاہتا ہوں کیا تھیں یہ پسند ہے؟ سب خاموش رہے اور حضرت علی مرتفعی نے فرمایا ہم عمر بن الخطاب کے علاوہ کسی کو پسند سے کرتے اب آپکی پسندیدگی نے ہماہی پسند کو اور تقویت پہنچا دی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علی مرتفعی کے متعلق چکلات خیر فرمائے پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا میں تمہارے پر محترم بن خطاب کو حاکم بناتا ہوں تم انکو بات کو سُنُو اور انکی اطاعت کرو اور یاد رکھو کہ انکی رہنمائی میں ہرگز ضائع اور برباد نہ ہو گے۔ حضرت ابو طلحہؓ کے قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے سب کا خیال تبا

کر حضرت ابو بکرؓ ان کو خلیفہ بنائیں گے جب آپ نے خدا تعالیٰ توقع حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا تو انہوں نے عرض کیا خلیفہ رسول اللہؐ اقیامت کے دن اسکا بھی آپ سے سوال ہوا کہ لہذا امت کیلئے اچھی طرح حوزہ کر لیجئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا طلو ! ہم عمرؓ ان اخلاق اور کسی کی بات سن سکیں گے اور نہ کسی کی اطاعت کر سکیں گے۔ پھر فرمایا و اللہؐ ابھرؓ نے سوا کوئی اس بوجھ کو نہیں انھا سکتا بلکہ عمرؓ جیسا بھی اسکا تحمل نہیں کر سکتا اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ کے سوا کوئی بھی خلیفہ کے لئے منود نہیں۔ حق گوئی ، راست بازی ، پاک امنی ، پرہیزگاری ، امانتداری ، منافقوں پر درشتی ، مسلمانوں پر نرمی وغیرہ اوصاف میں عمرؓ سے ممتاز ہیں۔

و اللہؐ ابھرؓ وہ شخص ہیں جو اسلام لا کر کبھی مذنب نہ ہوئے۔ قتال کیا اور کبھی مُستہ ہوئے، مشقتوں کو برداشت کیا اور کبھی پشت نہ پھیری۔ اللہؐ کی راہ میں ضرر کیا اور کبھی بخل نہ کیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا خلیفہ رسول اللہؐ ! جس سے آپ خوش ، اُس سے ہم بھی خوش ہیں اور جو آپکی خواہش ہے وہی ہماری بھی خواہش ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے امتِ محمدی علیہ التحیر سے کسی خیر و ملاحت اور نصیحت و خیر خواہی کی بات کو کبھی پوشیدہ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنکو بلطفتِ مجید علیہ التحیر کی طرف سے بہترین جزا لئے خیر عطا فرمائے اور آپ کو آپکی آرز و اور آپکی تمت اور آپ کے دہم و مگماں سے بہت زیادہ الطاف و الغما میں سرفراز فرمائے۔

پھر سب لوگ آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے اور بمحض منتشر ہو گیا۔ حضرت عاصمہؓ صدیقؓ فرماتی ہیں جب سب لوگ چلے گئے تو میں اور سوتیلی مامیں آپ کے پاس حاضر ہو گئے ایک جاردر آپ کے لئے بچار کھی تھی اس پر آپ کو لٹڑا دیا اور دوسرا چادر اڑھا دی۔ آپ نے فرمایا

میں اس وقت مرض میں کمی محسوس کرتا ہوں جی چاہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے سجادوں پھر آپ سوکتے۔ ہم سمجھے کہ شاید پر غشی طائی ہو گئی اور آپ کو اسی حال میں حضور کر چلے گئے ابھی تھوڑی دیر بھی نہ لگنے کا باہرستے ایک بلند آواز سانی دی جس سے آپ کھبر اکر بیدار ہو گئے اور صاحبزادہ سے فرمایا "بیٹا! دیکھو دروازہ پر کون ہے؟" دہ باہر گئے اور واپس آکر کہا بعض مسلمان ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا "انکو اندر بلا لو" صاحبزادہ نے انکو اندر بُلایا، وہ ہنسنے کھل کھلاتے اندر داخل ہوئے سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ آپ نے انکے سلام کا جواب دیا پھر دیر تک حق سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا پھر فرمایا تم لوگ جمع توکر ہنسنے کھل کھلاتے کیوں آئے ہو اور کیا سرگوشیاں کر رہے ہو؟ جو تمہارے دل میں ہے صاف ساف زور سے کھو چکا ڈینیں۔ وہ واضح اور کھلی بات ہے جو تم دل میں لئے ہوئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا خلیفہ رسول اللہ! آپ نے عمرؓ جیسے سخت مزاج کو خلیفہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے رُوبروجب آپ پیش ہو گئے اور آپ سے اس کے متعلق سوال ہو گا تو آپ کیا جواب دیں گے اور کیا دلیل پیش کریں گے؟

حضرت عالیٰ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ یہ سُن کر بہت غصتے ہوئے۔ میں نے انکو اس قدر غصب ناک کبھی نہیں دیکھا تھا چنانچہ انکا یہ عقصہ اچنہجا معلوم ہوا۔

عہ حضرت عمرؓ کی امور حق میں سختی اور آپ نے عزم میں تختی کے باہت بعین صحابہ کرام ان سے ڈر تے دیتے اور حب ہتھتے تھے کہ کوئی زم خوبی لوت پسند خلیفہ مقرر ہو جائز اور بکر اور حضرت علیؓ چونکہ سمجھتے تھے کہ بغیر اس کے کار خلافت سرانجام نہیں ہو سکتا اس لئے وہ اپنی رائے پر استقلال کے ساتھ جسے ہوئے تھے۔ ۱۲

پھر فرمایا، پھر کیا تم مجھے میرے پروردگار کی دمکتی دیتے ہو؟ اگر اس ذوالجلال والکبر یا
مجھ سے اس کے متعلق سوال کیا تو عرض کروں گا میں نے ایسے شخص کو حاکم بنایا جو سب
سے بہتر اور اعلیٰ تھا اور تیرے بننے میں سب سے زیادہ متقدم اور پرستیز نگار تھا اور اہل زین
میں سب سے زیادہ تیری مرضیات کا شناسانہ تھا۔ خدا کی قسم اجوج کچھ ہر ما تعاوہ آج جو جگہ
صادر ہو چکا اور توحید اور ادای فرائض کے بعد مجھے اپنے کسی عمل پر اتنا وثوق ادا نہیں
نہیں جتنا عمر کو خلیفہ بنانے پر ہے۔ پھر تم عمر کو کسی عیب کی وجہ سے ناپسند نہیں کر لیتے
 بلکہ اس لئے ناپسند کرتے ہو کہ وہ انصاف پسند اور صلح جو ہے، دھوکہ بنا اور زمانہ نہیں
انکا باطن نفاق سے پاک و صاف ہے اور انکا نامہ ہر قوت کے ساتھ حق سے داہستہ ہے
 حضرۃ ابو بکر صدیقؓ کے یارشاداً سُن کر ان سب سے بھی حضرۃ عمرؓ کی تعریف کی گویا
 وقتی تاشر کے باعث مشتعل چنگاریاں تھیں جن پر پانی ڈال دیا گیا۔ پھر وہ لوگ
 آپکے پاس سے چلے گئے اور تمام میں مشہور ہو گیا کہ حضرۃ ابو بکرؓ نے حضرۃ عمرؓ کو خلیفہ مقرر
 ہب یہ لوگ آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے تو آپ نے اُدمی بیچ کر حضرۃ عمرؓ کو مبوا یا اوتھا یا
 ان سے فرمایا عمرؓ اتمیں ایک وصیت کرتا ہوں اور الیسی بات بتاتا ہوں کہ اگر تو نے اسکو
 محفوظ رکھا تو مجھے امید ہے کہ تم اس بار (خلافت)، کی ذمہ داریوں سے محفوظ رہو گے اور
 اس بوجھ سبک و شر ہو گے۔ حضرۃ عمرؓ نے فرمایا، خلیفہ رسول اللہؐ اضد و فریادی میں اسکو
 عور سے سخون گا۔ جو کچھ آپ مجھ سے مطابہ کریں گے اسکو پورا کروں گا اور جو آپ حکم دینے کے
 اثر اسکی پابندی کروں گا۔ حضرۃ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا اسٹردہ ذات پاک ہے جس نے
 مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنی منش کے موافق بنایا وہ ذات دھڑلاش کر لے ہے
 اللہ تعالیٰ کا جو حکم رات کے متعلق ہوتا ہے وہ دن کو مقبول نہیں ہوتا ہے اور جو حکم دن کے متعلق

ہوتا ہے وہ رات کو مقبول نہیں ہوتا۔ اور جب تک فرائض خداوندی ادا نہ ہوں
نفل کام قبول نہیں ہوتے۔ قیامت میں ان لوگوں کی ترازو بماری اور وزنی ہوگی
جن کا شیوه حق کی پیروی اور پابندی ہو اور حق ان کے لئے سل اور آسان ہو،
جس ترازو میں حق کے سوا کچھ نہ ہو اسکا وزنی ہوتا بحق اور بیسی ہے اور ان لوگوں کی
ترازو دہنی ہوگی جو اہل کی پیروی کرتے ہیں اور اہل ان کے سے آسان ہے جس ترازو میں
باہل کے سوا کچھ ہوا اسکا ہلکا پہلا ہونا کھن بات ہے، اسکو ہلکا ہی ہوتا چاہے۔
حق تعالیٰ نے اہل جنت کا اچھے اعمال کے ساتھ ایسی طرح تذکرہ فرمایا کہ ہر شخص سب جو
کہ اپنے علاوہ اور کوئی بھی حق تعالیٰ ای باگاہ میں مرغوب اور پسندیدہ نہیں اور اُنکو
بغیر رحمت خداوندی اور عنایت، تقویٰ در پر ہمگرامی اور اسرار خدارندی کی پابندی اور
منہیات سے رستگاری کے بغیر کوئی شخص بھی عاص نہیں کر سکتا۔ پس حق تعالیٰ نے
دونوں کے بڑے اعمال کا تذکرہ فرمایا اور ان کے اچھے اعمال کو اس لئے رد فرمایا کہ
وہ خلوص سے نالی تھے اور انکو لرنے والے منہیات سے زیچتے تھے تاکہ ہر ایک ان سے
بہتر بننے کی خواہش کرے۔ احمد تعالیٰ نے اپنی زبان میں اپنے بنی سادق مصدق
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب دونوں اذن فرمائیں جانچ
ارشاد و رہانی ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ لَذُوقَ مَعْفِرَةٍ لَمَّا أَسِنَ
بِلَفْكَ تَهَبَّ أَپْرِدَ كَارَ لَوْكُونَ كَيْخَشَ
عَلَى ظُلْمِهِ مَدَّ.
دوسری جگہ ارشاد ہے۔
إِنَّ رَبَّكَ لَسَدَ لَسَدَ يَدَ الْعِقَابِ،
بِشِيكَتَهَا أَپْرِدَ كَاسَخَتَ رَفَتَ كَرْنَدَ الْأَهَـ

تاکہ ہر موسن ہر وقت رحمتِ خداوندی کا امیددار بھی رہے اور عذابِ الٰہی سے خوف نہ بھی رہے اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ سے ناخن بانگی اسید اور تمناً زر کئے۔ عمرؑ اگر تم نے میری وصیت کو محفوظ رکھا تو معیز چیزوں میں موت سے زیادہ کوئی شے تمیں محبوب نہ ہوگی اور موت کے بغیر چاہے بھی نہیں۔ اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو کوئی عیب دار چیز تمیں مبغوض نہ ہوگی اور تم موت سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔

حضرۃ عمرؑ نے فرمایا خلیفہ رسول اللہؐ میں نے آپکی وصیت کو قبول کیا اور میں انسا۔ اللہ آپ کے فرمان کو مضبوط پکڑے رہوں گا۔ پھر حضرۃ عمرؑ روتے ہوئے ہاں سے رخصت ہوئے اور کہتے جاتے کہ سجت عمرؑ اجس کام کو تو نے قبول کر دیا اس سے تیری خلصی کس طرح ہوگی اور اس بارگراں کا تحمل کیوں کر ہوگا۔ پھر غود ہی فرمایا خلاصی پر ہمگئی میں ہے اور سماجات دنیا سے بے رغبتی میں ہے۔ اے نفس! خندو و خندوں کی کوشش کر اور بیوک پیاس پر صبر اختیار کر۔

حضرۃ عاشورہ صدیقہ فرماتی ہیں ابو بکرؓ کی جان آفریں کی قسم! ابو بکرؓ کا آخر و بیت رسول اللہ علیہ وسلم کے آخر وقت کے مثال بگزرا۔ آپ درمیانی رات میں اٹھے اور فرمایا خائشؑ اور کپڑا کیا ہے جس سے رسول اللہؓ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ڈھکا گیا تھا آپؓ نے اس کو لیا اور اپنے چہرہ پر رکھا۔ اسکی خوشبو نگہی اور فرمایا اگر تم حصہ لاؤ نہیں تو مجھے اپنے جبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو اُرسہی ہے۔ پھر اپنا چہرہ قبڑھ کیا اور کہا اللہمَّ اعْنِنِّا عَلَى سَكَّرَاتِ الْمَوْتِ وَ شَدَّةِ الْمَوْتِ وَ عَمَرِ الْمَوْتِ۔ پھر آپؓ کو خوب پسینہ آیا اور اس محرب پر لگا ہمگئی جس میں آپ نماز پڑھا

کرتے تھے اور چند بار فرمایا۔

وَجَاءَتْ سَكِنَةُ الْمَرْتَبَاتِ
او مرست کی سختی (قریب آپ سخی) یہ (مرست)
ذلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحْيِيْدُهُ وہ چیز ہے جس سے تو مدد کتا جاتا۔
پھر کچھ افاقہ ہوا اور پستی اپنی بجھ پر آگئی اور دیرینک کلو شہادت اور درود شریف
پڑھتے رہے پھر صلی اللہ علیہ مصلوٰۃ طیبۃ مبارکۃ پڑھا۔ اس کے بعد نگاہ قبلہ
کی طرف پھر گئی اور بلند آواز ہے کہا اللہ کے فرشتو اور میرے پروردگار کے قاصدہ
السلام علیکم پھر آہستہ سے چند بار کہا بسیک من داع و سعدیک (۱۷) اے
بلدنے والے (ایں حاضر ہوں) پھر منہ کھولا اور بندر کر لیا اور داخل بھی ہو گئے۔
رضی اللہ عنہ واصحہ۔ آپ کے دفن کے متعلق صحابہ کرام میں غارائے
ہوا۔ بعض نے بقیع عرقہ کی رائے دی اور بعض نے مدفن شہداء کو پسند کیا جو حضرت شفیع
نے فرمایا نہیں، میں اپنے گھر اپنے جگہ میں اپنے جیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں
دفن کر دیگی اور دونوں حضرات کی قبور کی زیارت سے ان کی یاددازہ رکھوں گی۔
یگفتگو ہوتی ہی تھی کہ ایک دم سب پر نیند کا غلبہ ہو ا اور اونگھکو طاری ہو گئی۔
اسی حال میں ایک غلبی آواز سُنی حسْنُوا الحَبِيبِ إلَى الْحَبِيبِ "دوست کو
دوست سے ملا دو"؛ ہم نے سارا ٹھیا تو کوئی نظر نہ آیا البتہ آواز سب نے سُنی تھی کہ
جو لوگ مسجد میں تھے انہوں نے بھی سنی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں
دفن کرنا طے ہو گیا تو جو شخص بقعہ انور پر نظر ڈالتا نگاہ میں خیر ہو جاتیں اور قبر کا کھوڈنا
مشکل ہو گیا۔ حضرة علیؑ نے فرمایا رات تک ٹھہر جاؤ۔ جب رات ہو گئی تو حضرت علیؑ
نے گورکن کے چہرے پر کپڑا ڈال کر اسکو جگہ منورہ میں داخل کیا۔ اس نے اپنے چہرے پر

نَقَابٌ دُلَى لَهُوَنَّ قَبْرَاطِهِرٍ وَأَنْوَرٍ كَجَانِبٍ پُشْتَ كَرَكَ قَرْكَمُودَنِي شَرْفَعَ كَيْ۔
 حَضْرَةُ عَلِيٌّ نَّهَىْ كَوْرَكَنْ كَوْحَمْ فَرْمَايَا كَهْ جَدَدِي كَرْدِ زِيَادَه دِيرَنْ نَگَےْ۔ باقِي لوگ بَاہِرَ كَھْرَجَتَےْ
 جَبَ لَحْتِيَارِ ہُوْگَئِيْ توَآپَ كَصَاحِبِزَادَوْلَ اورَ كَھْرَوَالَوْنَ نَيْ آپَكَوْ قَبَرِ مِنْ آتَارَ، اورَ
 مِنْ طَالِ دِيْ۔ حَضْرَتِ الْوَبْكَرِ صَدِيقَنْ كَتْجَهِيْ وَتَدْفِينَ سَهْ فَارَغَ ہُوْكَرِ سَبْ
 حَضْرَةُ عَمَرَه كَيْ خَدْسَتِ مِنْ حَاضِرَهِ تَلَےْ۔ حَضْرَتِ عَمَرَه پَسْهَ جَمِيعَ كَوْصَوفَ كَامَافَرَتَه
 پَسْنَهْ ہُوْجَےْ جَسِ مِنْ رَانِ پَرَ اورَ مِنْڈَھَوْنَ كَهْ دَرِسَيَانِ حَمَطَرَےْ كَهْ پَيْزَنْدَلَگَےْ ہُوْجَےْ
 اوْ رَايَكَ چَارِكَنْدَھَوْنَ پَرَ ڈَالَهَ ہُوْنَ مَسْجِدِ نَبُويِ مِنْ حَاضِرَهِ ہُوْنَ اَوْ سَنْسَرِ نَبِيِ
 کَھَرَےْ ہُوْكَرِ خَطَبَهِ پَرِھَا اَدَلَهِ تَعَالَى كَيْ خَوبَ حَمَدَ وَشَائِيْ كَيْ پَھَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ
 اَوْ حَضْرَةُ الْوَبْكَرِهِ کَاهْذَكَرَهِ كِيَا اَوْ حَضْرَةُ الْوَبْكَرِهِ کَهْ لَهْ رَحْمَتَهِ كَيْ دُعا مَانِگَيِ اَوْ سَبْ بَعْتِيَارَ
 رَوْنَهْ گَئَےْ۔ حَاضِرِيْنَ پَرَ بَھِيْ گَرِيْ طَارِيْ ہُوْگَيِ۔ حَضْرَةُ عَمَرَه رَوْتَهِ رَوْتَهِ غَشِّلَهَا كَرَ
 سَنْبَرَ پَرَ گَرِيْ پَرَےْ اَوْ پَسْرَےْ پَرَ خَرَاشَ آئَيِ۔ لوگ غَشِّي کَيْ حَالَتِ مِنْ آپَکَوْا هَخَا كَاْيَچَيْ
 گَھَرَلَهْ گَئَےْ۔ چَندَ رَوزَ آپَ بَاہِرَهِ نَكَلَهَ كَيْ جَبَ كَچَوْهَ اَفَاقَهِ ہُوَا توَگَھَسَ بَاہِرَهِ اَذْوَدَه
 حَضْرَةُ عَمَرَه فَادِقَهِ دُرَرَهِ کَنْدَهِ ہَهِ پَرَ رَكَهَ ہُوْلَےْ لوگوں کَيْ ثَنَبَرَگَيِيْ کَهْ لَهْ
 بازاروں اورَ گَلَلِيوں اورَ رَاسَتوں مِنْ پَھَرَا كَرَتَهَ تَلَےْ۔ خُدَّا كَيْ قَسْمِ! انْكَادُرَهِ تَهَبَرَهَ
 انِ كَوْڑَوْنَ سَهْ ہَبِيتَ نَاكَ اَوْ خَوْفَنَاكَ نَخَشاَ۔

حَضْرَتِ عَمَرَه ضَيَّعِيْوُنَ اَوْ بَيَاوَوْلَ اَوْ مَكِيْنِيْوُنَ كَيْ خَبَرَ رَكَتَهَ تَلَےْ، انْكَهِ پَاسِ
 بَعِيشَتَهَ اَوْ انْكَهِ سَاتِخَوْهَلَتَهَ اَوْ بَوْلَهَوْنَ اَوْ بَجَچَوْنَ پَرَ کَھَرَےْ ہُوْكَرِ پَسْتِ اَحوالَ كَرَتَهَ
 تَلَےْ۔ اَوْ غَلامَ كَاحِنَ آزادَه سَهْ، كَمَزَدَرَ كَاحِنَ زَورَ دَارَه سَهْ، مَكِيْنِيْنَ كَاحِنَ زَبَرَسَتَهَ سَهْ
 چَھَوْلَےْ گَرَوْهَه كَاحِنَ بَرَےْ گَرَوْهَه دَلَوَاتَهَ اَوْ جَوَچَوْهَه كَرَتَهَ اَجَرَ وَثَوابَ كَيْ خَاطَرَ، ..

الشَّرِّ سُجَّاً وَ تَعَالَى كَيْ رَضَا كَيْ لَئَ كَرْتَ تَهَّ - اور دینی معاملہ میں کسی کی ملامت کی ذرا پرواہ نہ کرتے تھے۔

زُہد و تقویٰ کے باعث اپنے لئے جو کی تین روٹیاں روزانہ مقرر کر کھوئیں جن کو کچی چربی سے تناول فرماتے تھے اور کبھی کبھی صرف نمک کی ڈلی سے کھاتے تھے جب اس تنگی کا ضرر اور خشکی کا اثر بڑھ گی تو زیتون اور کھجور کا استعمال بھی شروع چند مرتبہ تھوڑا سا گئی بھی کھایا اور دودھ بھی نوش فرمایا۔ کہیں آپ کو بست پسند تھا اور اونٹے کی گردن کا گوشت کھایا کرتے تھے۔

حضرۃ عاشِر صدیقہؓ فرماتی ہیں جب حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحاتیں اور مال غنیمت کی فراوانی ہوئی تو حضرۃ عمرؓ ہمچуж کوچھ اونٹ ذبح کراتے اور اچھا اچھا تمام گوشت سماکین و مهاجرین اور ضعفاءِ الصاریمیں تقسیم فرمادیتے اور اپنے گمراہوں کے لئے گردن کا گوشت رکھتے تھے۔

حضرۃ عاشِر صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرۃ عمرؓ اپنے سے کہ کرتے تھے کہ جو کہا اس جہنم کی الگ میں جانے سے بہتر ہے جہاں ہمیشہ رہنا پڑے گا، زندہ موت ہے اور زندہ سے چکارا۔ اس میں راحت و خوشی کا نام نہیں اور زندہ سے نکل یا چکنے کی کوئی راہ نہیں، اور دوزخیوں کے لئے فرحت و خوشی کا کوئی موقع نہیں۔

جب حضرۃ عمرؓ طیف ہوئے تو حقائیقت چمک اٹھی اور صداقت سر بلند ہو گئی نفاق کی الگ چجھ گئی اور کفر کی مشتعل چینگا رسیاں دسمی پڑ گئیں، بال مغلوب ہو گیا اور اور حق غالب آگیا۔ اور سو لالہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرۃ ابو بکر صدیقؓ کا طلاقیہ حام طور پر پسند میگی اور شوق و رغبت کے ساتھ رواج پکڑ گیا اور شیطان کا ٹو ناماراد

چنانچہ حضرت حَمَّانٌ فرماتے ہیں ہے
یا حَمَّارٌ هَا عَمِ الْفَارُوقِ مَسْتَحْمَدًا

قدقام خیر عباد الله في العرب

حضرت عمر فاروقؓ کے ابتداءِ خلافت میں قحط پڑا اور ہر شے گراں ہو گئی جس کے باعث لوگ پریشان حال ہو گئے اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے مولیشی مر لگے ابتو حضرت عمرؓ کو جو بھی عنده میسر آتا تھا سب میں حصہ رسد برابر تقسیم کر دیتے تھے نہ اپنے حصہ میں کبھی زیادتی کرتے اور نہ کبھی اپنے کو ترجیح دیتے۔ جو فاقہ زدگی اور تنگ حالی عام مسلمانوں کو لاحق تھی اسی میں اپنے آپ کو بھی مبتلا رکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ ایک روز اپنے دُرہ کندھے پر رکھے ہوئے مدینہ منورہ کے راستوں میں گھوم رہے تھے۔ کسی کافی کام ہوتا تو اسکو خود انعام دیتے تھے، کسی دوسرے کے حوالے ذکرتے تھے۔ اسی دوران میں ایک افساری پچھ پر گذر ہوا جو رورہا تھا اور کہہ ہاتھا "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْمَلُ كَمَ مُمْكِنٌ مِّنْ مُدْفِرٍ، ثُمَّ بِهِ أُسْأَلُ مِنْ يُظْلَمُ كَمْ؟" حضرت عمرؓ یہ میں کر غضبناک ہو گئے اور دُرہ لے کر اسکی طرف بڑھے۔ وہ خوف زدہ ہو گیا اور بیچوں ہو کر گر پڑا۔ حضرت عمرؓ نے اِنَّ اللَّهَ يُطْهِي اور اسکے پاس کھڑے ہو کر اسکی تکلیف کے عہد

رو نے لگے اور فرمایا کم بجت عمرؓ!

تو نے اپک پاکیزہ جان کو بلا قصاص کے قتلنتَ نَفْسًا نَحِيَةً لِغَيْرِ نَفْسٍ
ہلاک کیا، بیشک تجوہ بجت اکام سرد ہو گیا
لَقَدْ بَحْتَ شَيْئًا نُكَّارًا ۝

کل کو بارگا و خداوندی میں کیا عذر پیش کر گیا۔

پھر پچھ کے سر کو زمیں سے اٹا کر اپنی بان پر رکھ لیا اور رد تے۔ ہے آنکھ سے آنسو

ٹپک پٹک کر بچپے کے چڑے پر گر رہے تھے۔ اتنے میں اور لوگ جمع ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو اس حال میں حواس باختہ پر لیشان دیکھ کر رو نہ لگے۔ پھر دریافت کیا امیر المؤمنین! کیا بات ہے؟ کیا ماجرہ ہے؟ اور یہ کیا حادثہ پیش آیا؟ حضرت عمرؓ نے بچپے کا ساقہ بیان کیا اور اسکو مسجد میں لے جانے کا حکم فرمایا۔ پھر سب وہ بچپے شیک ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا میرے پیارے بچے! ایک بات ہے جو تو عمرؓ کے مقابلہ میں خدا مبارک رہا ہے؟ کیا عمرؓ نے تجوہ پر کوئی طلب کیا ہے؟ یا تیرا مال غصب کیا ہے؟ یا تجوہ کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچا ہے؟ یا تجوہ کسی خیر سے محروم رکھا ہے؟

بچپے نے جواب دیا احمدؓ کی قسم! ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔ تائیہ ہے کہ میں ایک انصاری بچہ ہوں میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شہید ہوئے اور میرے چچا یوم حدیبیہ میں شہید ہوئے اور یہ جانباز جو سرکہ جنگ میں شہید ہوئے بھاگتے ہوئے نہیں مارے گئے۔ اباً پ کی خلافت میں اور میری والدہ اور نوبنیوں نے آج تین شب دردز سے کچھ نہیں کہا یا سفوک اور بے چینی انتہا کو پہنچ گئی۔ امیر المؤمنین! جو کچھ میری زبان سے نہ کہا، اسکا باعث یہ تینگی اور سختی ہے جس کو میں نے بیان کیا۔ یہ حال سُن کر حضرت عمرؓ رو نہ لگے، حاضرین بھی رو نہ لگے۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی گھروں میں رو نے لگیں پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور حاضرین کو نشا ب فرمایا۔ حمدوش کے بعد فرمایا لوگو! یہ دنیا والوں کا نہ اصلی گھر ہے زحقیقی قی مگا ہے اور آخرت اصلی ٹھکانا ہے اور محلِ حجزاً و سزا ہے۔ جن صحابہؓ کا حافظہ قوی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لے گئے اور تو آپ کے پاس نہ کوئی تشدید

کپڑا تھا اور نہ کوئی غیر متعلق برتنا تھا اور نہ کوئی دروازہ پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہبی مید سے اور گیبوں کی روٹی پیٹ بھرنے لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور اخیر تک کہبی آپ کے دستِ خوان پر دو سالن نہیں کھائے گئے باوجود یہ کہ آپ کو حق تعالیٰ نے تمام مخفی خزانوں کی کنجیاں حطا فرمائی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ نہ کہبی نہیں کپڑا پسنا اور کہبی حمد و نعم کپڑا استعمال فرمایا اور نہ مال و دولت ہی جمع کیا جس سے اہل و عیال گزر لبر کرتے اور کہبی خادم و خلام رکھا اور دنیا سے اپنے دامن بچا کر صحیح و سالم تشریف لے گئے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور خود آپ سے مٹا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب فقر و تنگی کو آتے دیکھو تو کہو صاحبین کی مرغوب لپیڈیہ خصلت آرہی ہے، اور جب تو نگری اور فراخی کو آتے دیکھو تو سمجھو کہ کوئی سلا سر زد ہوئی جس کی پا داش میں جلدی کی گئی ہے۔ عنور سے سُن لوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص میں اخوتِ اسلامی نہیں جو خود پیٹ بھر کر تارکرے اور اسکا پڑوسنی بُعْد کار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کی ملک میں چالیس درہم سال بھر تک رکھتے رہیں، نہ کہبی ان کو رہا مولیٰ میں خرچ کرے اور نہ کسی کا خیر میں صرف کرے اور کسی ضرورتمند محتاج سے بُعْنی قبیحہ تو حق تعالیٰ قیامت کے دن اسکو جاہرین کی صفت میں کھڑا کریں گے اور ان درہم سے اسکو داعا چاہیں گا۔ لوگوں اخبار ہو جاؤ اہتمام ای ماں و متاع قیامت کے دن تھا کہ نے باعث تنگ دعا رہو گا اور تمیں دوزخ میں لے جائیگا۔ خوب سمجھو لو اجوہ شخص

اپنی ذات کے لئے مال جمع کرتا ہے اسکے اس مال ہی سے اسکی پیشانی اور پُشت داغی جائیگی، مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔ البتہ جو شخص اپنے مال سے حقوق خلود نہیں ادا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو صحیح اور حق سمجھ کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے اور خدا کے خوف سے ڈرتا رہے اور اسی پر بھروسہ رکھے تو مجھے امید ہے کہ ناجہنم بھی نکلے گا اور آگل اُس کے حق میں مشتعل نہ ہوگی اور میں پورے دوق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اب بھی اسکی نجات بخشن فضلِ رحمانی اور کرمِ رب انبیاء سے ہوگی۔ تمیں چاہے کہ خیر کی طرف سبقت کرد۔ امورِ خیر میں سبقت ہی باعثِ شکر سمجھو جیں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے وہ غلط نہیں ہو سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، قریب ہی قیصر و کسری کے خزانے تھاں کے ہاتھ آئیں گے، انہی اولاد تھماری غلام ہو گی اور انہی زمینوں اور گھروں اور شہروں اور مال و دولت کے تم وارث ہو گے اس وقت تم اپنے اعمال اور کردار پر قائم رہنا، مجھے امید ہے کہ یہ زمانہ قریب ہی آنے والا ہے الشاہد! پھر آپ نے آسمان کی طرف سراہٹا یا اور کہ ..

اللَّهُمَّ مِنْدَكَ الرَّجَاءُ الْهَى إِنْجَى سے امیدیں دا بستہ ہیں۔

حضرت عثمان غفاری کھڑے ہوئے اور دریافت کیا، امیر المؤمنین اب اپ نے جو کچھ بیان کیا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے ہی، حضرت عمر بن فرمایا ہے، حضرت عثمان غفاری سُن کر روتے ہوئے مسجد سے باہر آئے اور کہتے جاتے ابغافل قیامت کے روز مجھے تیرے مال سے داغا جائیگا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اونٹ، بکری، سونا چاندی، علاً کھجوٹے کھپٹے،

ادر فرمایا، اللہ کی راہ میں یہ میرا ایک تھامی ماں حاضر ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف صَّبَحَی اسی طرح اپنا تھامی ماں لائے پھر صحنے مال لانا شروع کیا حتیٰ کہ تمام مسجد اور اس کے ارد گرد کی جگہ بھر گئی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضيَّ نے اس ماں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اس بچہ کو بست سماں عطا فرمایا، اور فرمایا عمر رضيَّ کے گھر والوں کو بھی حصہ رسید و رسول کے بارہ دنیا چاہچہ اس میں سے اونٹ کی گردان کا گوشت، چند مسمیٰ سکھوڑ اور نھوڑ اسا آٹا امیر المؤمنین رضيَّ کے حصہ میں آیا اور آپ نے گھر والوں کو حکم دیا کہ اسکو جلد تیار کر کے خبر دیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضيَّ گھر والوں کے بلانے کے منتظر تھے کہ اتنے لیکن رضيَّ آیا، امیر المؤمنین رضيَّ کو سلام کیا اور سخت سُسْت کشنا شروع کر دیا امیر المؤمنین رضيَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچ ارشاد فرمایا کہ بد دیوں میں غذیت اور قاتا ہوئی اس لئے کہ وہ نہ کتاب اللہ کو سیکھتے ہیں اور نہ انہوں دین کی سمجھ حاصل ہوتی ہے۔ بد دی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سچ اور بحق ہے آپ صاق و مدقق ہیں لیکن میں بد دی کیونکر ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پا ہجھت کی اور آپ کے سامنے جماد کیا اور اکثر قرآن کا حافظ ہوں اور دینی امور میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔

حضرت عمر رضيَّ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری خطاوں سے درگذر فرمائے مجھے اسکا علم نہ تھا۔ پھر اس بدوی اور دیگر حاضرین کو ساندھ لے کر گھر تشریف لے گئے ایک چھوٹا سا گھر تھا، لمکڑی کے ستونوں پر چھت پڑی ہوئی تھی اور دستخان کی جگہ کھوڑ کے پیٹھ پیچے ہوئے تھے، سب بیٹھ گئے اور کھانا لایا گیا۔ سب نے داہنے پا تو سکھا کیا

اور بدودی نے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا، یہ دیکھ کر امیر المؤمنین طیش میں آگئے اور فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ ہوئی کا دیکھ کرتے ہو کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا ہے؟ تھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بائیں ہاتھ سے کھا ہے شیطان اس کے کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

بدودی نے کہا آپ نے پسح فرمایا، بات وہی ہے جو آپ نے فرمائی لیکن اگر کسی شخص کے داہما ہاتھز ہو تو پھر وہ کس ہاتھ سے کھائے؟ اور اپنا داہما ہاتھ نکال کر دکھایا جو کٹا ہوا تھا۔ امیر المؤمنین نے شرمندہ ہو کر دریافت فرمایا یہ ہاتھ کو کیا ہوا؟ بدودی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں کٹ گیا۔ پھر بدودی نے اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں اپنے اونٹوں میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر گذر ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پاس اُترنے کی درخواست کی آپ نے میری درخواست کو قبول فرمایا اور میرے بیان اُتھ کئے۔ میں نے کہنا حاضر خدمت کیا۔ آپ نے کھانا تسلی فرمانے سے انکار فرمایا۔ میں نے انکار کی وجہ دی�ا فت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چونکہ تم مشرک ہو اسلئے میں تمہارے بیان کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ میں نے عرض کیا اشہدُ أَن لِلَّهِ إِلَهٌ مَا إِلَهٌ وَ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ۔ اسکے بعد میں چیڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ت میں شریک ہوا۔ میں نے اس بائے میں چیڑا شاہبھی کہہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا ہے۔

ع

الآن كفى في رضا الله تعالى

ضراب العدمي في الله من دون أحد

و حاميت عن دين النبي الذي له

على دليل طار في كل مشهد

فما قطعت حتى رأيت مكانها

و فلقت هامت العدمي بالمهنة

فإن قطعت كفى في اربت مشهد

شهدت بها والصيف يقطر في بيبي

حضرت عمر بن الخطاب رضي الله عنه مُنْ كردونے لگا پھر دریافت فرمایا تمہاری معاش کا کیا ڈیرے
بدوی نے کہا میر پاس ایک لاد دو اونٹ ہے۔ اس پر لکڑیاں لا دکر مدینہ لاتا ہوں
اور انکو فردخت کر کے اپنے کثیر اہل دعیاں پر خرچ کرتا ہوں۔

سے مطلب یہ کہ میرے ہاتھ کو جو کچھ دشمن کی طرف سے پہنچا اسکی رضا کے لئے اسکی میں
احمد بن حبیب اصل ائمۃ علیہ وسلم کی حمایت میں پہنچا۔ میں نبی برحق کی حمایت کی جسکی حقیقت
ہر ہر مجھ پر واضح ہو گئی۔ میرا باتھ اس وقت کہ جب میں نے اسکا مقام علی
دیکھ لیا اور دشمنوں کی کھوپریوں کو ہنسنے کی توار سے اڑا دیا۔ اگر میرا باتھ جاتا
تو کوئی حرج نہیں۔ میں بست محکومین میں شرکیں ہو چکا جن میں میری توار
میرے ہاتھ میں تھی اور اس سے خون کے قطرے گرد ہے تھے۔

امیر المؤمنینؑ نے دریافت فرمایا تمہارا دا ہنا ہاتھ تو ہے نیں پھر بکھر یا کٹ ج
اٹھاتے ہو؟ بدھی نے کہا کسی مسلمان سے مُلے لیتا ہوں؟ اہنا ہاتھ وہ لگادیتا ہے اور بیاں ہا
میر اپنا ہوتا ہے۔ امیر المؤمنینؑ اخدا کی قسم اپنے میں بست قوی تھا لیکن اب بست کر دو
ہو گیا۔ میری ہڈیاں نرم پڑ گئیں اور جسم کا گوشت سوکھ گیا۔ امیر المؤمنینؑ نے اسکی
امداد فرمائی اور اسکو ایک لادو اونٹ پر سوار کرایا اور کھانے اور کھجور کا تو شہ سائی
پھر ایک روز امیر المؤمنینؑ نے منبرِ نبوی پر کھڑے ہو کر بارش کی دعا کی ادیں
تنگی میں مسلمان مبتلا تھے اس سے خلاصی کی التجاہی۔ دعا قبول ہوئی اور صبح ہٹھے
پیشترِ حق تعالیٰ نے باطل بھیجے کئی دن بارش کا سلسہ جاری رہا اور تمام سر میں سرپر شہزاد
ہو گئی۔ حضرت مشنی بن حاشیؓ نے جنگِ فارس کی اجازت طلب کی۔ امیر المؤمنینؑ نے اسکے
لئے ایک لشکر روانہ فرمایا اور حق تعالیٰ نے قادریہ کو فتح کر دیا۔ پھر متواتر فتوحات کا سلسہ
شروع ہو گیا اور مالِ دولت کی انتہائی فراوانی ہو گئی اور مسلمان خوشحال فارغ البال
ہو گئے۔ رہبستر مرتب کئے گئے اور سب کے وظائف مقرر کئے گئے۔ پھر حب
حق تعالیٰ شانہ نے امیر المؤمنینؑ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں صحابہ کرام کے ہاتھ
ملکِ شام، ملکِ عراق، ملکِ مصر فتح کر دیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے منتخب اور چیزوں
صحابہ عظام کو امراء متعین فرمایا اطرافِ ممالک میں انتظام کے لئے روانہ فرمایا۔
حضرت علیؓ قفارتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب آگیا
تو آپ نے مجھے بلایا اور آپنے سر کے قریب چڑک فرمایا جب میں مر جاؤں تو تم مجھے اپنے
ان ہاتھوں سے غسل دینا چاہیے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ پھر
کفن پینا کر جھرۂ اطہر و انور پر لے جانا، اگر دروازہ خود سخود کھل جائے تو مجھے جو رسی عذیزم

میں دفن کر دینا درزہ وہاں سے روکا کر عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا
پھر جو بھی حق تعالیٰ افیض کر فرمادیں۔

فہ احادیث جن میں

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم دونوں کا ذکر ہے

حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھا تھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ سامنے سے آتے نظر آئے۔ اس وقت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد دیا، علیؑ! یہ دونوں انبیاء و مرسیین علیٰ نبیتیا
وعلیمِ السلام کے بعد تمام الگے پچھے اُدھیرِ عمر اہل جنت کے سردار ہیں۔ لیکن
علیؑ اتم انکو اس کی اطلاع نہ کرنا۔

حضرت علیؑ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
آیت وجبریل و صالح السومنینؑ میں صاحبِ مونین علیؑ بن ابی طالب اور
ابو بکر اور عمرؓ مراد ہیں۔ حضرت ابو عطاء درمیؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ
اور حضرت زبیرؓ دونوں نے بیان کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
کہ آپ نے ارشاد فرمایا میرے بعد میری امت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں
ان کے بعد پھر عمرؓ سب سے افضل ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزیز علیؑ
پر ہماڑی ہوئے تشریف لے جا رہے تھے راستے میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ سے ملاقا ہوئی تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیؑ! ان سے محبت رکھنے والا جنت میں جائے گا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نہم پر کسی کو بھیجا چاہتے تھے اس وقت آپ کے دامیں اور بائیں حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ بیٹھے ہوتے تھے۔ حضرۃ علیؓ نے عرض کیا کہ ان میں ایک کو بسیج دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں انکو کس طرح بسیج سکتا ہوں، یہ دونوں تو دین کے لئے بمنزلہ کان اور انکو کے ہیں۔ یعنی ان دونوں حضرات کا وجود دین کے لئے خاص اہمیت اور شان رکھتا ہے۔ جس کے نہادن سے دین میں نمایاں کمی اور خرابی محسوس ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بنی کے کچھ خصوصی معادن و مددگار رفیق کا رہوتے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ معاون و مددگار رفقاء کا عطا فرمائے جن میں سات قریشی ہیں۔ علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، ابو بکرؓ، عمرؓ۔ اور سات الفارسی ہیں ... عبد اللہ بن مسعودؓ، سلامانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، حذیفہؓ، عمارؓ، بلاں رضی اللہ عنہم حضرۃ علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم ابو بکرؓ کو خلیفہ مقرر کر دے گے تو انکو دنیا سے بے رنجت اور آخرت کا شہق پاؤ گے اور اگر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر دے گے تو انکو زور دار امامت دار پاؤ گے اور اگر علیؓ کو خلیفہ مقرر کر دے گے تو وہ تمیں یہ ہمی راہ پر فقام رکھے گا اور حق پر چلائے گا۔

اف، ارشادِ نبوي صلی اللہ علیہ وسلم سے خلفاً لے راشدین کی ترتیبِ خلافت اذر ذاتی خصوصیات اور انکی اہم دینی خدمات کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اول حضرۃ ابو بکرؓ صدقہ خلیفہ ہونے کے دورِ خلافت میں صحابہؓ ہی صحابہؓ کا ہر سو جلوہ ہو گا اور یہ کوئی شرطیت برطرف نہ افزود ہونے کے، اس وقت ان کی رہنمائی اور رہبری کے لئے حضرۃ ابو بکر صدیقؓ کی ضرورت ہو گی جو زید و تقویٰ کا مجسمہ ہونے کے اور آخرت کے سر اپا مشتاق،

منتظر اور بے قرار، تاکہ انکو دیکھ کر صحابہ کرام کا اصل رنگ قائم رہے۔ پھر حضرت عمر خلیفہ ہونگے اسلام اور مسلمین کو عروج اور فروع ہو گا۔ فتوحاتِ اسلامی میں افزونی اور مال و دلت کی فراوانی ہو گی اس وقت انکو قابر اور اعتمال میں رکھنے کے لئے حضرت عمر کی ضرورت ہو گی جو اپنی سخت گیری اور امانتداری خود بھی متایع دنیوں کی محفوظ اور مامون ہیں گے اور دوسرے کو بھی محفوظ اور مامون رکھیں گے اور دنیا کی بستات کے باوجود دنیا سے بے رغبتی اور آخوت کا شوق قائم رہے گا۔ پھر فتوں کا آغاز ہو گا اکثریت غیر صحابی ہو گی اور انہیں کو غلبہ اور قوت ہو گی جس پر قابو نہیں اور حق پر قائم رہنا دشوار ہو گا۔ یہ مفت حضرت علیؓ انجام دیں گے اور استقلال کے ساتھ خود بھی صراطِ مستقیم پر قائم رہیں گے اور دوسرے کو بھی قائم رکھیں گے۔ ارشادِ نبوی میں دو عثمانی شخصیات ذکر و نہیں کیا گیں اسی لئے یہ کلام طیب ارشاد فرمائے کہ تم علیؓ کو عمر کے بعد خلیفہ نہ بناو گے پھر حب خلیفہ بناو گے تو ابھی یہ خصوصیات سامنے آئیں گی۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بآہ میں حضرت علیؓ کے اول

ایک قلوچی حضرت علیؓ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ امیر المؤمنین! آپ ابھی منزہ ہیں فرم رہے تھے اللہمَّ أَصْلِحْنِي بِمَا أَصْلَحْتَ بَهُ الْخَلْفَاءَ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيَّ

وَهُوَ خَلَفَاءَ رَاشِدِينَ کون ہیں؟ حضرت علیؓ نے آنکھوں میں آنسو ڈبھا بائگی اور فرمایا تیرے جیب اور چچا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر دونوں امام ہدایی اور شیخ الاسلام اور قریشی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقدار بنے جس نے انکی اقتدا کی محفوظ ہو گیا۔

اور جس نے انکی اتباع کی صراطِ مستقیم پر بیٹھ گیا اور جس نے ان کا پبلہ پکڑ لیا وحق تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہو گیا حزب اللہ ہم المفلحون۔ حضرت علیؓ سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا واللہ اب تم ایک دافت کے پاس آئے ہو۔ دولوں امام ہدیٰ تھے اور راہِ راست اور صراطِ مستقیم پر چلانے والے، مصلح قوم اور فائزِ المرام تھے، یہ دونوں حضرات فاغibal، صحیح و سالم دنیا سے تشریف لے گئے۔ عبد خیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قیامت تک جس قدر حکماً و سلاطین امیں گے۔ حق تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ان کے لئے راہبر اور حجت بنا کر بھیجا ہے۔ یہ حضرات بست پسلے تشریف لے گئے اور اپنے پہمانہ گاہ کو خوب نکال دیا۔ انکا نام حکمرہ امت کیلئے موجبِ رنج و عمر ہے اور سلاطین کے لئے باعثِ طمع۔ حضرت علیؓ سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ دونوں حضرات ان ستر ادمیوں میں سے ہیں جن کی حضرت موسیٰ نے دعا کی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہونے تھے۔

عبد الرحمن بن ابی زیادؓ کے صاحبزادہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ تھے حضرت علیؓ میرا باند پڑھے ہوئے جنازہ لے چکے ہیں۔ ہے تھے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جنہاً کے آگے تھے۔ حضرت علیؓ فرمائے گئے یہ دونوں حضرات ہانتے ہیں لجنازہ کے پیچے چینڈ والے کی فضیلت آگے چلنے والے پر ایسی ہے جیسے جماعت نماز پڑھتے والے کی تنہ نماز پڑھنے والے پر لیکن انکے سرزاں میں سہ دلت ہے لوتوں یعنی سہوت پسند کرنے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت ابو بکرؓ سب سے اکثر نے والے اور رتین انقلب تھے اور ستر عمر خاصہ اور رکھتے تھے لبذا حق تعالیٰ نے بھی ان کے۔ تھے خلوص کا معاملہ کیا۔

حضرۃ علیؐ نے منبر پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبقت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرۃ ابو بکرؓ تھے وہ بھی تشریف لے گئے تیرے درج پر حضرۃ عمرؓ تھے وہ بھی سبقت ہے ان کے بعد اب قلنوں سے - بالقہ پڑ گیا - خدا جو چاہتا ہے وہی جرتا ہے حضرۃ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرۃ علیؐ نے فرمایا میں تمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخص بتا رہا - حاضرین نے عرض کیا ہاں بتائے آپ نے فرمایا حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ ہیں ۔

عبد خیرؓ سے مردہ ہے کہ حضرۃ علیؐ نے فرمایا سب انبیاءؐ علیہم السُّلَامُ اسدم میں بہترین طریق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرۃ ابو بکرؓ غنیمہ ہوئے اور دل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع علی اور اپنی سنت پر چھ اور بالقہ لوگوں میں سب سے اچھے طریق پر ان کی رفات ہوئی اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل تھے ۔ اسے بعد حضرۃ عمرؓ غنیمہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرۃ ابو بکرؓ کی اتباع علی اور انکی سنت پر چھ ، بالقہ لوگوں میں سب سے اچھے طریق پر رفات یا ای اور حضرۃ عمرؓ اس امت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرۃ ابو بکرؓ کے علاوہ سب سے فضل ہیں ۔ حضرۃ علیؐ نے فرمایا امّت محدثہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرۃ ابو بکرؓ کے بعد حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ سب سے فضل ہیں ، اور انکی میں چاہوں ترقیتے ہوئے ہم ام بھی لے سکتا ہوں اور بعض روایات میں ہے کہ تبرے درجہ میں حضرۃ شہادت ہیں ۔ حضرۃ علیؐ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ نے پرس کہ اے اب اپنے تیرے میں آپ میں حضرۃ علیؐ نے جواب دیا اے بیٹے امیرا باب تو عامرؓ میں نوں منست ایک مسافر ہے جو اجران کے لئے ہے وہی اس کے لئے ہے اور جو موآخذہ اسے بولا دی جو موآخذہ اس سے ہو۔

حضرت علیؐ کا ای لوگوں کی تردید کرنا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بُرا کہتے ہیں

یا حضرت علیؐ کو اُن فوقیت میں۔

حضرت علیؐ کو ذکر کے منبر پر ہاتھدار کر کما کہ حضرت علیؐ اس منبر پر خط فرمائے تھے۔ اشنا تقریب میں فرمایا تھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اشخاص حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر مجھے فوقیت دیتے ہیں اگر میں پیلے گانعت کر دیتا تو ضرور اسکی سزا دیتا یکروں میں اعلان قتل سزا دیا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر کسی شخص نے آئندہ یہ خیالات ظاہر کئے اذیرہ دینا پڑے پیش کیا گیا تو چونکہ یہ شخص مفتری ہے لہذا اس تو مفتری لی سزا دی جائیگ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب افضل ابو بکر میں پھر عمرؓ پھر وادیہ اعلم کون ہے۔ اسلئے ان کے بعد ہم نے نئی نئی باتیں کھٹری کر دیں جن میں حق تعالیٰ جو جایہ فیصلہ فرمائے۔

مجحت اور عداوت میں حصے نہ بڑھا پا ہے ممکن ہے کہ دوست دشمن ہو جائے اور دشمن دوست ہو جائے (اور تمیں اس کے باعث نہ ملت اور شرمندگی اٹھائی پڑے) حضرت علیؐ کو معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن سبا اکو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فوت دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اسکے قتل کا ارادہ کر لیا ہے۔ جب آپ سے کہا گیا کہ اس شخص جو آپ سے مجحت رکھتا ہے اور آپ کو افضل سمجھتا ہے آپ اس کو قتل کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا وادیہ اس شہر میں میں ہوں یہ وہاں نہیں رہ سکتا اور اسکو شمر بدر کر دیا۔

حضرت علیؐ کو ذکر میں ایک دن فیصلہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا ہے جیساں میرے سامنے میں غزر کیجئے واللہ! میں نے آپ سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔ حضرت علیؐ نے فرمایا اس شخص کو سامنے پیش کرو۔ وہ سامنے حاضر ہوا۔ حضرت علیؐ نے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے پیش کر دیا۔

کو دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کیا تم نے حضرت ابو بکر و عمر کو دیکھا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کو دیکھا ہے تو میں تیر می گردن اڑادیتا۔ اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ تو نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے تو معرفت تنبیہ و تہذیب کرتا۔ لیکن جب ایسا نہیں توجہا ہے کہتا پھر۔

سوید بن علقہؓ سے مردی ہے کہ میں ایک جمیع پرے گذر اجحضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کی تنقیص کر رہے تھے۔ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ بعض شیعہ کے پاس گذر ہوا جو شیخین کا ذکر کر رہے تھے اور انہی کی تنقیص کر رہے تھے۔ الروہ یہ نہ سمجھتے کہ آپ انکے ہم خالی ہیں اور اس خیال کو پوشیدہ رکھتے ہیں تو ہرگز انہی جڑاٹ نہ کرتے۔ حضرت علیؓ نے جوابت خدا کی پیشہ ایں اور انہی کی نسبت خوبی اور بخلانی کے سوا کچھ بھی دل میں رکھوں۔ اس شخص پر خدا کی لعنت جو انہی کے متعلق خوبی اور بخلانی کے علاوہ کوئی خیال پوشیدہ رکھے۔ یہ دونوں رسول ہم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے بھائی اور دیوبندی ہے۔ پس آپ میرا ہاتھ پکڑے ہو گئے ہیں اور منبر پر چڑھتے، آپکے آنسو ڈال دیا ہے اور دارالصلیحیہ کا قریشی ہاتھیں پکڑ رکھی تھیں اور کو دیکھ رہے تھے (اور دارالصلیحیہ چکنی تھی)۔ بے یوں ہو گئے آپ کھڑے ہوئے اور ایک بلیغ حشر نظر پڑتے اور فراز ان کو اس کا کیا سامنہ رکھا۔ وہ سڑاں قریش کو جو مکانوں کے لئے بمنزلہ باپکے نے ایسے افذا سے یاد رکھتے ہیں جن سے میں بر سی ہوں، جو کچھ وہ نہیں۔ اور انہے اس فول کی سڑا دینے والے ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم اجر نے دانہ کو شوکیا اور ہر ذمی روح کو پسہ اکی۔ سو من پر ہر ہزار ہی ان سے محبت کرتا ہے اور فاجرد ہی ان کی نیز رکھتا ہے۔ ان دونوں حضرات نے صدق ووفاق کے شاریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا تھیا۔ یا امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر کرتے تھے اور سزا میں دیتے تھے اور جو کچھ کرتے تھے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے ہرگز تباہ و زہر نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کی رائے کے برابر کسی کی رائے نہ سمجھتے تھے اور ان جیسی محبت بھی کسی سے نہ فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش تشریف لے گئے اور مسلمان بھی ان سے خوش رہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے حضرة ابو بکرؓ کو اپنا نائب بنایا۔ جب حق تعالیٰ نے اپنے بنی کو جلادیا تو مسلمانوں نے حضرة ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا اور زکوٰۃ ان کے حوالہ کی اسلئے کہ زکوٰۃ اور نماز کا اسلام میں ایک درجہ ہے (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے اپنا قائم مقام بنایا تو زکوٰۃ یعنی میں بھی آپ کے قائم مقام ہوں گے) بنو عبد المطلب میں میں پہلا شخص تھا جس نے ان کے لئے سہولتیں بھی پیچائیں۔ بعض لوگ اسکو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بعض کا زکوٰۃ دینا بھی کافی ہے خدا کی قسم! آپ بالقی لوگوں میں سب سے افضل اور نرم دل، رحیم اور مستقیم اور متقیمِ الاسلام رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو نرمی اور رحمہ دلی میں حضرة سیکا تیل کے ساتھ تشبیہ دی اور عفو و وقار میں حضرت الہیم علی نبیتیا و علیہ السلام سے حضرة ابو بکرؓ آخر وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت پر چلتے رہے اور اپنے بعد حضرة عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اس معاملہ میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ کچھ لوگ حضرت عمرؓ کی خلافت سے ناخوش تھے اور میں ان لوگوں میں تھا جو خوش تھے۔ واللہ! حضرت عمرؓ اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ ناپسند کرنے والے بھی انکو ناپسند کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ ہر کوام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرة ابو بکرؓ کی اتباع کی اور انکے آثار پر

اس طرز پڑے جیسے بچہ اپنی ماں کے نشانات قدم پر چلتا ہے۔ واللہ! حضرت عمرؓ بالحقی لوگوں میں سب سے بہتر اور زرم دل اور رحیم اور ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مذکور نے والے تھے حق نے انکی زبان پر حق بات جاری کر رکھی تھی۔ جب بوئے تو ہم سمجھتے ایک فرشتہ ہے جو عمرؓ کی زبان سے بول رہا ہے۔ حق تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے اسلام کی وجہ سے اسلام کو عزت دی اور انکی ہجرت کو دین کی مضبوطی کا باعث بنایا۔ اور مومنوں کے قلوب میں انکی محبت اور کافر دل اور منافقوں کے دلوں میں انکی ہبیت پیدا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن پر سختی اور بد خلقی میں انکو حضرت جبریلؓ کے ساتھ تشبیہ دی اور غیظ و غضب حضرت نوح علیہ النبیّیہ و علیہ السلام کے ساتھ۔ کیا تمہارے پاس ان جیسا کوئی ہے؟ کوئی شخص بغیر ان سے محبت کئے اور بغیر انکی اتباع کئے انکے درجہ کو نہیں سنبھال سکتا۔ جو شخص آنے محبت کرتا ہے وہ مجہد سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بُغض رکھتا ہے وہ مجہد سے بُغض رکھتا ہے، اور میں اس سے بری ہوں۔ اگر میں پہلے اسکی نمائعت کر دیتا تو اس وقت سخت سزا دیتا۔ البتہ جو شخص آئندہ اس خیال کا میر پاں لا یا جائیگا سو وہ سزا ملے گی جو مفتری کو ملنی چاہے۔

کوفہ میں ایک شخص حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا جو شیخین میں کو بڑا کہتا تھا حضرت علیؓ نے اپنے غلام سے فرمایا اے قبرہ! اسکی گردن اڑا دو۔ اس شخص نے عرض کیا آپ میری گردن کیوں اڑدا تے میں، میں تو آپ ہی کی وجہے ان پر غصے ہو رہا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا یہ کیوں کر؟ اس شخص نے عرض کیا میں ایک غریب آدمی ہوں جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میسر نہیں ہوئی اور نہ معلوم کہ حسنۃ ابو بکرؓ اور حسنۃ عمرؓ کا رب تھے حضور کے یہاں کیا تھا اور یہ تھا اے یہاں انکی کتنی عظمت تھی

البَشَّرَ مِنْ نَبْعَدِ لُوْكُولَ كُوْدِيْكَا جُوَا كُشْرَا پَكَے پَاسَ آتَى جَاتَهُ بَهِيْسَ وَهُوَ أَپْكُوَانُ دُونُوْسَ
 افْضَلُ بَاتَتَهُ تَهُوَ ادْرَكَتَهُ تَهُوَ كَمَ ابْنُوْنَ نَهُوْلَا أَپْكِيْ حَقَّ تَلْفِيْتِيْ اورَ پَسْلَهُ خُودُ خِلِيفَهُ بَهُوَ
 حَضْرَهُ عَلِيٌّ تَنْهَىْتَهُ پَوْجَهَا كَيْيَا تُواْنَ لُوكُولَ كُوْجَاتَهُ ؟ اسَّ شَخْصَهُ تَنْهَىْتَهُ جَوابِهِيَا نَامَ نَسِيْنَ جَانتَهُ،
 مَغْهِرَهِ بَاهِ صَوْرَهِ دِيْكَهُ كَرَهُ پَحْچَانَ سَكَاهُوْنَ - حَضْرَهُ عَلِيٌّ تَنْهَىْتَهُ فَرِيْزَهُ - وَالْمَهْرَ اَخْدَهُ اورَ رَسُولَهُ كَهُمَ
 يَهُ دُونُوْرَهُ بَهُجَهُ سَهُهُ پَلَهُ خِلِيفَهُ بَنَهُ اورَ رَجُهُهُ پَرَهُ ذَلِيمَهُ نَسِيْنَ كَيْيَا - اورَ اَگْرَهُ تَوْاْپَنِيْتَهُ
 اوْ شِيجِيْنِهِ كَيْ نَبِتَ اپِنِيْ كَمَ عَلِيٌّ كَاعْتَرَافَهُ تَكَرَّتَهُ تَوْمَيْنَ اسْوَقَتَ تِيرَيِيْ گَرَدَنَ
 اُثَادِيْتَهُ - بَهُرَ غَلَامَ سَهُهُ فَرِيْمَا اَسَهُ قَبْرَ اَنَهَا كَلَهُ مَسَادِيَهُ كَرَهُ اورَ زَهْرَهُ كَوقَتَ تَحَالِكَ
 جَمِيعَهُوْكَهُ - حَضْرَهُ عَلِيٌّ تَنْهَىْتَهُ اَوَّلَ نَهَارَهُ شَهَادَهُ پَهُرَ مَنْبِرَهُ پَرَهُ حَظْرَهُ اورَ حَقَّ تَعَالَى شَاهَهُ كَلَهُتَهُ
 حَمْدَهُ شَنَاهُكَ اورَ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پَرَهُ جَهِيْاً چَاهِيْهُ تَهَا دَرَدَ وَسَلَامَ پَيْجَاهُ اورَ مَجْعَهُ كَوَ
 مَحَاطِبَهُ كَرَهُ فَرِيْمَا، حَنْجَلَ شَاهَهُ نَهَىْتَهُ مُحَمَّدَ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَاهِيَهُ وقتَ
 بَسِيجَاجَبَهُ كَاسْلَامَ پَرَانَا بَهُوْكَيَا اورَ دِيْنَ كَيْ دَنَقَ جَاتَهُ سَهِيَهُ اورَ كَفْرَهُ كَيْ وَبَجَهُ خَلْكَتَهُ
 گَئِيَهُ تَهُيَهُ اورَ لُوكَ زَمَانَهُ جَاهِلِيَّتَهُ كَيْ مَغْرَاهِيْوُنَ مِنْ پَرَهُ ہُوَلَهُ بُعْوُنَ کَعِبَادَتَ اورَ
 مُؤْرِتِيُونَ کَيْ تَعْظِيمَهُ كَرَتَهُ تَهُوَ اورَ اَللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ كَا انْكَارَهُتَهُ تَهُوَ - اِيَّهُ وَتَهُ
 مِنْ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَىْتَهُ فَرِيْمَا اِيْكَ اَهَمَّ ذَاتَ پَاكَهُ سَوَا كَوَهُ مَعْبُونِيَهُ
 لُوكُولَ نَهَىْتَهُ حَضُورَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَهُ حَبْلَاهُ يَا اورَ كَهَا اَجَعَلَ الْأَيْمَةَ إِلَهًا وَاجِدًا اَنَّ هَذَا
 لَشَيْءٌ بُعْجَابٌ هُوَ يِكْنَ حَضُورَهُ الْوَبَكَرَهُ نَهَىْتَهُ اَپَکِيْ تَصْرِيْقَهُ كَيْ اوْرَمَيْنَ اسْوَقَتَ بَهُچَهُهُ تَهَا اَپَکَوَ
 بَهُيَهُ نَسِيْنَ بَهُچَهُهُ اورَ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَيْ پَوَرَشَ اوْرَ اَپَکَهُ گَھَرَهُ بَهُتَهُ تَهَا
 اِسَّ حَالَتَهُ مِنْ حَضُورَهُ الْوَبَكَرَهُ تَهُوَهُ حَضُورَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَيْ سَاتَرَهُ، لُوكُولَ سَهُهُتَهُ
 جَھَمَکَرَتَهُ تَهُيَهُ اورَ انْكَوَڈَرَتَهُ دَھَمَکَتَهُ يِكْنَ خُودَهُ اَنَکَهُ طَرَائِهِ سَهُهُتَهُ نَڈَرَتَهُ تَهُوَ.

اد رامور دین کو گھم کھلا کرتے اور اپنے ایمان کو نہ چھپاتے حتیٰ کہ قریش کرنے لگے کہابن ابی قحافی تو محبوں ہو گیا۔ اسلام کے لئے ابو بکرؓ ہی احت اور اولیٰ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے نامہ کسی سے محبت نہ تھی اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے زاید صاحبِ اکرام کوئی نہیں اور نہ کوئی شخص دنیا و آخرت میں ابو بکرؓ پر بہتر اور خوبی ہے۔ بعض لوگ مجھے شیخین سے افضل کہتے ہیں، انکے قلوب میں بقیہ نفاہ ہے اور اس سے انکا مقصد مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہے اور امتِ محمدیہ علیٰ التحیۃ میں انتہف پیدا کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا حال پسلے ہی مجھے بتا دیا تھا اور انکے قتل کا حکم فرمادیا تھا۔ اور قریب ہی آخر زمانہ میں انکی حکومت ہو گی جس میں خُرُانُ نامزادی کی آفت بڑھ جائے گی اور شریروں والوں کی تبلیغ کو عردو ج ہو گا اور ان کے لئے ذیل ہونگے حق میٹ جائے گا اور رفض و عبّت اور گناہ و بد کاری کیلئے کھللا ہو گی اور دولت سب انکے پاس منتقل ہو جائے گی۔ عزت انکو حاصل ہو گی اور انکی سو عیالتی نرم پوشاک اور سحمدہ لباس سے بدل جائیگی، اسوقت جو لوگ علاشیہ بھائی بھائی ہوں گے وہ باطن میں دشمن ہونگے۔ بکذب ان کے نزدیک خوبی ہو گا اور بد کاریاں ان سے ظاہر ہوں گی اور باوجو مغلظہ قسموں کے عہد پیمان کی پڑاہ نہ کریں گے اور نقشِ عمد کریں گے قرآن کو بغیر پسچھے پڑھیں گے اور معارف و علوم کو لغایات سے بدھیں گے۔ مصائب کو سلطان اور بیکار کر دینگے اور پلے در پلے معاصی کریں گے۔ صاحبِ رضوان اللہ علیہ اجمعین کو سب سو شتم انکی برائی، ان لوگوں کا مذاق ہو گا اور صحابہؓ کے ان واقعات کی اتباع کریں گے جنکو حق تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے، اس سے مقصود صحابہؓ کی تغییر اور توہین ہو گا، یہ باتیں چھوٹا بڑا سے سیکھے گا اور انہی خیالات میں نشوونما ہو گا۔ پس سُنت میٹ جائیگی اور بد کا احیا ہو گا اس نہایتیں جو شخص

متبوع سنت ہوگا وہ افضل الشدائد اور افضل العباد اور افضل المحبوبین ہیں ہوگا ان کے لئے بڑھے انکی مصیبت کس قدر بڑی ہوگی۔ اس زمانہ میں بچپن سے زائد بڑا بلا میں مبتلا ہوگا جتنی الی نے ان کے ایمان کو کم کر دیا اور ان کے احوال بُرے کر دیے جس سے خدا کی زمین ان پر غضب ناک ہوگی اور آسمان باطل نخواستہ انکو سایہ کر گیا اور تنفس زین پر کوئی شخص عزم اہم اشان سے زائد مبغوض نہ ہوگا انکی علامت بست پیں جن سے یہ پہچانے جا سکتے ہیں۔ حاجت کا چھوٹا سلف اور صاحبین میں لفظ گو کرنا اور نہ اس میں تاخیر کرنا اور سنت کی تروید کرنا اور آثار صحابہؓ کو نہ ماننا اور کفار سے یگانگت، اقوت انکے سلاطین کا لباس جرم ہو دیا ج ہوگا اور رغبات کو کمیں گے حکمتوں کی خرید فروخت کرنا اور دین کا ضائع کرنا اور زنا کو حلال سمجھنا اور سود کھانا اور آنے اور خرید فروخت اور دین اور منبع سنت کا مذاق اڑانا اور مرگِ مفاجا اور بازار میں عوتوں کی عوتوں کا سلو ہونا اور عزیز کا قتل اور غلاموں کا دولت مند ہونا، مخلشوں کی کثرت اور عوتوں کا سوار ہونا، بلند و پختہ عمارتیں بنانا، اہل ہوئی اور اہل بدعت کی طرف طبیعتوں کا مائل ہونا اور صاحبِ شروت کی تعظیم کرنا، اس زمان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زائد شریہ ہونے گے، انہی سے فتنہ و فدائیگی کا اور انکی طریقوں کو جاییگا عالم مذکوت میں انکا نام ارجاس و الماس ہوگا۔ جب اصحاب رسول اللہ ﷺ اسلام کو مخلشوں، مجلسوں اور مسجدوں میں لعنت کی جائیگی اور لوگ اسکو اپنا شعار بنائیں گے تو توحیدت سینوں سے نکل جائیگی اور ایک سبز و سرخ ہوانازل ہوگی جس سے حق تعالیٰ انکو بندرا اور سور کی شکلوں میں مسح کر دینے گے۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنینؑ اگر ہم اس زمانہ کو پائیں تو کیا کریں؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا یہ رہنا جیسے حضرت علیؑ کے نقاشی

رہے اور صبر کرنا، اور جس راستہ پر ہم ہیں اس پر استقامت سے قائم رہنا اور حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰت اور صحابہؓ کی محبت کا حکم فرمایا ہے، تم اس پر مجھے رہنا اور وافعؓ کے پاس آئنا بیدھنا چھوڑ دینا، ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا کہ جنگلوں میں چلنے لگئے اور مشقتوں کو برداشت کیا۔ اور میں تم سے سچ کتا ہوں کہ حق اور سنت پر منا، بعد از حصیان کی حیات سے بد رجحان برتر ہے۔

خوب سمجھ لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرة ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ہیں، پھر عثمانؓ ذوالنوریؓ اور عمارؓ میں ہوں۔ میں نے تمہارے روبرو اور تمہاری پیشے پیچے یہ صفات کہہ دیا، اب تمیں مجھ پر محبت کی گنجائش شیں۔ اور میں اللہ بالاد برتر سے اپنے اور تمہارے اور تمام مسلمان بائیوں کے لئے دعاۓ مغفرت کرتا ہوں۔

وہ احادیث، جو حضرت، علیؓ کے فضائل میں

حضرت عذر سے مردی ہیں

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جنگِ خیبرؓ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو جہنم دُونگا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں، وہ شخص حملہ اور ہے، پیچے ہٹنے والا نہیں، حق تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح و پیچہ حضرت جبراہیلؓ اسکے دائمی جانب ہونگے اور حضرت میکائیلؓ اسکے دائمی جانب ہوں گے۔ پیشہ یہ ہے مسلمان نے اس خواہش میں گذاری کروہ شخص میں ہوں۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا علیؓ بن ابی طالبؓ کیاں ہیں نظر نہیں آتے۔ لوگوں نے حضرت کیا وہ آشنا چشم میں مبتلا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انکو میر پاس لاوی حضرت علیؓ رضا

دست میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھے قریب ہو، وہ قریب ہو گئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی آنکھوں میں تھوکا اور آنکھوں کو اپنے دست مبارکے ملا۔ اور حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے ایسے اٹھے کہ گویا آنکھ دکھنے ہی شائی تھی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا، تین فضیلت میں الگان میں ایک بھی لئے ہو تو مجھے سرخ (ہر نعمت) سے زاید محبوب ہے۔ حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے نکاح، اور حضرت علیؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مسجد میں رہنا، کہ مسجد سے حالتِ جنابت میں گزرنا جیسا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جائز تھا، حضرت علیؓ کے لئے بھی جائز تھا، اور جنگِ خیبر میں حضرت علیؓ کو جنبدادیا۔

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو حضرت علیؓ کو گالی دیتے ہوئے سناتو فرمایا، میرے خیال میں تو منافق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے اس طرح قائم مقام ہو جیسے ہارونؑ حضرت موسیؑ کے قائم مقام تھے لیکن چونکہ میرے ثبوت ختم ہو گئی لہذا تم بھی نہ ہو گے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ قتبک کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ کو عورتوں اور ضعفاءٰ کی خبر گیری کے لئے مدینہ چھوڑ دیا۔ منافقین نے طعنہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بُزدلي کے باعث انکو چھوڑا۔ جب حضرت علیؓ کو یہ معلوم ہوا تو توار وغیرہ لے کر چلائے اور مقامِ حرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاٹے اور عرض کیا کہ منافقین کا یہ خیال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تردید کی اور فرمایا تم بمنزلہ ہارونؑ کے ہو۔ جب حضرت موسیؑ میقات کو جاتے وقت حضرت ہارونؑ کا

اپنا نائب بنانے کے تھے ایسے ہی میں تمیں اپنا نائب بنانے کر لڑائی کے لئے جا رہا ہوں
 حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی غیبت میں نبی تھے، اب چونکہ بنت ختم ہو چکی لہذا تم
 میری عدم موجودگی میں نبی نہ ہو گے بلکہ صرف میرے قائم مقام ہو گے۔ اور حضرت علیؓ کو
 واپس کر دیا۔ اس حدیث شریعہ حضرت علیؓ کا مستحق خلافت ہونا معلوم نہیں ہوتا اس
 کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حضرت ہارونؑ کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور
 حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کے خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ حضرت موسیٰؑ کے دعماں
 چالیس سال قبل انکا دعماں ہو گیا تھا۔ ابتدۂ حضرت علیؓ کے خلیفہ نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے
 اس لئے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت ہارونؑ میقات کے زمانے میں حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ
 ہوئے ایسا ہی تم بھی زمانہ سفر میں میرے خلیفہ ہو اور جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کے
 خلیفہ نہیں ہوئے ایسا ہی تم بھی میرے بعد خلیفہ نہ ہو گے۔

جب وفرقیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے
 فرمایا تم اسلام لے آؤ درجن حق تعالیٰ میری طرف سے ایسا شخص بھیج کا جو تمہاری گردیں ادا بگا
 اور تمہارے بچوں کو قید کر لیگا اور تمہارے مال دولت کو چینیے گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے
 اس روز کے علاوہ کبھی امارت کی تمنا نہیں کی اور میں اپنا سینہ باہر نکال کر بار بار سانہ
 آتا تھا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رشد فرمادیں کہ وہ شخص یہ ہے لیکن نبی کرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور انکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ شخص یہ ہے
 وہ شخص یہ ہے۔

وہ شخص حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور پوچھا باندھی کی طلاق کے متعلق اپکی کیا رکھا
 ہے؟ کچھ لوگ حلقة بنائے ہوئے گھر تھے تھے ان میں ایک شخص تھا جس کے سرکے لگے حصہ پر

بال نہ تھے۔ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور پوچھا ملوك کی طلاق میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے جواب بیان دو طلاق ہوں گے، ان میں سے ایک شخص بولا آپ امیر المؤمنین ہیں اسلئے ہم آپ کے پاس آئے اور طلاق ملوك کا مسئلہ پوچھا اور آپ نے ایک دوسرے شخص سے پوچھ کر جواب دیا اور اس شخص آپ سے بات بھی نہ کی۔ حضرت عمرؓ فرمایا کم سخت بانتا بھی ہے یہ کون ہیں۔ یعنی بن ابی طالب ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسماں و زمیں ایک پلڑے میں کٹھ جائیں اور علیؑ کے ایمان کے ہم وزن بجھد دو سکر میں، تو علیؑ کا ایمان جھکا رہے گا۔ حضرت عمرؓ سے مردی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے متعلق ارشاد فرمایا جس کا میں آقا ہوں اُسکا علیؑ بھی آقا ہے۔

حضرت براہینؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کرتے تھے جب خدیر خم (نامِ حکم) پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بلایا اور انہا ہاتھ پکڑ کر حاضرین سے فرمایا "کیا میں مومنوں کو انکی اپنی جان سے زیادہ عزیز نہیں؟" لوگوں نے عرض کیا ہاں، پھر فرمایا یہ میر اموالی ہے اور ہمارا شخص کا سردار ہے جس کا میں دل رہوں اللہ ہم وال من والہ و عاد من عادہ (اے اشرا! جو علیؑ سے دوستی رکھتے تو اسکو دوست رکھ اور جو شخص علیؑ سے دشمنی رکھے تو بھی اسکو دوست نہ رکھ)

حضرت عمرؓ سے ٹے اور کہا مبارک ہرایا آج تم ہر مومن مرد و عورت کے دوست بن گئے (حضرت امامؓ نے کسی بات پر حضرت علیؑ سے کہہ دیا تھا) "تم میرے آقا نہیں بھر میرے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں نے ارشاد فرمایا اور مقصود حضرت امامؓ کو تنبیہ کرنا تھا)

وہ حادیث جو حضرت عمرؓ کے فضائل میں

حضرت علیؐ سے مروی ہے

حضرت علیؐ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ مصطفیٰ
احسن الاسلام بعمر بن الخطاب (اے خدا ! اسلام کو عمر بن الخطاب کی دبجو سے
قوت اور نصرت دے) ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب شرمندیں کو
حق تعالیٰ نے فتح کرایا تو حضرت عمرؓ نے دستخوان کے لئے حکم فرمایا اور دستخوان مسجد میں
بچھائے گئے، سبے اول حضرت منظہن پیک کرائے اور کہا اے امیر المؤمنینؓ غنیمت
سے میراث دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فراخی اور مکرمت کی دعا دی اور ان کے لئے
ایک ہزار کا حکم دیا۔ حضرت حسن بن ثوبان کے اور حضرت حسینؓ آئے اور کہا اے امیر المؤمنینؓ!
مال غنیمت سے میراث دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے انکو بھی دعا دی اور ان کے لئے بھی ایک ہزار
کا حکم دیا، یہ بھی لوٹ گئے۔ اور حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ آئے اور کہا
اے امیر المؤمنینؓ! مال غنیمت سے میراث دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے انکو بھی دعا دی اور ان
کے لئے پانچ سو کا حکم فرمایا۔ حضرت عبد اللہؓ نے عرض کیا اے امیر المؤمنینؓ! میں ایک
طاقوت ادمی ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تواریخ پڑھنے جیکہ حسن و حسینؓ
پسکھے ہی تھے اور مدینہ کی گلیوں میں گستاخی پھاکرتے تھے آپنے انکو ایک ایک ہزار
دیے اور مجھ کو پانچ سو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں دیے تو بھی جاکر ان جیسے ماں، باپ، ان جیسے
ناناؤنافی، ان جیسے چاپا و پھوپھی، ان جیسے مامور و خاللا (تو تجھے بھی ایک ہزار مل جائیں
گے) اور تو ہرگز نہیں لاسکتا اس لئے کہ حضرت علیؐ انکے باپ ہیں اور حضرت فاطمہؓ انکی ماں

اور نبھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے نامانہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ انکی نامنی ہیں۔ حضرت عبضو بن انس کے چھا تھے اور حضرت اُمّہ هانی انکی بھوپی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم انکے ناموں تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت رُقیۃ اور حضرت اُمّہ کلثوم انکی خالہ۔ حضرت علیؓ نے جب یہ سُنّاتوں کئے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عمر بن الخطاب اہل جنت کے لئے چراغ ہیں جسے عمر کو جب اسکی خبر ہوئی تو کچھ محسناً کوئے کر حضرت علیؓ کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا جسرا علیؓ گھر سے نکلے، حضرت عمر نے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنّا ہے کہ عمر بن الخطاب اہل جنت کا چراغ ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "ہاں" حضرت عمر نے کہا "مجھے ایک رقم کھد دو"۔ حضرت علیؓ نے یہ لکھ کر آپکو دیا بسم اللہ الرحمن الرحيم هذامااضمن علیؓ بن ابی طالب لعمر بن الخطاب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر ایشیٰ عن اللہ عز وجل ان عمر بن الخطاب سراج اهل الجنة في الجنة۔ یہ وہ معاهد ہے جو علیؓ بن ابی طالب نے عمر بن الخطاب سے کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بواسطہ حضرت جبرائیل رب العزت والخلال کا یار شہ بیان فرمایا ہے کہ عمر بن الخطاب اہل جنت کا چراغ ہے۔)

حضرت عمر نے اس پر چکو لیا اور اپنے کسی صاحبزادہ کو دے کر فرمایا میرے نے مجھے جب غسل و کفن وغیرہ سے فاسخ ہو جاؤ تو اسکو میرے ساتھ کفن میں لپیٹ دینا تاکہ میں اپنے پروردگار کے سامنے اسکو لیکر حاضر ہوں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وصال ہوا اور تہجیہ و تکفیل سے فارغ ہوئے تو وہ پرچم آپکے کفن میں لپیٹ دیا اور آپکو دفن کر دیا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمر بن

کے غضب سے بچا کر وجبہ عمرہ نہ ہوتا ہے تو اسکی وجہ سے حق تعالیٰ غضب نائل فرمائے گے
حضرت عمرہ کے اقوال حضرت علیؓ کے مناقب میں اور

بعض مسائل میں حضرت علیؓ کی رائے کی طرح جو عکس

حضرت ابن عباسؓ سے مردی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اتنا خطبہ میں فرمایا کہ علی بن
ابی طالب ہم سے زاید بن خوبی کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں اور اُنیٰ بن کعب قرآن سے
اچھا پڑھتے ہیں۔ ایک مجنونہ عورت نے زنا کیا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر
کی گئی۔ حضرت عمرؓ نے اسکو رجم کرنا چاہا تو حضرت علیؓ نے کہا اے امیر المؤمنینؓ اسکیا
آپ نے نیں سنا ہنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تین شخص مرفوع لقمان ہیں
مجنون ہوش میں آئتے تک، اور کچھ بالغ ہونے تک، اور سُنْوَةُ الْأَبِيدَارِ ہوئیں
پھر حضرت عمرؓ نے اس مجنونہ کو چھوڑ دیا۔

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک حاملہ عورت پیش کی گئی۔ حضرت عمرؓ کے درست کرنے
اس نے بدکاری کا اقرار کیا جس پر حضرت عمرؓ نے اسکے رجم کا حکم فرمایا۔ راستے میں حضرت علیؓ نے
اس عورت کو دیکھ کر پوچھا اسکا معاملہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنینؓ نے اس کے لئے
سنگساری کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ نے اسکو واپس کر دیا اور جا کر حضرت عمرؓ سے پوچھا کیا
آپ نے اسکو رجم کا حکم کیا؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہاں، اسے میسر سامنے بدکاری کا اقرار کیا
حضرت علیؓ نے کہا اپنی یہ دلیل اس عورت پر چل سکتی ہے اور اسکے پیٹ میں جو پچھے ہے اسکو
کس دلیل سے قتل کرتے ہیں اور شاید آپ نے اسکو ڈرایا دھمکایا ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا
ہاں یہ تو ہوا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کیا آپ نے نیں سنا ہنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اولاً

جو شخص مصیبت اور بلکے بهداقار کرے اس پر صد نہیں اور مُقید، محبوس اور مکرہ کا معتبر نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور فرمایا عورت تمیں علی بن ابی طالبؑ بیسا جنہے سے عاجز ہیں، اگر آج علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک عورت پیش کی گئی جو پیاس سے مبتا ب ہو کر ایک چڑا ہے کے پاس گئی اور اس سے پانی مانگا۔ چڑا ہے نے جب تک کہ اپنے پر اسکو قدر نہ دی پانی پلانے سے انکار کیا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کے رجم کے متعلق مشورہ کی۔ حضرت علیؓ نے کہا میکھیاں میں یہ مضطرب ہے لہذا اسکو چھوڑ دینا چاہئے اور حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک عورت حاضر کی گئی جس نے عدّ میں نکاح کر لیا تھا حضرت عمرؓ نے ان میں تفریق کرادی اور فہریت المال میں داخل کر دیا اور فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک نکاح کو زور دکر دوں اور اسکا فہریت حائز رکھوں اور فرمایا کہ آئندہ کبھی یہ دونوں نکاح ذکریں۔ جب حضرت علیؓ نے معلوم ہوا تو فرمایا اگرچہ لوگ سنت سے ناواقف ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ عورت کو حلال سمجھا ہے اس لئے مہر دینا ہو کا اور ان دونوں میں تفریق کر دیجایا گی۔ بعد القضاۃ حدۃ دوسروں کی طرح یہ بھی سیام ڈسکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے وعظ کیا اور فرمایا امورِ جاہلیت کو سنت کے مطابق کرنا چاہئے اور حضرت علیؓ کے قول کی طرف رجوع کیا۔

حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ ملوک کس قدر نکاح کر سکتا ہے؟ اور حضرت علیؓ سے کہا اے میمنی چادر والے! تمہارے سے سوال کرنا مقصود ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا ”دونکاح کر سکتا ہے۔“

حضرۃ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم ایک لڑکے کے جنازہ پر حضرۃ علیؓ نے اس لڑکے باپ پر کہا اسکی ماں سے ابھی جماع نہ کرنا۔ حضرۃ عمرؓ نے فرمایا کیوں اسکی کیا وجہ ہے حضرۃ علیؓ جواب دیا تاکہ حل نہ ٹھہر جائے پھر وہ بچہ اپنے بھائی کی میراث کا دعویٰ کرے حالانکہ وہ اسکا دارث نہیں ہوگا۔ حضرۃ عمرؓ نے فرمایا اسے خدا! جس ہیچیں مسئلے میں حضرۃ علیؓ کی رہنمائی نہ ہو میں اُس سے پناہ مانگتا ہوں۔

ایک شخص نے حضرۃ علیؓ کے ظلم کی چارہ جوئی کی اس وقت حضرۃ علیؓ، حضرۃ عمرؓ کی پیشہ تھے۔ حضرۃ عمرؓ نے انکی طرف دیکھا اور کہا اے ابوالحسن! ایسا سے اٹھوا اپنے حریث کے پاس بیٹھو۔ حضرۃ علیؓ اٹھ کر اپنے حریف کے پاس بیٹھ گئے۔ جب بجت شختمہر ہوئے اور وہ شخص چلا گیا تو حضرۃ علیؓ پھر اپنی جگہ بیٹھ۔ حضرۃ عمرؓ نے حضرۃ علیؓ کے پھر پر اضافگی کے آثار دیکھ کر پوچھا اے ابوالحسن! کیا بات ہے تمہارا چہرہ متغیر دیکھ رہا ہوں کیا یہ بات تمہیں بُری معلوم ہوئی؟ حضرۃ علیؓ نے جواب دیا ہاں اے امیر المؤمنین۔ حضرۃ عمرؓ نے پوچھا یہ کیوں؟ حضرۃ علیؓ نے جواب دیا اس لئے کہ اپنے میرے حریف کے سامنے مجھے گنیت سے پکارا اپکو میرا نام لے کر کہنا چاہئے تھا کہ اے علی! اٹھوا اپنے حریف کے پاس بیٹھو۔ حضرۃ عمرؓ نے حضرۃ علیؓ کا سر پکڑا اور پیشافی پر دونوں آنکھوں کے درمیان بوئے کر فرمایا یہ تو تم پر قربان! تم سے سب سے حق تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور تم سے ہی سب سے ظلماتے نکال کر روشنی میں پہنچا یا۔

حضرۃ عمرؓ نے اتنا وعظ میں فرمایا اگر ہم تم سے نیک کاموں کو چھڑا کر منکرا کرائیں تو بتاؤ تم کیا کرو گے۔ حضرۃ عمرؓ نے یہ فقرہ تین مرتبہ کہا۔ پھر حضرۃ علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین! اس وقت ہم اپسے توبہ کرائیں گے اگر اپنے توبہ کر لی تو ہم اسکو قبول

کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر توبہ نہ کی تو کیا کرو گے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا اس توہم آپ کے قتل کرد یا نہ گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا الحمد لله! ابھی اس امت میں ایسے شخص موجود ہیں کہ اگر تم بخود می احتیار کریں تو وہ راہِ راست پر لے آؤں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا اے ابوالحسن! مجھے کوئی نصیحت کرو۔ حضرت علیؓ نے کہا اپنے یقین کو شک مبت بناو اور اپنے علم کو جہل نہ بناو اور اپنے گمان کو حق نہ سمجھو لو کہ دنیا میں ہے تمہارا حصہ دہ بھی ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں چلتا کر دیا اور تقسیم کر کے برابر کر دیا اور پس کر پڑانا کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اشاعرو وعظیں فرمایا، زیادہ ڈر مجھے اس امر کا ہے کہ ایک بے گناہ مسلمان کو پکڑ کر اسکا گوشت اس طرح جلا یا جائیگا جیسے اونٹوں کا گوشت بھونا جاتا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ شخص مجرم ہے لیکن وہ بالکل بے قصور ہو گا۔ حضرت علیؓ منبر کے پاس بیٹھتے تھے اُٹھ کر کہا اے امیر المؤمنین! یہ کب ہو گا؟ پھر خود ہی بولے یہ اسوقت ہو گا جب آقیں کھڑی ہو جائیں گی اور سخوت پیدا ہو جائیگی اور فتن اس طرح پیسا کر یعنی جیسے چکتے دانہ کو پیستی ہے اور جیسے الگ لکڑیوں کو خاک کر دیتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "لے علیؓ! یہ کب ہو گا؟" حضرت علیؓ نے کہا یہ اسوقت ہو گا جب لوگ دنیا کی خاطر تحریک کریں گے اور علم سیکھیں گے لیکن عمل کی نیت نہ ہو گی اور دنیا کو آخرت کے ذریعے کماویں گے۔

سب نے سفید کپڑوں میں احرام باندھا اور حضرت عقیل بن ابی طالب نے گلابی چادریوں میں احرام باندھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا تمہیں بھی خلاف کرنے کی حرص ہے لوگ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو آپ نے سرخ پہنے۔ حضرت علیؓ نے کہا کوئی ہمیں سنت کی اتباع بتانے والا نہیں رہا۔ "حضرت عمرؓ نے جواب دیا پسح کہتے ہو پسح کہتے ہو"

حضرت عمرؓ حرج کر رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھ کسی نے پھوڑ دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا ”تیری آنکھ کسی نے پھوڑ دی۔ اس شخص نے جواب دیا۔ ”حضرت عمرؓ نے حضرت عمرؓ نے فرمایا ”وَنَيْرَ تِيرِي أَنْكَهُ اللَّهُ كَرِي وَاسْطَ جَاقِي رَهِي“ اس کے سواز اسے واقع پوچھا اور زوجہ دریافت کی۔ یہ شخص ابھی وہیں تھا کہ حضرت علیؓ اگئے اور کہنے لگے یہ شخص اشانہ طواف میں بیت اللہ کی طرف دیکھ رہا تھا اس لئے میں نے اسکی آنکھ پھوڑ دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے علیؓ تم نے ناحق خدا کے نور کو ضائع کیا۔

قریش کے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے ان میں حضرت علیؓ بھی تھے اور شرف و بزرگی کا ذکر تھا اور حضرت علیؓ خاموش بیٹھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ”ابو الحسن! تم کو کیا ہوا خاموش کیوں ہو؟ حضرت علیؓ اسوقت بولنا نہیں چاہتے تھے لیکن جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں، ضرور بولنا پڑ گیا تو حضرت علیؓ نے کہا۔

فِي حَلِّ مَعْتَكِ تَذَلِّلِ سَيِّدِنَا	فِيهَا الْجَمَاجِمُ عَنْ فِنَاءِ الْهَامِ
اللَّهُ أَكْرَمُنَا نَصْرُنَبِيَّهُ	وَفِيَا اعْذَ شَرَائِعُ الْإِسْلَامِ
وَيَنْزُورُنَا جَبْرِيلُ فِي أَبْيَاتِنَا	بَخْرَ الْأَصْنَمِ وَالْأَحْكَامِ
فَنَحْكُونُ اولَى مُسْتَحْلِلَةٍ	دَمْهُمْ لِلَّهِ حَلِّ مَرَامِ
جَبْ حَضْرَةُ عَلِيٍّ كَالْكَلَامُ نَحْنُمْ ہُوَ گِيَا تو حَضْرَةُ عَمَرٌ نَزَّهَ کَہَا آمِيَّ بَعْتِيجُو اکیا تم اسکی گواہی	
دُوَگَے؟ وَهُوَ دُولُونْ خَامُوشْ ہُوَ گَئَ اور اپنے باپِ حَضْرَةِ عَلِيٍّ، کی طرف دیکھنے لگے	
حضرت علیؓ نے فرمایا ”گواہ بن جاؤ اور میں بھی تم سارے ساتھ گواہ ہوں۔	

اہل سنجran اپنی کتاب سرخ چھپرے میں کھے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس لائے اور عرض کیا کہ ہم اپکو اس مکتوب کی قسم دیتے ہیں جس کو آپ نے اپنے ما تھس سے لکھا۔

اور اس سفارش کی قسم دیتے ہیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہی کہ ہم کو بھائی اراضی والپس کر دیجائیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "حضرت عمرؓ زیادہ واقف اور تتجیرہ کار ہیں"۔

عاصم بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اگر حضرت عمرؓ کو کبھی کسی بت پر طعنہ دیتے دیتے تو آج دیتے۔

(ف) اہل نجراں حضرت علیؓ کی سفارش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جزیرہ عرب میں رہتے تھے اور ان سے ایک معاهدہ لکھا گیا تھا جس کو حضرت علیؓ نے لکھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں انکو جزیرہ عرب سے خارج کر دیا۔ اسوقت اہل نجراں حضرت علیؓ کے پاس وہ پرانا معاهدہ لے کر آئے اور چاہتے تھے کہ پھر وہیں والپس ہو جائیں مگر حضرت علیؓ نے انکا رکر دیا۔

شعبیؒ سے مردی ہے کہ جب حضرت علیؓ کوفہ میں آئے تو فرمایا جس گروہ کو حضرت عمرؓ نے باندھا ہوا میں اسکو نہیں کھول سکتا۔

حضرت علیؓ اُپنی چادر اور ٹھہرے ہوئے گھر سے نکلے اور کہنے لگے یہ کہ امیر بھائی، میر دوست میرے ہر از اور میرے مخلص امیر المؤمنینؓ نے مجھے پسایا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک میں لڑکے کو دیکھا جو قریب نقا اور اس کی زلفیں بھی تھیں اور سر پر بال بھی۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اسوقت شک میں تھا کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ پھر اس سے بھی زائد خوبصورت لڑکے پر گذر ہوا حضرت علیؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ میں نے ان سے کہا خدا تمیں اس لڑکے سے محفوظ رکھے جو تمہارے پاس بیٹھا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا یہ میرالرکا عثمانؓ ہے میں نے اسکا نام حضرت عثمانؓ کے نام پر لکھا ہے۔

اور میں نے بعض بچوں کے نام حضرت عمر رضی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھا حصہ عبارت
کے نام پر بھی رکھے ہیں بلکہ آقا نے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام بنگاک
پر بھی نام رکھا ہے۔ اور حسن و حسین اور محسن کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے
اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی انکا عقیقہ کرایا اور انکے سر کے بال اُٹوا کر اسکے ہم زن
چاندی صد ق کرانی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے بموجب انکی ناف کا ٹی
گئی اور ختنہ کرانی گئیں۔

حضرت علیؑ کا حضرت عمرؓ کی رائے کی طرف رجوع کرنا

قبید مزینہ کے ایک آدمی نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اقرار کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے اسکے
متعلق فیصلہ کیا اور اسکے اقرار کی وجہ عاقلاً (رکنہ) سے دیت دلانے سے انکار کیا۔
حضرت علیؑ نے کہا آئے امیر المؤمنینؓ اجب یہ تسلیم کر رہا ہے تو اسکو سچا سمجھنا چاہئے۔
حضرت عمرؓ نے کہا اسکا اسوق الاَلْمَارِ اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے ہے۔ حضرت علیؑ
نے کہا امیر المؤمنینؓ! (دقیق اللہ)، آپ ہم سے ہر خبر میں سبقت لے جاتے ہیں۔
حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس مسکے میں کہ مالک کے انتقال کے بعد اُتمِ ولد (وہ بانی)
جس سے مالک کی اولاد ہے) آزاد ہو جاتی ہے۔ میری اور حضرت عمرؓ کی ایک رائے تھی
یہ کہ اب میرے زدیک وہ مملوک ہی رہے گی۔ عبیدہ سلمانی نے کہا اختلف کی صورت
میں ایک کی رائے سے اپنی متفہہ رائے اولیٰ ہے۔

علیہ السلام بن محیرؓ نے کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت عمرؓ کے پیچے ہصر کی نماز پڑھی

جب نماز ختم ہو گئی تو داہنی طرف کے لوگ کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے کوڑا سے اشارہ کر کے انکو بھایا۔ جب حضرت علیؓ کے پاس پہنچے (وہ بھی کھڑے ہوئے) نماز پڑھ رہے تھے، تو ان کے کہا اے علی! دا شد! مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز سے منع فرمایا ہے۔

حضرت علیؓ کا اپنی صلی علیہ السلام اُمّہ کلثومؓ کا

حضرت عمرؓ سے نکاح کرنا

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے حضرت اُمّہ کلثومؓ سے نکاح کے متعلق کہا تو حضرت علیؓ نے جواب دیا میرا سے بنی جبھر کو دینے کا خیال ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے نکاح کر دو، واللہ! اسکی دھنیاں میں کوئی میرے برابر اسکا خیال نہ رکھے گا۔ پھر حضرت علیؓ نے انکا نکاح حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ حضرت عمرؓ مسجد میں آئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے نکاح کے لئے آلات کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ کس سے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت علیؓ کی صاحبزادی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی ایمہ کلثومؓ سے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچھا کہ جب میرے تعلق اور نسب کے ہر تعلق اور نسب ختم ہو جائیگا۔ پس میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی تعلق موجود ہے۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا میں اُمّہ کلثومؓ کو تمہارے پاس بیچج دوں گا تاکہ تم اسکی صغریتی کو دیکھ لو اور حضرت اُمّہ کلثومؓ کو حضرت عمرؓ کے پاس بیچا۔ حضرت اُمّہ کلثومؓ نے کہا، میرے باپ (حضرت علیؓ) تم سے کہتے ہیں کیا تمیں یہ لباس پسند ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا "پاں پسند ہے۔" پھر حضرت علیؓ نے انکا نکاح کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ نے

چالیس ہزار درہم فہر میں دیے۔

(ف) حدیث میں لفظ حُلَّة (پادر) ہے اور چادر لباس میں داخل ہے اور حق نے حور قول کو یہی لباس کہا ہے۔ لہذا اس مناسبت سے یہاں چادر مراد عورت ہوئی۔ مروی ہے کہ جب حضرت اُمّہ کلثومؑ حضرت عمرؓ کے پاس آئیں اور حضرت عمرؓ نے انکا نقاب اٹھانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے چھوڑ، اگر تو امیر شہزاد پر صرف پت ملقی مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ سے عذر کیا کہ اُمّہ کلثومؑ چھوٹی بچی ہے جس قدر نے کہا اگر زندہ رہی بڑی ہو جائے گی۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ میر علاوه اسکے دو بڑے بھائی اور بھی میں مجھے ان سے بھی مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ منتظر ہے اور حضرت علیؑ نے عقیدت اور حضرت حسینؑ کو بدلایا اور تنہائی میں لیجا کہ حمد و شکر کے بعد ان سے کہا، حضرت عمرؓ تنہائی میں کے لئے پیغام دیتے ہیں۔ میں نے ان سے کہ دیا کہ میر سوا اس کے دو بڑے اور ہیں اور میں نے بغیر تم سے مشورہ مکنے نکاح کرنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت حسینؑ خاموش ہے اور حضرت حسنؑ بولے اور حمد و شکر کے بعد کہا اے باپ! حضرت عمرؓ جیسا کون ٹلے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش تشریف لے گئے، پھر خلیفہ ہوئے تو عمل و انصاف کیا۔ حضرت علیؑ نے کہا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے تمہارے بغیرات پسکی کرنا مناسب نہ سمجھا پھر فرمایا اُمّہ کلثومؑ کو بلوؤ۔ اُمّہ کلثومؑ بلانی کی تو ایک بچی ایک کڑتہ پہنے ہوئے آئی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بیٹی! میں عمر بن الخطاب کے پاس تقاضا۔ انہوں نے مجھ سے ایک پیز ماٹگی اب تم انکے پاس جاؤ، سلام کہنا اور کہنا کہ مجھ کو میر بانپ آپکے پاس بھیجتا ہے اور کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپکی حاجت پوری کر دی۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ انکا کہ تسلماً میں لیکن انہوں نے کہتہ چھڑا لیا اور واپس مہوگیں اور والد ماجد سے جا کر کہا۔

تمہارا پیغام حضرت عمرؓ کو پہنچا دیا۔ تم نے مجھے اس لئے بھیجا تھا تاکہ حضرت عمرؓ مجھے خبر پہلیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ تمہارے لئے زیادہ مناسبت ہے۔ حضرت ام کلثومؓ نے کہا آپ نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تم بڑی ہوتیں تو تم سے اجازت لیتا لیکن آج تم اس معاملے میں اختیار نہیں ہے۔

مردی ہے کہ حضرت عمرؓ کے حضرت ام کلثومؓ سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام زید رکھا۔ بعد الملک کے کسی نے کہا یہ شخص حضرت عمرؓ کا بھی صاحبزادہ ہے اور حضرت عائشؓ کی بھی اولاد ہے۔ عبد الملک کو اپنی سلطنت کا خوف ہوا اور اس نے انکو زہر دے دیا۔

حضرت علیؓ کا ارشاد حضرت عمرؓ کی فاتح کے بعد

حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد جب ان پر چادر ڈال دی گئی تو حضرت علیؓ نے کہا جن تعالیٰ آپ پر سلام فرمائے! آپ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں کہ میری خواہش ہو کر اس پر یہی اعمال لے کر خدا تعالیٰ کے رو بروپیش ہوں اور مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ آپ کے دوستوں (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ) سے ملا یہاں کا اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے ”میں اور ابو بکرؓ اور حضرت“ تھے ”میں، ابو بکرؓ اور حضرت“ (فلان مجھے گئے)۔

اے عمر بن الخطاب (رحمک اللہ) تم آیاتِ احمد کے عالم تھے، تمہارے سینہ میں حق کی علیت تھی، تم صرف خدا سے ڈرتے تھے اور دین میں لومتہ لام کی پڑاہ نہ کرتے تھے تم حق کے لئے سخی تھے اور باطل کے لئے بخیل اور دنیا سے بھوکے اور آخڑے۔

سے سیرہ۔

مردی ہے کہ جب حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ کی وفات کا حال معلوم ہوا تو غسل کر کے
گھر سے نکلے سلام کیا اور سر جھکالیا، پھر سر اٹھایا اور فرمایا حضرت عمرؓ پر نوحہ کرنے والوں
نے کیا خوب کہا ہے، آہ عمرؓ! شیرخے کو سیدھا کیا اور بینا بر کو شفادی (سیاست
خوب کی) آہ عمرؓ! پاک و صاف کم گتنا ہوں کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے
آہ عمرؓ! است کو ساتھ لے گئے اور قتلہ فاد کو چھوڑ گئے۔ اسکو کیا معلوم محقق الفاظ
میں جو اسکی زبان سے نکل گئے۔ واللہ! حضرت عمرؓ خیر کی طرف تشریف لے گئے اور
شروع فاد سے دور ہو گئے۔

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے فضائل میں

احادیث اور حضرت عمرؓ کا ارشاد

حضرت علیؓ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھ کر پہچان لی اور اس سے کہا
یہ زرد میری ہے فلاں دن گرگئی تھی۔ یہودی نے جواب دیا نہ معلوم تم کیا کہہ رہے
ہو۔ یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے چلو، ہمارا تمہارا فیصلہ قاضی مسلمین کریں گے
اور دونوں قاضی شریح کے پاس گئے۔ جب انہوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو اپنی
ان کے لئے چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت علیؓ بیٹھ گئے اور شریح کی طرف متوجہ ہو کر
فرمایا اگر میرا حریف مسلمان ہوتا تو میں اس کے ساتھ نہ مبارے سامنے بیٹھتا،
بیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مُنا ہے کہ یہود کو اپنے برابرست
بٹھاؤ اور نہ انکے مرتیزوں کی عیادت کرو اور نہ انکے جنائز کے ساتھ جاؤ اور
اگر تمہیں کہیں یہ مل جائیں تو ان پر راستہ تنگ کر دو۔ اگر یہ گالی دیں تو انکو مارو۔

اور اگر یہ ماریں تو انکو قتل کر دو، پھر فرمایا میں نے اپنی زردہ اس یہودی کے پاس دکھی اور پچان لی۔ حضرت شریحؓ نے یہودی سے کہا تو کیا کہتا ہے۔ یہودی نے جواب دیا میری زردہ ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ حضرت شریحؓ نے کہا امیر المؤمنینؑ! آپ سچے ہیں دا سُر جیسے آپ فرماتے ہیں یہ زردہ آپ ہی کی ہے لیکن پھر بھی دو گواہ کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت علیؓ نے اپنے غلام قنبر کو بلایا، اس نے شادت دی۔ پھر اپنے صاحبزادے حضرت حسینؑ کو بلایا، انوں نے شادت دی۔ حضرت شریحؓ نے عرض کیا میرے نزدیک بیٹے کی شہادت باپکے حق میں قبول نہیں کرنی چاہئے حضرت علیؓ نے فرمایا میں قسم دے کہ پوچھا ہوں کیا تم نے حضرت عمرؓ سے یہ حدیث سنی ہے کہ حسن و حسینؑ جاناں اہل جنت کے سردار ہیں۔ شریحؓ نے جواب دیا ہاں سنی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا تم اہل جنت کے سردار کی شادت قبول نہیں کرتے اسکی سزا میں چالیس دن تک تمہارا با نقیباً کا تبادلہ کرتا ہوں۔ اور زردہ یہودی کے حوالہ کو دی یہودی نے دل میں سوچا، امیر المؤمنینؑ میرے ساتھ قاضی کے یہاں آئے اور قاضی نے انکے خلاف فیصلہ کی اور وہ اس پر رضامند ہو گئے اور کہا بے شک یہ زردہ آپکی ہے فلاں دن اپکے خاکی نگر کے اونٹ سے گر گئی تھی اور میرے اٹھائی تھی اور کہا اشہد ان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ زردہ بھی تمہاری ہے اور یہ گھوڑا بھی تمہارا، اور اس کے لئے سات سو درہم و ذلیفہ مقرر کر دیا۔ پھر یہ شخص ہمیشہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہا اور جنگِ صفیہ میں مقتول ہو گیا۔ حضرت حسینؑ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؑ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں ان کے پاس گیا

عہ کوفہ کے قریب کوئی بجگہ ہے

اور کہا میے بارپے منبر سے اُتھا جاؤ انہوں نے فرمایا خدا کی قسم! یہ منبر تہار کے باپ کا ہے۔ میرے باپ کے نہیں۔ پھر لوچھا تمہیں یہ کس نے سکھایا میں نے جواب دیا، کسی سے نہیں۔ اُنھے فرمایا تم ہمیشہ ہمارے پاس آیا کرو۔ میں ایک دن انکے پاس گیا تو وہ معاویہ سے تنہائی میں گفتگو کر رہے تھے اور ابن عمرؓ دروازہ پر تھے یہ دیکھ کر واپس چلا آیا۔ پھر ایک دن حضرت عمرؓ نے تو فرمایا ہم نے تم سے کہا تھا کہ ہم سے ملتے رہا کرو۔ میں نے عرض کیا میں آپکے پاس حاضر ہوا یعنی آپ معاویہ سے تنہائی میں گفتگو کر رہے تھے۔ اور ابن عمرؓ دربان تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم ابن عمرؓ جیسے ہو۔ کیا حق تعالیٰ کے سوال کی اور نے ہمارے سروں پر بال آگائے؟ جب تک تم آؤ تمہیں اور وہ طرح اجازت لینے کی ضرور نہیں۔

ایک مرتبہ لوگ چادریں اوڑھئے ہوئے پھر رہے تھے اور حضرت عمرؓ مسجد میں مجھے شریف اور منبر کے درمیان بیٹھئے تھے۔ لوگ اگر انکو سلام کر رہے تھے اور دعائیں دے رہے تھے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ لوگوں کو پھلانگتے ہوئے حضرت فاطمہؓ کے گھر سے نکلے (حضرت فاطمہؓ کا گھر وسطِ مسجد میں تھا) دونوں حضرت عمرؓ کے سامنے تھے اور انکے پاس ان چادریوں میں کی چادر نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے لگے خدا کے یہ کپڑے تقسیم کرنا مجھے مبارک ہو۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنینؓ! کیوں؟ آپ نے تو اپنی رعیت کو بہت سمجھا پوشک پسندی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اسلئے کہ یہ دوڑکے جو ابھی پھلانگتے ہوئے آئے۔ انکے پاس ان میں سے چادر نہیں۔ یہ کچھ چیز اور چادریں ان سے بڑی ہیں۔ پھر اہنی طرف جو شخص بیٹھا تھا اس سے جھک کر فرمایا (حضرت) حسنؓ و حسینؓ کے لئے دو چادریں پیچ دو۔ اس نے دو چادریں پیچ دیں اور آپ نے

حضرہ حسن و حضرہ حسینؑ کو پسادیں۔

جب حضرہ عمرؓ نے رجسٹر مرتب کئے تو لوگوں کے وظائف مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور پوچھا کہ اب تک اس سے کروں؟ لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنینؑ! اپنے سے شروع کیجئے۔ حضرہ عمرؓ نے فرمایا تم نے خوب یاد دلایا۔ بنوہاشم سے اب تک اور حضرہ حسن و حضرہ حسینؑ کے لئے پانچ پانچ سو دیساں و خطیفہ مقرر کئے۔

حضرہ عمرؓ نے حضرہ زبیرؓ سے کہا کہ (حضرہ) حسن و بیمار ہیں کیا انکی عیادت کرو گے ہی حضرہ زبیرؓ بناز کرنے لگے تو حضرہ عمرؓ نے فرمایا معلوم بھی ہے بنوہاشم کی عیادت فرض ہے اور انکی ملاقات مستت ہے۔

حضرہ عمرؓ نے حضرہ فاطمہؓ سے کہا تمہارے باپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد مجھے تم سے زاید کوئی عذر نہیں۔

حضرہ عمرؓ کی شہادت اور مجلسِ شوریٰ کا لحاظ

حضرہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابوالعلویٰ حضرہ عمرؓ کے پاس آیا (یہ روم کا باشندہ اور نصافی تھا) اور کہا امیر المؤمنینؑ! مغیرہ سے کہہ دیجئے کہ جو روپیہ مجھے دیتا ہے اس میں کچھ کم کر دے۔ حضرہ عمرؓ نے پوچھا تم سے کیا لیتا ہے؟ اس نے جواب دیا چار درہم۔ حضرہ عمرؓ نے پوچھا تمہارا کیا پیشہ ہے؟ اس نے جواب دیا چکی چلانا۔ حضرہ عمرؓ نے فرمایا خدا سے ڈر اور اپنے آفے سے خلوص کے ساتھ پیش آ۔ ابوالعلویٰ حضرہ عمرؓ کے پاس سے خستہ میں بھرا ہوا انکلا اور کچھ بڑا لٹھا۔ حضرہ عمرؓ نے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "احمق ہے"۔ حضرہ عمرؓ نے حضرہ مغیرہ کو بدلایا اور فرمایا خدا اور

اُدھر جن کو خدا نے تمہارا دست بُرگ کیا ہے اُنکے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اس غلام نے ایک چھری تیار کی جس کی دونوں کنیتیں اور موٹھدر میان میں
تھیں اور حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ اسوقت صبح کی نماز کے لئے صفوں کو سیدھا
کلار ہے تھے اور فرار ہے تھے تمہارے کنڈے آگے پیچھے نہ ہوں، کبھی تمہارے قلوب
میں یہی تفرقہ پڑ جائے۔ اور آپ پر نو دار کئے اور آپکے ساتھ تیرہ آدمیوں کو عزمی
جن میں سے چھوڑ دیں مسجد میں شہید ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کٹے کو پکڑو،
اس نے مجھے قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو اٹھا کر گھر لئے گئے۔ سورج نکلنے کے قریب تھا
اور ابھی لوگوں نے صبح کی نماز نہ پڑھی تھی اس لئے حضرت عبد الرحمن بن عوف کے پیشے
اقدام کی اñہوں نے سورج نکلنے کے خوف سے قل ہوا اللہ اور اذا جاء نصر اللہ پڑھی
حضرت عمرؓ کے پاس سب سے پہلے حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ پہنچے حضرت
ابن عباسؓ نے کہا ”امیر المؤمنینؓ! جنت کی بشارت ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا
تم اسکی گواہی دو گے؟ (گویا آپ خرید و فروخت کر رہے تھے) حضرت ابن عباسؓ نے
حضرت علیؓ کے موٹھہ حاما رکر کہا تو بھی گواہ بن اور میں بھی گواہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے
حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا ”یہ کیوں کر؟“ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ”اسدے کے آپ کے
اسلام باعثِ عزت تھا اور آپکی امارت الصاف تھی اور آپکی موت شہادتے
ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا واثر! اسکی وجہ سے تم مجھ کو عزیز نہ سمجھو اگر حق تعالیٰ
اپنا رحم نہ فرمایا تو عمرؓ ملاک ہو جائیگا۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا سر میری گود میں رکھا تھا، آپ نے فرمایا
میرے سر کو زمین پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا آپ کا سر نیچے رکھنا مجھ پر شاق ہے۔

آپ نے فرمایا تجھے تیری ماں رووے رکھ دے۔ پھر فرمایا لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سلام کے بعد پوچھو کر کیا یہ کام تمہارے مشورہ سے ہوا ہے؟ (حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں) میں باہر گیا۔ اور لوگوں کو یہ پیغام سنایا۔ انہوں نے جواب دیا ہماری خواہش ہے کہ آپ کے بد لمیں ہمارے ماں باپ چلے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےصال کے بعد آج جیسا سخت دن ہم پر نہیں گزرا۔ میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور انکی یہ فقرے پہنچا دیے۔ آپ نے فرمایا دیکھو کیا میرے قاتل کا پتہ لگایا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ اکوئی مسلمان میرے ظلم کا شاکن نہیں، ایک مشکر ہے جس کے آقا کو میں اس پر احسان کرنے کے لئے کہہ چکا تھا۔ لوگ اندر چلے گئے اور حضرت عمرؓ نے نبیؐ مانگی اپکون بینہ پلاٹی جو خون میں مل کر زخم سے نکل گئی۔ حرث بن کلدہ ثقیٰ ایک طبیب تفاوہ آیا اور کہا دودھ پلاڑا اپکو دودھ پلا یا وہ بھی خون الود نکلا۔ حرث نے کہا جو کچھ کہنا ہو یا عہد وغیرہ لینا ہو وہ کہہ یجھے۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں زندگی اور مرتو سے راضی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر آل عمرؓ میں سے کوئی خلافت کے قریب گیا تو تباہ ہو جائیں گے اور میں ان کے لئے کیسے بد فائی لے سکتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا آپ ہمیں مشورہ کیوں نہیں دیتے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا مشورہ دینے میں کچھ صرخ نہیں۔

قریش کے سوارجن کے جنتی ہونے کی بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتارت دی ہے سات ہیں۔ حضرت عثمان بن عفان۔ حضرت علی بن ابی طالب۔ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت سعید بن ابی وقاص۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف۔ حضرت سعد بن زید۔ لوگوں نے عرض کیا

امیر المؤمنین! ان میں سے اپنی بائی متعین کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت عثمانؓ سے تو اس لئے رکتا ہوں کہ وہ اپنے کھبہ کو زیادہ محظوظ رکھتے ہیں اور حضرت علیؓ کی طبیعت میں مذاق ہے اور حضرت زبیرؓ مودمن الرضا اور کافر الفضسب ہیں اور طبع میں خوبی ہے۔ اور حضرت سعدؓ میں مغلوقی اور سختی ہے اور عبد الرحمنؓ بن عوف مالدار بست ہیں گویا اس امت کے قاردن ہیں۔ یہ سب ایک گھر میں تین روتانک مشورہ کیں۔ ان ایام میں صہیبؓ نماز پڑھائے اور عبد اللہ بن عمرؓ نزیر و مشیر ہے اسکے ذمہ اور کوئی کام نہ ہو۔ اور کثرت الرائے پر عمل کر دیا جائے۔ اگر پانچ کی رائے متحد ہو جائے اور ایک خلاف ہو تو اسکو چھوڑ دیں۔ اور اگر چار کی رائے متحد ہو اور دو مخالف، تب بھی ان دونوں کو چھوڑ دیں اور اگر تین ایک طرف ہوں اور تین ایک طرف تو عبد اللہ بن عمرؓ کو حکم بنایا اور جس فریت کے ملتفط ہو جائے دوسرے فریت کی رائے کو چھوڑ دیں۔ پھر ابن عمرؓ سے فرمایا حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ۔ سلام کہنا اور کہا کہ جو جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان آپنے اپنے لئے چھوڑ رکھی ہے عمرؓ اسکی آپنے درخواست کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں عائشہؓ کے گھر گیا اور دروازہ کھلکھلا یا پوچھا کوئی ہے؟ میں نے عرض کیا عبد اللہ بن عمرؓ ہے۔ پھر پوچھا کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا حضرت عمرؓ کو خون الود چھوڑ کر آیا ہوں، وہ آپنے اس جگہ کی درخواست کرتے ہیں جو آپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان اپنے لئے چھوڑ رکھی ہے حضرت عائشہؓ نے پوچھا حضرت عمرؓ کیا ہٹوا؟ میں نے عرض کیا مذیر بن شعبہ کے غلام نے انکو رخصی کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا واللہ! امیر اول نہیں چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان میسر سوا کوئی محفوظ ہو۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے مجدد کو خواہش کرے ہے تو بہت اچھا۔ میں والپس چلا آیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ہٹوا؟ میں نے جواب دیا کہ انہوں نے

اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، جن تعالیٰ جزاۓ خیر دے! لیکن میرے منیکے بعد پھر پوچھ لینا گا۔ اسوقت بھی اجازت دے دیں تو فہرہ درست عامہ مسلمانوں کے قبرستان لقعہ میں دفن کر دینا۔

حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد ہم جنازہ کولے گئے اور حضرت عائشہؓ کے دروازہ پر پہنچ کر دروازہ کھلکھلایا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ حضرت عمرؓ کا جنازہ ہے انہوں نے فرمایا تھا کہ وفات کے بعد پھر آپؐ سے پوچھو گیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا دامتہ اجر جو میں انکو دے پھکی اب اسکو والپس نہ لُوں گی۔ پھر اپنا ہاتھ اپنے سر پر پکھا اور کہا تمہارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اے حضرت ابو بکرؓ! تمہارا دروست عمرؓ تمہارے پاس زیارت کے لئے آیا ہے۔

میرینہ میں اسوقت ایسا زلزلہ آیا کہ ہمیں بادی کے منہدم ہو نیکا خطرہ ہو گی۔ جب تیرے دن عصر کا وقت ہوا تو صیبہؓ ہمارے پاس آئے اور پوچھا تم نے کیا کیا؟ ہم نے جواب دیا ابھی کچھ سنیں کیا۔ صیبہؓ نے کہا اس ذات پاک کی قسم! جس نے عمرؓ کی روح کو قبض کیا آج مغرب سے زیادہ اس معاملہ میں دیر نہ ہو گی، اس کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ جانا۔ جب لوگ تواریں سن بھال لیں گے تو تم کیا کر سکو گے جو کچھ کرنا ہے ابھی کرلو۔ حضرت عبد الرحمنؓ نے اصحاب شوریٰ سے کہا تم مجھے اجازت دو کہ میں خلافت سے درست بردار ہو جاؤں اور تم میں سے ایک کو اللہ اور رسول کے لئے چھانٹ لُوں۔

حضرت علیؓ نے کہا اگر اور ساتھی راضی ہو جائیں تو میں سب سے پہلے منظور کرتا ہوں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے متعلق فرمایا ہے کہ تم نیں وآسمان میں ایمیں ہو، دیگر حضرات بھی اس پر راضی ہو گئے۔

حضرۃ عبد الرحمن نے کہا سعد! تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میں اور تم اسکے اہل نبیل اور طلحہؓ اور زپیرؓ اور بھی اسکو چھوڑ دو۔ پھر کبھی آپ حضرۃ عثمانؓ کا ہاتھ پکڑتے اور کبھی حضرۃ علیؓ کا حقیقی کہ حضرۃ عثمانؓ سے بیعت کر لی۔

حضرۃ عبد اللہ بن عمرؓ سے مردی ہے کہ حضرۃ عمرؓ نے اصحابِ شوریٰ سے فرمایا کہ اگر تم نے گنجے کو حاکم بنایا تو اگرچہ وہ تلوار گردن میں ڈالے رکھے پھر بھی تمیں راہ راستہ نہیں چلا سکتا۔ میں نے عرض کیا وہ خود بھی جانتا ہے لہذا اسکو حاکم نہ بنائیے پھر فرمایا اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھ سے بہتر (حضرۃ ابو بکرؓ) نے خلیفہ مقرر کیا ہے اور اگر میں لیے ہی چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسا ہی کیا ہے۔ یعنی میرے لئے دونوں امر کی گنجائش ہے۔

حضرۃ حسنؓ سے روایت ہے کہ جب حضرۃ عمرؓ رخی ہوئے تو انہوں نے چھوٹے میلوں کی مجلسِ شوریٰ منعقد کی۔ جب حضرۃ عمرؓ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کو ان میں کلام ہے تو فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں مقاماتِ قیامت میں جس بجھے ہوں گا میرا باتِ علیؓ کے ہاتھ میں ہو گا، اور بجھے سے فرمایا اے عمرؓ اجب عثمان بن عفان رات کو سوتے ہیں تو آسمان کے تمام فرشتے ان کے لئے دعائِ منفتر کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایم صرف عثمانؓ کے لئے ہے؟ فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ گناہ اور خطا کرنے میں رب العالمین سے حیا کرتا ہے۔ او طلحہ بن عبد اللہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور رات ٹھنڈی ٹھنڈی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کجا وہ گر کیا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اجوہ شخص عہ اس سے مراد آپ کے صاحبزادہ حضرۃ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ہیں۔

اپنی سواری سے اُتر کر میری سواری کو درست کرے تو اس سے ایسا راضی ہو جس کے بعد کبھی غصتے نہ ہو۔ میں نے دیکھا کہ طلخہ اسی وقت اُتر سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کجا وہ کو درست کر کے واپس کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس طلخہ پر یہ جبرايلؑ تمیں سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طلخہ سے کہہ دیجئے اس ذات پاک کی قسم جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوۃ عطا کی، قیامت کی ہر مصیبت میں میں تم سارے ساتھ رہوں گا اور زبیر بن العوام ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوڑ رہے تھے اور چہرہ منبار ک پر مکھیاں گردہ تھیں جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے حضرت زبیر بن مکھیوں کو ہٹاتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیدار ہو کر فرمایا اے زبیر! یہ جبرايلؑ تمیں سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں اُس ذات پاک کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوۃ عطا کی، میں قیامت کے دن تمہارے پتھر سے دوزخ کی پیٹ کو دُور رکھوں گا۔

عبد الرحمن بن عوف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن حضر عائشہؓ کے گھر تھے کہ حضرت فاطمہؓ مع حضرت مسیح و حسینؓ کے حاضر ہیں اور یہ تینوں روشن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے بچے کیوں رورہے ہیں؟" حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا بھوک کی وجہ سے رورہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیتی کیا اور تم کیوں رورہی ہو؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا ان بچوں پر ترس کھا کر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! مجھے اور میرے بچوں اور میری لڑکی فاطمہؓ کو جنت کا کھانا کھلا۔ اتنے میں کسی نے در داڑھ کھلکھلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے در داڑھ کھلا تو عبد الرحمن بن عوف تھے اور ان کے ہاتھ میں حلسوے کا پیارا اور دو روٹیاں تھیں،

جن کے درمیان نہیں تھا حضرت عبد الرحمنؓ نے انکو پیش کیا اور عرض کیا یا رسولؐ
یہ ہدایہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب نے اسکو پیٹ بھر کر کھایا
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عبد الرحمنؓ اجنت تو تمہاری طرف
سبقت کر رہی ہے لیکن حق تعالیٰ تمہاری دنیا میں بھی برکت عطا فرمائے!
اور سعد بن وقارؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحُد کی لڑائی میں
تیرہ دفعہ انکو تیر شکیک کر کے دیا پھر فرمایا تیر سپینک! الحمد للہ ربِّی ماں و باپ
فدا ہوں۔ جو شخص انکو بھی بُرا کہتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔
جب حضرت عمرؓ کا وصال ہوا تو انہی تجدیہ و تکفین کے بعد حضرت ضحاک بن قیسؓ
کی بسن حضرت فاطمہؓ کے یہاں اہلِ شورہؓ کا اجتماع ہوا (حضرت فاطمہؓ بہت نیک
عوت تھیں لوگ اکثر انکے یہاں جمع ہوتے تھے) حضرت عبد الرحمنؓ سب میں
بڑے تھے اول انہوں نے گفتگو شروع کی اور مناسب حمد و شاء کے بعد فرمایا
اے جماعتِ حاضرین! میری ایک رائے ہے تم بھی اس پر غور کرو، اول
خاموشی سے سُن لو تاکہ معلوم ہو جائے اور سمجھو میں آجائے، ضعیف جو یہی ہی
راہ چلے اس قوی سے بہتر ہے جو کچھ رو ہو، اور ایک گھونٹ پانی جو ضرورت
کے وقت پیاس بھائے اس شیریں کثیر پانی سے بہتر ہے جس سے ہیضہ ہو جائے
تم علما ہو، قوم کے مقیداً اور ملبا ہو، اختلاف میں پڑ کر اپنی چہری کو ڈھندا
کرو اور اپنی تواروں کو دشمن سے نردو کو جس سے وہ تم پر سرکش ہو جائیں اور
تمہارے اعمال میں نقصان آئے، ہر گھر کے لئے ایک امیر ہوتا ہے جس کے کہے
پر سب چلیں اور اسکی مخالفت سے ڈریں، اپنے میں سے کسی کو اپنا کام حوالہ

کر دو اور جس پر بھروسہ ہو اپنا بوجہ لا دو، نرمی سے چلو تاک مطلوب تک پہنچا تو تمہاری نیات تمہارے علم سے تجاوز نہ کریں اور تمہارے اعمال تمہاری نیات سے تجاوز نہ ہوں محقق رہات زیادہ بکواس سے بہتر ہے، دشمن اور بدجنت کی الگ چڑھتے تقریب ہو اطاعت نکرو اور یہ ہار (خلافت)، ایسے شخص کو پسناو جو مصائب کے وقت قوی رہے اور بعید میں امانتار ہو، وہ تم سے راضی ہو اور تم اس سے راضی ہو اور تم میں سے مختار اور پسندیدہ ہو، اور تم مفسد ناصح کی اطاعت نکرو اور مرشد معاون کی مخالفت نکرو۔ میں اس پر بات ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے دعا و مغفرت کرتا ہوں۔

پھر حضرۃ عثمان بولے، فرمایا جیسے حمام اس ذات پاک کے لئے جرنے مجبہ سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور رسول بنائکر بھیجا اور ان کے لئے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور ہر قریب و بعید پرانکی مدد کی۔ حق تعالیٰ نے انکو نور بنائکر بھیجا اور ہمیں خواہشات کے تعریج اور دشمنوں کے اختلاف کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابیاع کی توفین دی اور ہمیں اپنے فضل سے آئتہ بنایا اور اپنی اطاعت کے لئے امیر بنایا، یہ معاملہ ہم سے تجاوز نہ ہو اور بجزہ تمہارے کوئی شریک نہ ہو، مگر جو شخص حق سے انجان ہو اور نہ استے بشک گیا ہو۔ الگ تمہاری مخالفت کی گئی اور تمہاری بات رد ہو گئی تو میں سب سے پسٹے تمہاری بات پر ہاں کر دیگا اور اسکو قبول کر دیگا۔ میں اپنے اس قول پر کفیل اور مسامن ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے دعا و مغفرت کرتا ہوں۔ اور تمہاری مخالفت پسہ مانگتا ہوں۔

پھر حضرۃ زیسرن بولے اور حمد و شکر کے بعد فرمایا حق تعالیٰ کے لئے پکارنے والا جاہل نہیں ہوتا اور اس پر ہاں کرنے والا نام اراد نہیں ہوتا۔ خواہشات کے بڑھنے کے وقت

جانوں کا محافظہ فریگہ بان ہے۔ اگر حدود شرعی متفق نہ ہوتیں اور فرائض خداوندی متعین نہ ہوتے، راحت و حیات ہوتی اور موت ہوتی تو امّت اور حکومت سے بھاگنا اور زندگانی باعثِ نجاة اور عصمت ہوتا لیکن حق تعالیٰ نے ہم پر اجابت ہت اور افشاء سنت کو داجب کر دیا ہے تاکہ ہم گمراہی میں نہ پڑیں: اور زمانہ جاہلیت کی طرح پھر گمراہ نہ ہوں جو کچھ تم کسوجے میں اسکو قبل کر ذکر کا در تہارے حکم کی اتباع کر فنگاد الحمد للہ رب العالمین پھر حضرۃ سعد بن ابی و قاص بولے کہ جمیع محاصل اس ذات پاک کے لئے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے گا میں اس ذات پاک کی اس لئے ہمدر کرتا ہوں کہ اس نے محمد کو گزری سے نجاة دی اور گمراہی پر متینہ کیا، جو شخص محفوظ رہا اس نے ہمایت خداوندی کے باعث فلاح پائی۔ اور جس کی نجاة ہو گئی وہ خدا کے رحم و فضل سے کامیاب ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے تشریف لانے سے راستے منور اور درست ہو گئے اور حق واضح ہو گیا اور باطل بتاہ مسٹ گیا۔ اے حاضرین! تم اہل کذب کی بانوں اور مستکبرین کی تنداؤں سے بچو۔ ان تنداؤں نے تم سے پسلے ایک قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ جس امر کے تم دارث ہوئے اور جو چیز تم کو ملی وہ بھی اس کے دارث ہوئے تھے اور انکو بھی یہ ملی تھی پھر حق تعالیٰ نے انکو اپنا دشمن بنالیا اور ان پر لعنت فرمائی۔

لَعْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَادِ دِعِيسَىٰ ابْنِ مَرِيمٍ
ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ . كَانُوا لَا يَتَنَاهُونَ عَنْ مُنْكَرٍ
فَلَوْلَا لَبِسْ سَهْلًا لَيَغْلُولُهُ

اور میں اپنے تیریداں کو خالی کرتا ہوں اور اپنا حصہ چھوڑتا ہوں اور حضرۃ طیبۃ
کی نسبت میں ان کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کیا اور جو کچھ

انکی طرف سے ہوا اس پر میں کفیل اور ضامن ہوں۔ اے ابنِ عوف ایر معاملہ تمہارے سپر ہے بشطیک اسچاہی اور کوشش بیغ سے کام لو دعی اللہ قصد البیبل دالیہ الرجوع -

حضرت علیؐ سبے چھوٹے تھے اس لئے سبے کے بعد انکا نمبر آیا، فرمایا تمام معاملات ذات پاک کئے ہیں جس نے ہم میں سے محصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور اپنے رسول بننا کر ہمارے پاس بیجا۔ ہم نبوت کا گھر را اور حکمت کی کان اور اہل زمین کے لئے ایمان اور طالب کے لئے نجاة ہیں، ہمارا ایک حق ہے اگر وہ دیا گیا تو ہم لے لیں گے اور اگر اس سے روکا گیا تو ہم افسوس کی پشت پر سوار ہوں گے اگرچہ طویل سفر کرنا پچھے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی عبد فرمائیتے تو ہم تحریات اس پر حماد کرتے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کچھ فرماتا جاتے تو ہم اسکو ضرور پورا کرتے۔ اگرچہ ہمارا گمان ہی ہو لیکن مجھ سے پسلے کوئی شخص دعوۃ حق اور صدر حرمی کی طرف نہیں بڑھا۔ میری بات سنو اور یہ منظر نہ دکھاؤ کہ اس مجھ کے منتشر ہونے کے بعد اس معاملہ میں تلواریں چلیں اور بدعتیاں ہوں، حتیٰ کہ ایک فرلق تی تم لوگ ہو اور یہ تم میں سے بعض گراہ لوگوں کے مقتاہ ہوں یا جہاں کے تابع ہوں۔ فلکا حل ملاقاتہ الم بالله العلی العظیم -

حضرت منصورؓ رکھتے ہیں کہ پھر یہ مجمع منتشر ہو گیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ میرے ماسوں تھے، صبح کو وہ اپنی رائے ظاہر کرنے والے تھے۔ یہ رات میں نے انہی کے یہاں گزاری جب کچھ حصہ رات گزری تو مجھ سے فرمایا حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے پاس جا کر انکو بلالاً - میں نے پوچھا پسلے کن کو بلاد میں ہے حضرت عبدالرحمنؓ نے جواب دیا

جس کو دل چاہے۔ میں نے پوچھا، دونوں کو ساتھ بلا دیں یا علیحدہ علیحدہ۔ حضرت عبد الرحمن
 نے جواب دیا ساتھ لانا چونکہ مجھے حضرت علیؓ سے زیادہ محبت تھی اس لئے پسے انکے پاس
 گیادہ نہانہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہہ چلائے میرے ماںوں نے آپکو بلا یا ہے۔ حضرت علیؓ
 نے پوچھا میرے ساتھ کسی اور کو بھی بلا یا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کس کو؟
 میں نے جواب دیا حضرت عثمانؓ کو۔ حضرت علیؓ نے کہا پہلے کس کو بلا یا ہے؟ میں نے کہا کہ
 میں نے حضرت عبد الرحمنؓ سے پوچھا تھا کہ پسے کس کو بلا دیں؟ انہوں نے جواب دیا جس کو دل
 چاہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ دونوں کو ساتھ بلا دیں یا یکے بعد دیگرے؟ تو انہوں
 نے فرمایا کہ دونوں کو ساتھ لانا۔ ہم وہاں سے چلتے اور حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے حضرت علیؓ
 باہر نہ شہر کئے اور میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا چلتے میرے ماںوں نے آپکو بلا یا
 حضرت عثمانؓ نے پوچھا میرے ساتھ کسی اور کو بھی بلا یا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت
 عثمانؓ نے پوچھا کس کو؟ میں نے جواب دیا حضرت علیؓ کو۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا پسے کس کو بلا یا
 میں نے کہا کہ اس کے متعلق حضرت عبد الرحمنؓ سے پوچھا تھا۔ انہوں نے فرمایا جس سے
 دل چاہے شروع کرنا اور دونوں کو ساتھ لانا اور حضرت علیؓ کے دروازہ پر موجود ہیں۔ ہم
 وہاں سے چلتے اور پھر دونوں حضرت عبد الرحمنؓ کے پاس جا کر انکے سامنے بیٹھ گئے۔

حضرت عبد الرحمنؓ نے بہت دیر تک کچھ باتیں کیں پھر فرمایا تمہارے معاطہ کو
 میں نے اُدھ پھیر کیا اور اب میں تم سے پوچھتا ہوں تم مجھے مشورہ دو اور میری
 اعانت کرو۔ اے علیؓ! کیا تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبد و پیمان کے ساتھ
 کتاب دستت پر مجھ سے بیعت کرو گے۔ حضرت علیؓ نے کہا اپنی طاقت کے بعد
 اور حضرت عثمانؓ نے کہا اسے اب بخہرا! (کنیت حضرت عبد الرحمنؓ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے عہد و پیمان کے ساتھ تم سے بیعت کرتا ہوں۔ حضرت عبد الرحمن نے کچھ اور بتائیں کیس پھر کہا میں نے تمہارے معاملوں کو واضح کیا اور تم سے بحث کی تھی مجھے مشورہ دو اور میری مدد کرو۔ اے علی! اکیا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کے ساتھ مجھے بیعت کرو گے؟ حضرت علیؓ نے کہا اپنی طاقت کے لقدر۔ اور حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ اے الی ہم میں اللہ و رسول کے عہد و پیمان کے ساتھ کتاب و سنت پر تم سے بیعت کرتا ہوں حضرت عبد الرحمن نے کچھ اور بتائیں کیں اور کہا میں نے تمہارے معاملوں میں غور کیا اور تم سے پوچھا تم مجھے مشورہ دو اور میری مدد کرو۔ اے علی! اکیا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کے ساتھ کتاب و سنت پر مجھ سے بیعت کرو گے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا اپنی طاقت کے لقدر، اور حضرت عثمانؓ نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کے ساتھ کتاب و سنت پر تم سے بیعت کرتا ہوں۔ حضرت عبد الرحمنؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں چھوڑ کر فرمایا جو تم چاہو اور یہ کہنا مناسب نہ سمجھا کہ چلے جاؤ۔ یہ دونوں حضرات کھڑے ہو گئے اور تشریف لے گئے۔ جب صحیح کی نماز کا وقت ہوا تو حضرت عبد الرحمنؓ نے اپنا حمامہ منگو اکر بازدھا اور توارگردن میں ڈالی پھر منبر کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ جب حضرت صحیبؓ نے نمازِ ختم کی تو حضرت عبد الرحمنؓ منبر کے قریب کھڑے ہوئے اور حمد و شکر کے بعد کہا لوگو! تمیں وہ کام معلوم ہے جو تم نے میرے حوالہ کیا ہے اور جس میں تم نے میری اطاعت کا عہد کیا ہے۔ چاہے میں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر خود اپنے ہی سے بیعت کر دوں۔ پھر فرمایا، اے عثمانؓ! کھڑے ہو۔ حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت عبد الرحمنؓ نے کچھ دیگر لوگوں نے بیعت کی۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ نے پھر گئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے

حضرۃ علیؐ سے کہا اسے علیؐ تم دھوکے میں آگئے۔ حضرۃ علیؐ نے کہا کیسا دھوکہ (فاطمہ بنت قیس نے یہ سُن لیا) حضرۃ ابن عباسؓ نے کہا حضرۃ عبد الرحمنؓ اپنے لئے اعتماد اور پختگی چاہتے چنانچہ حضرۃ عثمانؓ نے اعتماد خلاہ ہر کر دیا۔ پس حضرۃ عبد الرحمنؓ نے جس کو محکم اور ضبط پایا قبل کر لیا۔ اور ایک ہی بات کو تین مرتبہ تین طریق سے بیان کیا۔

حضرۃ ابو داؤدؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرۃ عبد الرحمنؓ سے پوچھا کہ تم نے حضرۃ علیؐ کو چھوڑ کر حضرۃ عثمانؓ سے کیوں بیعت کی۔ حضرۃ عبد الرحمنؓ نے فرمایا میرا کیا قصور۔ میں نے حضرۃ علیؐ سے ابتدا کی اور ان سے کہا کہ میں تم سے کتاب و سنت اور سیر شیخینؓ پر بیعت کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا جس قدر مجھ میں طاقت ہے۔ پھر میں نے حضرۃ عثمانؓ کے سامنے اسکو پیش کیا انہوں نے منظور کر لیا۔

حضرۃ ابو ذرؓ سے مروی ہے جب بیعتِ عثمانؓ کا پہلا دن ہوا اور میهاجرینؓ انصار مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرۃ عبد الرحمنؓ کو دیکھا ایک چادر کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور لوگوں میں اختلاف ہو رہا تھا کہ حضرۃ ابو الحسن (میرے ماں باپ ان پر فربان)، تشریف لئے جب مجمع نے انکو دیکھا تو سب خوش ہو گئے اور حضرۃ علیؐ فرمائے تھے وہ کلام جس سے لوگ ابتدا کرتے ہیں وہ بات جسکو لوگ بولتے ہیں وہ گفتگو جو لوگ کرتے ہیں۔ سب سے بہتر حق تعالیٰ کی حمد و شان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اولاد پر درود بسیجا ہے۔ جمیع محاوم اس ذات پاک کے لئے جو یکتا ہے، صرف اسی کے لئے رواں و باقا ہے ملک کا وہ تنہا مالک ہے، فخر و بنزگی اور شناصر اسی کے لئے ہے، اسکے جلال کے بعث سب (نام نہاد) معبد و اسکے زیر ہیں اور اسکے خوف سے قلوب لرزائیں، نہ کوئی اسکا مثل ہے اور نہ کوئی اسکا شرکیک کوئی مخلوق میں اسکا مشابہ نہیں، ہم اس بات کی

گواہی دیتے ہیں جس کی خود اس نے اور اسکی مسلم مخلوق پر نہ گواہی دی لا الہ
الا اللہ، نہ اسکی کسی صفت کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے اور نہ کوئی تعریف ہو
سکتی ہے جس سے اسکو سمجھایا جاسکے، اس نے بادلوں کی روکو دریاؤں میں بھایا
اور بادلوں کیہ تھوڑی بارش اور زیادہ بارش کے ساتھ بھیجا جس سے میدانوں اور شیوں
پر گھاس کا فرش بچایا اور چھولوں اور مختلف قسم کی گھاسوں کو اگایا، اور سخت پہاڑوں سے
چشمے جاری کئے جو صاف جگہ سے بہتے ہیں جن سے پندوں اور درندوں اور حشرات اللہ رضی
اور تمام چوپاؤں اور انسان کی حیات ہے۔ ہم ان لوگوں میں ہیں جو اسکے دین پر چلتے ہیں
کسی دوسرے دین پر نہیں چلتے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی صفت کی نہ نعت ہے اور
نحد اور گواہی دیتے ہیں ہم کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پسندیدہ بندے اور برگزیدہ
نبی اور رسول تھے، انکو ہمارے پاس ایسے وقت بھیجا جب لوگ بت پرست اور
غمراہی کا مرکز تھے اور خون بھاتے تھے اور اولاد کو قتل کرتے تھے اور راہگروں کو
ڈراتے تھے، انکا عیش ظلم تھا اور انکا امن خوف تھا اور انکی عزت ذلت تھی، حالت
اور ضلالت اور نخواہ مزید بر آئ۔ حق تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سبب ہمیں گمراہی سے بچایا اور جمالت سے ہمایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔
ہم اہلِ عرب سبے زاید تنگ معاش، کریم المنظر اور بدحال تھے، ہمارا لچھے لے چکا
کھانا پیاز اور چا راغمہ لباس بالوں کے بننے ہوئے کپڑے اور کھال تھی اور بتول اور آگ
کی پرستش مزید بر آئ۔ حق تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل
ہمیں بہتر دین کی ہمایت دی اور سورتوں کی پرستش سے بچایا۔ حق تعالیٰ نے انکو
شعلہ نور سے بنایا اور انکے سبب سے مشرق و مغرب کو منور کیا پھر ہنور صلی اللہ علیہ وسلم

کا وصال ہو گیا اتنا مددہ دانتا الیہ راجعون۔ یہ کس قدر بڑی آفت اور مصیبت تھی سب مسلمان اس مصیبت میں شرکت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے۔

اسے دعا جریں! وَاشْدَاجِبْ لُوگِ مرتَدْ ہونے لگے میں نے اسوقت حضرت ابو بکرؓ سے اچھا تواریخ پڑنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت ابو بکرؓ ایک الیسی بات پر حجم لگھے جس کے باعث حق تعالیٰ نے سنت رسولؐ کو جو مسترد ہی تھی پھر زندہ کر دیا اور حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا وَاشْدَ اگر ایک رستی دینے سے بھی انکار کیا تب بھی میں ان سے جماد کو نگاہ میں نے حضرت ابو بکرؓ کے حکم کو سنا اور انکی اطاعت کی۔ اور میں سمجھتا تھا کہ میرے لئے یہی بہتر ہے وہ دنیا سے اس لئے فارغ تشریف لے گئے اور میں انکے متعلق یہ یاد رکھیں ہے ظاہر کروں وہ ثانی اشیں تھے اور انکی صاحبزادی ذات النطاقین نے اپنی چادر کلپٹکا بنایا تھا اور دو روٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لیجایا کرتی تھیں۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے سات شخصوں کو آزاد کیا جن میں تین عورتیں اور چار مرد تھے، سب کو اسٹر اور رسولؐ کی وجہ سے تکلیف دی جا رہی تھی اور انہیں میں نے حضرت بدل دیا ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامان سفر دیا انکے پاس اس روز چالیس ہزار درہم تھے جنکو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور انکے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔ پھر عمر فاروقؓ ان کے قائم مقام ہوئے وہ مستعد رہے اور راستہ کے کام میں لومہ لائے کاغذیں کر کے کر گویا سکینہ اور وقار انکی زبان پر بول رہا ہے۔ میں کیسے انکے متعلق یہ نہ کہوں میں نے رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ پر سہارا لگا رکھا تھا

اور فرمائے تھے ہم اسی طرح ساتھ زندہ رہیں گے اور اسی طرح مرنے کے بعد ساتھ رہیں گے اور اسی طرح قبور سے اٹھیں گے اور اسی طرح جنت میں جائیں گے اور شیطان انکی آہست سے بجا گتا تھا اور دنیا نے شید ہو کر تشریف لے گئے انا لله
داننا اللہ راجعون -

اب اے مهاجرین والصارب! میں تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہو۔ پھر فرمایا اے مهاجرین! تم میں جو ایک شخص الْبَعِيدُ الشَّهْرَةُ عَثَمَانُ[ؓ]
بن عفان میں کیا رحلتوں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اپنی صاحبزادی کا نکاح
نہیں کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل عَلَیْهِ السَّلَامُ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل عَلَیْهِ السَّلَامُ میں تھے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عَنْ تَعْالَى فَرَمَّاَتِي میں کہ انکی
بہن کا حضرت عثمان[ؓ] سے نکاح کر دو۔ اور حضرت عثمان[ؓ] نے جیش عشرہ کو سامان سفر دیا
اور حضرت عثمان[ؓ] نے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دلیا تیار کیا اور ایک
پیالہ میں لے کر حضرت پڑی، وہ پیالہ بھرا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کناروں سے کھاؤ اور چوپی کونز توڑو
اسلے کہ برکت اور پرسے ارتقی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے
منع فرمایا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو گھی اور شہدا و گیموں کے آٹے
کے ساتھ تناول فرمایا پھر تو مخلوق کے پیدا کرنے والے کی طرف ہاتھ اٹھائے اور فرمایا
اے عثمان! عَنْ تَعْالَى نے تمہارے اگلے پچھے ظاہر و باطن سب کناء بخش دیے، اے اللہ
عثمان! ہم کا یہ دن نہ بپولنا۔

پھر حضرت ملی[ؓ] نے فرمایا میں تم قسم دیکھ رہتا ہوں کیا تمیں معلوم ہے کہ حضرت جبرائیل عَلَیْهِ السَّلَامُ

صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لاسیف الاذو الفقار لافتی اللہ
علی توار صرف ذوالفقار ہے (نام توار) اور جوان صرف علی ہے۔ لوگوں نے جو بھی
ہاں حضرت علیؓ نے فرمایا میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمیں معلوم ہے کہ حضرت
جبراہیلؑ حضور صلی اللہ علیہ و آله وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ و آله وسلم)
حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم علیؓ سے محبت رکھو اور اس شخص سے محبت رکھو جو علیؓ سے
محبت کرتا ہو اس لئے کہ حق تعالیٰ بھی علیؓ اور انکے محب سے محبت کرتے ہیں لوگوں
نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمیں معلوم ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے جب مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے تو میں
نور کے پردوں اور حجاب میں گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ و آله وسلم وہاں سے لوٹے
تو ہاتھ نے پردہ کے پیچے سے کہا آپ کے باپ حضرت ابہیمؓ اور آپکے بھائی علیؓ
کس قدر اچھے ہیں۔ کیا تمیں معلوم ہے کہ ایسا ہوا۔ حضرت ابو الحمید (کنیت حضرت
عبد الرحمن بن عوف) نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله وسلم سے سنا ہے
اور اگر زنسنا ہو تو میرے دونوں کان گونٹکے ہو جائیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا تمیں
معلوم ہے کہ میرے سوا حالتِ جنایت میں کوئی مسجد سے گزرتا ہو۔ لوگوں نے جواب
نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا نہیں معلوم کہ سما
میرے دروازہ کے اور سب دروازے مسجد کے بند کر دیے گئے تھے۔ لوگوں نے
جواب دیا ہاں۔ فرمایا کیا تمیں معلوم ہے کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی داہنی
جانب قتال کرتا بھا تو ملا تھا انکی بائیکی جانب قتال کرتے تھے۔ پھر فرمایا کیا تمیں
معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آله وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا ارتبا تہ بیس پیار

ایسا ہے جیسا حضرت مارونؑ کا رتبہ حضرت موسیؑ کے پیاس تھا لیکن میرے بعد نبوۃ ختم ہوئی
کیا تمیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عینؑ کو پکڑا اور فرمائے تھے
ٹھہر ہسنؑ کہ ہر احقر فاطمہؓ نے کہا یا رسول اللہؑ! حسینؑ اس سے چھوٹا ہے اور
بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمیں یہ پسند نہیں کہ میں ہسنؑ کہ
کہوں تو جبرايلؑ ہسینؑ کہیں؟ کیا تمیں سے کسی کا ایسا رتبہ ہے؟ ہم صاحب
ہیں تاکہ حق تعالیٰ اس بیعت میں شد فی امر کا حکم فرمادیں وصلی اللہ علی محمد
وسلم۔

حضرت عمرؑ نے منبر پر فرمایا میرے نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے میرے
تین دفعہ پنج ماری۔ میرا خجال ہے کہ کوئی بھی شخص میرا قاتل ہے اور میرے خلافت کا
معاملہ ان چھ آدمیوں کے حوالہ کر دیا جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش تشریف لے گئے
جس کو یہ خلیفہ بنا دیں وہی خلیفہ ہو گا۔

وہ احادیث جو حضرت عثمانؑ کی فضیلت میں

حضرت علیؑ سے مرکی ہیں

قیس بن عباد سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؑ کا ذکر کیا اور کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عثمانؑ سے، کیا میں تم سے حیان کروں
جس سے ملکر بھی جیا کرتے ہیں۔

عبدالخیرؑ سے مردی ہے میرے نے حضرت علیؑ کو فرستے میدان میں وضو کرایا اپنے
فرمایا اے عبد الخیرؑ! مجھ سے کچھ پوچھو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنینؑ اکیا پوچھوں؟

اپنے فرمایا جس طرح تم نے مجھے وضو کرایا ہے اسی طرح میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا پھر آپ سے پوچھا یا رسول اللہ اداں حساب کے لئے کون بلایا جائیگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اداں میں اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہو گئے اور جس قدر مشیتِ ایزدی ہو گئی کھڑا رہوں گا اور بعدِ مغفرت دہاں سے واپس ہوں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے پھر کوں پیش ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر ابو بکر پیش ہو گئے یہ بھی جس قدر میں کھڑا ہوا تھا اس سے دو گنیٰ دیر کھڑے ہو گئے پھر اپنی مغفرت کے بعد دہاں سے واپس ہو گئے۔ میں نے عرض کیا پھر کوں پیش ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمر بن الخطاب، یہ ابو بکر سے دو گنیٰ دیر کھڑے ہو گئے پھر اپنی مغفرت کے بعد واپس ہو گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے پھر کوں پیش ہو گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی! پھر تم پیش ہو گے۔ میں نے عرض کیا اور عثمان بن عفان۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر نکل عثمان بن عیا بست ہے اس لئے میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ انکو حساب کے لئے نکھڑا کیا جائے۔ حق تعالیٰ نے میری شفاعت کو قبول فرمایا۔

نزل بن سیرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے حضرت عثمانؓ کی نسبت دریافت کیا حضرت علیؓ نے جواب دیا یہ وہ شخص ہیں جنکو ملاً اعلیٰ میں ”ذوالنورین“ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے اپنی دو صاحبزادیوں کے شوہرت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں ان کے لئے ایک گھر کے صامن ہوئے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا اگر میرے پاس چالیس لاکھیاں ہوتیں تو جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہتی سب کا کام

یکے بعد دیگرے تم سے کرتا۔

کوفہ میں ایک شخص نے کہا کہ حضرت عثمان شہید ہوئے ہیں۔ حضرت علیؓ کے مصاجین میں سے ایک شخص اسکو پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ حضرت عثمان شہید مقتوں ہے۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا تمیز کیا معلوم؟ اس شخص نے کہا شاید آپ کو یاد ہو، میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور آپ موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا پھر حضرت ابو بکرؓ سے سوال کیا انہوں نے بھی عطا کیا، پھر حضرت عمرؓ سے سوال کیا انہوں نے بھی دیا پھر حضرت عثمانؓ سے سوال کیا انہوں نے بھی دیا پھر میں نے تم سے مانگا اور تم نے انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس میں برکت کی دعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا برکت کیوں نہ ہوگی جب تھے ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید و نے عطا کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مجددین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ایک سائل بھی ہم بردھ گیا۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل میں حضرت علیؓ کا ارشاد

آل حاطب میں ہے ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا میں مدینہ والیں جا رہا ہوں لوگ مجھ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھیں گے میں انکو کیا جواب دوں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ان کے حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے اللذين آمنوا
وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ ثُمَّ أَتَّقَوْا إِنَّمَا الْقَوْا أَعْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ ۝ مُحَمَّد بن حاطب سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے آیتِ اِنَّ الَّذِينَ
سَبَقُتْ لَهُمُ الْهُدَىٰ مِنَ الْحُسْنَىٰ أُولَئِكَ عَنْهَا مُبَعِّدُونَ ۔ کی تفسیر میر فرمایا
کہ اس سے مراد حضرت عثمانؓ اور انکے اصحاب میں ۔

مُحَمَّد بن حاطب کہتے ہیں کہ میں کو فرمیں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور عرض کیا میرا
جماز کا ارادہ ہے لوگ آپ کے متعلق مجھ سے سوالات کر رکھے سو آپ کا حضرت عثمانؓ کے
متعلق کیا خیال ہے ؟ حضرت علیؓ نکیہ لگائے ہوئے بیٹھتے تھے سیدھے بیٹھ کے اور فرمایا
ابن حاطب اکیا مجھ سے پوچھتے ہو کہ عثمانؓ کے متعلق کیا خیال ہے و اللہ! مجھے ایک دی
کہ میں اور میر بھائی عثمانؓ ان لوگوں میں ہیں جن کے متعلق حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے
وَنَزَّعَنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلَىٰ إِنَّوْا نَأَخْلَىٰ سُرُورٌ مُّتَقَابِلُينَ ۝
مُحَمَّد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر حضرت عثمانؓ مجھ کو بیرار
(دمیزہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پرانا کنواں ہے) بھیجن تو انکا فرمان قبول کروں
اور اسکی اطاعت کروں ۔

جب حضرت عثمانؓ نے مسجدِ نبوی میں اضافہ کیا تو حضرت علیؓ نے کہا کیا ہی اچھا کام
کیا ہے ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اشر کے واسطے مسجد بنانا
ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں ۔

حضرت علیؓ نے مطوف سے کہا تجھے ہماری اتباع سے مانع صرف حضرت عثمانؓ کی
محبت ہے۔ اگر تم ان سے محبت رکھتے ہو تو وابہد اودہ سب سے زاید صدر حرم کرنیوالے
تھے اور بعض روایت میں ہے اگر تم ان سے محبت رکھتے ہو تو وابہد اودہ ہم سے بہتر
ہم سے زیادہ نیک اور ہم میں سب سے زائد صدر حرمی کرنے والے تھے ۔

حضرۃ عثمانؑ نے حضرۃ علیؑ سے کہا اے ابو الحسن! اگر تم چاہو تو یہ سب امت شیک ہو جائے اور کوئی بھی میری مخالفت نہ کرے۔ حضرۃ علیؑ نے جواب میا دا شرا اگر دنیا کی تمام مال و دولت میرے پاس ہو تب بھی میں ان لوگوں کو آپ سے نہیں روک سکتا لیکن میں آپ کو ایسی بات بتاتا ہوں جو آپ کے مقصود کو پورا کر دے۔ آپ پہنچے بھائی ابو بکرؓ کی اتباع کریں پھر میں ضامن ہوں کوئی بھی آپ کی مخالفت نہ کریگا۔

حضرۃ عثمانؑ کے ایک غلام نے حضرۃ علیؑ سے مکاتبت کی سفارش کرائی پس حضرۃ عثمانؑ نے دوسو درہم کے عوض اسکو مکاتب بنادیا۔ پھر حضرۃ عثمانؑ نے غلام کو بدل کر کہا میں نے تیرا کان اینٹھا تھا تو اپنا بدلتا لے۔ غلام نے حضرۃ عثمانؑ کا کان پکڑا اور حضرۃ عثمانؑ نے فرمایا ”ذور سے“ دنیا میں بدلتا ہے آخرت کا بدلتا سمل نہیں۔

سعید بن منیتؑ سب کہتے ہیں کہ حضرۃ علیؑ اور حضرۃ عثمانؑ میں صحیح کے وقت سخت کلامی ہوئی اور دوسرے کو صحیح ہو گئی۔ جب شام ہوئی تو دیکھا دونوں حقیقی بھائی کی طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جا رہے ہیں۔

وہ احبابِ جو حضرۃ علیؑ بے کو اسٹھے حضرۃ عثمانؑ مردمی میں

حضرۃ علیؑ فرماتے ہیں میں نے عصر کی نماز امیر المؤمنین عثمانؑ کے ساتھ پڑھی انہوں نے مسجد کے کونے میں ایک درزی کو دیکھا اور اسکے نکالنے کا حکم دیا کیونکہ ان سے عرض کیا، امیر المؤمنین! یہ شخص مسجد میں جھاڑ دیتا ہے اور دروازہ بند کرتا ہے اور کبھی کبھی جھپڑا بھی کرتا ہے۔ حضرۃ عثمانؑ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کاریگروں سے مسجدوں کو محفوظ رکھو۔

عاصم بن نبوہؓ کہتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا۔ حضرت علیؓ نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے حضرت امیر المؤمنین عثمانؓ کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا تو انہوں نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا تو آپ نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا صدیقؓ اکبر نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو بکرؓ وضو میں کسی کی اعانت مجھے ناپسند ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا۔

حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے قاتل ہونے پر انکار

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ واللہ! انہیں نے حضرت عثمانؓ وقت کیا نہ اسکا حکم کیا، البتہ لوگوں کو روکا ضرور ہے۔ واللہ! انہیں نے حضرت عثمانؓ وقت کیا اور نہ اسکا حکم کیا لیکن لوگ مجھ پر غالب آگئے۔

محمد بن حنفیہ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کیا تمیں یومِ ربیا دہے جب میں حضرت علیؓ کے دائیں اور تم بائیں تھے کہ ایک شور سُنا حضرت علیؓ نے فرمایا دیکھو کیا معاملہ؟

ہو گوں نے عرض کیا یہ حضرت عائشہؓ میں جو قاتلین عثمانؓ پر لعنت بسچ رہی ہیں اور لوگ آئیں کہہ رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا قاتلین عثمانؓ پر ہر جگہ لعنت کرے! حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا تم نے پسح کہا۔ محمد بن حنفیہؓ نے کہا تو کیا میں اور تم صاحبِ عدل نیں ہیں؟ یحییٰ بن سعید الفزاری کے چھا بیان کرتے ہیں حضرت عائشہؓ کی جنگ میں جب ہم لڑائی کے لئے تیار ہو گئے تو حضرت علیؓ نے منادی کیا کہ کوئی شخص نہ تیر پہنچنے تو اپنے چلائے اور لڑائی سے ابتداء کرنا بکھر نہیں اور مہر رانی سے مقابل سے بات کرنا اور فرمایا جو شخص اس وقت ثابت قدم رہے گا وہ قیامت کے دن بھی ثابت قدم رہے گا۔ اسی طرح کھڑے کھڑے دن چڑھ گیا اور مقابلین نے شور بیجا اے عثمانؓ کے قاتلین! حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادہ محمد بن حنفیہؓ کو آواز دے کر لوچا یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے قریب اُک کہا امیر المؤمنین! یہ لوگ قاتلین عثمانؓ کہہ کر چلا رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اسٹر آج کے دن عثمانؓ کے قاتلوں کو کچھاڑ دے۔ انکی دعا مقبول ہوئی اور حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

ابن رشید کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ فرمایا ہے تھے داسٹ! اگر بنو امیہ چاہیں تو میں بنوہاشم میں سے پچاس نوجوان پیش کر سکتا ہوں جو اس بات کی قسم کھالیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو قتل نہیں کیا اور شاید یہ بھی کہا اور نہیں نے انکی اعانت کی اور نہیں میں ساتھ شرکیاں ہوں اور نہیں اس فعل سے راضی ہوں اور ابن سیرین سے آخر کے الفاظ بلاشک مردی ہیں۔

جس روز حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقع پیش آیا اس روز حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا یا۔ حضرت علیؓ جانا چاہتے تھے لیکن لوگ چمٹ گئے اور انکو رد کیا۔ حضرت علیؓ نے

اپنا سیاہ عمامہ گھایا اور کہا اے خدا کئے پاک امیں نہ انکے قتل سے راضی ہوں اور اسکا حکم کر رہا ہوں -

یومِ جل میں حضرت علیؓ نے فرمایا اے اللہ اقا تلین عثمان پنځران دنامزادی ناتیل فرمایا! ابن ابی سیلیاؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو احتجازیت کے پاس دیکھا وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے تکہ رہتے تھے، اے اللہ امیں عثمانؓ کے خون سے برسی ہوں۔ میں نے عبد الملک بن مروانؓ اسکا ذکر کیا تو اس نے کہا میر سخیاں میں بھی وہ برسی تھے۔

شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ جس روز حضرت عثمانؓ شہید ہوئے آپ نے محاصرہ کی تکلیف بھیگ کر ایک کھڑکی سے لوگوں کو زیکھا اور آواز دی اے اللہ کے بندوں اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ باندھے ہوئے ملوارثکا ہوئے کھڑ سئنکے۔ آپکے صاحبزادہ حضرت حسنؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے آگئے اور کچھ دیہا جرین اور انصار ساتھ تھے، حضرت عثمانؓ کے کھڑ سیخ اور محاصرین پر حملہ کر کے انہیکو کوڑی پسپنچا یا اور حضرت عثمانؓ کے پاس گئے۔ حضرت علیؓ نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے قبل ان فتنوں سے مطلع فرمادیا تھا۔ مجھے آپکے قتل کا انذیر ہے لہذا ہمیں بھی قتال کا حکم دیجئے۔ حضرت عثمانؓ فرمایا جو شخص اللہ اور رسول کا اور میرا کوئی حق سمجھتا ہو اس سے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے سبب سے کسی کا یا اپنا ایک چلو بھر گون نہ بیلے۔ حضرت علیؓ نے کہا امیر المؤمنین لوگ آپکو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان فتنوں کی خبر

دی تھی۔ دروازہ پر فتنہ کھڑا ہے آپ ہمیں قتال کا حکم دیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے جو بدریا
جو شخص خدا کا کوئی حق اپنے پر سمجھتا ہوا سے اس وقت اپنے کھربیٹھ جانا چاہئے۔
حضرت علیؑ وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے اے ائمہ! اتو جانتا ہے کہ ہم قتال سے
روک دیے گئے اتنے میں تباہی ہو گئی۔ حضرت علیؑ نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور
موذل پر مسح کیا اور مسجد میں گئے لوگوں نے عرض کیا الباخسن! نماز پڑھائی۔
حضرت علیؑ نے جواب دیا ایسی حالت میں کامام الحصور ہے میں نماز نہ پڑھاؤ گناہ بکر تھا
نماز پڑھوں گا اور تھا نماز پڑھ کر اپنے گھر لوٹ گئے۔ حضرت علیؑ کے صاحبزادہ محکم
لوگوں کے آئے اور کہا اے باپ! لوگ حضرت عثمانؓ کے گھر میں گھس گئے۔ حضرت علیؑ
نے کہا انہا شہادت ایلیہ راجعون! یہ لوگ انکو ضرور قتل کر دیں گے۔ لوگوں نے پوچھا الباخسن!
حضرت عثمانؓ کہاں ہونگے؟ حضرت علیؑ نے تین دفعہ کہا وادیہ! وہ جنت میں ہوں گے
کسی نے پوچھا اور قاتلین! آپ نے تین دفعہ فرمایا وہ دونوں خیز میں ہوں گے۔

حضرت عثمانؓؑ کی شہادت

حضرت سعید بن المسیتب سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓؑ خلیفہ ہوئے
تو چونکہ اپنی قوم کی محبت نامہ تھی اس لئے بعض صحابہؓ انہی خلافت سے خوش نہ تھے
حضرت عثمانؓؑ بارہ سال تک حاکم رہے۔ اکثر بنو امية کو امراء بنائے کر بھیتے جن کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہ ہوئی تھی اور ان سے وہ امور سرد ہوتے
تھے جنکو صحابہؓ ناپسند کرتے تھے اور حضرت عثمانؓؑ انہی میں خوش ہوتے تھے اور انکو
قصور دار نہ سمجھتے تھے۔ اخیر کے چھ سالوں میں اپنے چنان زاد بھائیوں کو ترجیح دیئے گئے

ادران کو اُمراء بنایا اور ہر کام میں اپنا شرکیٰ کیا اور عبد اللہ بن سعید بن سرح کو مصر کا حاکم بنایا۔ چند سال وہ حاکم رہے پھر اہل مصر حضرت عثمانؓ کے پاس انکی شکایت لے کر ان کے ظلم کی چارہ جوئی کے لئے آئے اور اس سے پہلے ہی سے حضرت عثمانؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمر بن یاسرؓ اور حضرت ابوذرؓ میں کچھ کشیدگی تھی۔ حضرت ابن مسعودؓ کی وجہ سے نہیں اور بنو زہرہ کے دل حضرت عثمانؓ سے صاف نہ تھا اور حضرت ابوذرؓ کی وجہ سے بخوبی اور انکے ہم عہد کے دلوں میں کدوڑت تھی اور حضرت عمرؓ کی وجہ سے بنو خزروم ناراض تھے جب اہل مصر نے حضرت عثمانؓ سے ابن ابی سرح کی شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے انکو خط لکھا اور تنبیہ کی اور ان میں سے روکا۔ ابن ابی سرح نے حضرت عثمانؓ کے سچم کی پرواہ نہ کی اور جو لوگ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تھے ان میں سے بعض کو مارا۔ اور جو اہل مصر حضرت عثمانؓ کے پاس فراہد لے کر گئے تھے انکو قتل کر دیا پس مصر نے سوادی بجا کر مدینہ آئے اور مسجد کے قریب مقیم ہوئے اور نماز کے اوقات میں ابن ابی سرح کے اس فعل کی صحابہ سے شکایت کی جس پر طلحہ بن عبد اللہ نے کھڑے ہو کر حضرت عثمانؓ سے سخت کلامی کی اور حضرت عائشہؓ نے کہلا کر صحابہؓ نے اس شخص کی معزولی کے متعلق تم سے کہا مگر تم نے انکا کر دیا۔ اب اس شخص نے ان میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہذا اپنے حال سے انکا حق دلائیے۔ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے (حضرت علیؓ سب سے زاید جرأۃ بولنے والے تھے) اور کہا یہ لوگ تم سے آدمی کے بدلا آدمی مانگتے ہیں۔ اور ابن ابی سرح کی طرف قتل کو منسوب کرتے ہیں لہذا آپ انکو معزول کر دیجئے اور فیصلہ کیجئے۔ اگر واقعی کتنی حق ان پر واجب ہوتا سکوانے دلائیے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا

کسی آدمی کو تجویز کرو جس کو انکھ جگہ حاکم بنانکر بھیجنوں۔ لوگوں نے محمد بن ابی بکرؓ کی طرف اشارہ کیا اور اہل مصر نے کہا کہ محمد بن ابی بکرؓ کو ہم پر حاکم بنادیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے چھڈلیا اور انکو حاکم بنادیا۔ محمد بن ابی بکرؓ روانہ ہوئے اور انکے ساتھ کچھ دیہا جو ان اور انصار بھی گئے تاکہ دیکھ سکے اہل مصر اورہا بن ابی سرخ میں کیا معاملہ پیش آتا ہے الجی تیسری منزل پر پہنچے ہوئے کہ ایک سیاہ غلام کو دیکھا جو اونٹ پر سوار تھا اور اسکو بہت مار رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی تلاش میں جاز ہا ہے یا کوئی اسکی تلاش کو اڑ رہا ہے۔ لوگوں نے اس غلام سے پوچھا کیا معاملہ ہے بھاگ کر جا رہے ہو یا کسی کی تلاش ہے؟ غلام نے جواب دیا میں امیر المؤمنین کا نوکر ہوں امیر مصر کے پاس بھیجا ہے، ایک شخص نے کہا امیر مصر ہمارے ساتھ ہیں۔ غلام نے جواب دیا میں اس امیر مصر کے پاس نہیں جا رہا۔ محمد بن ابی بکرؓ کو اسکی اطلاع دی گئی انہوں نے چند آدمیوں کو اس کے پیچے دوڑایا وہ اسکو پکڑ کر لائے۔ محمدؓ نے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ وہ شخص ہمانے کرنے لگا کبھی کہتا کہ امیر المؤمنین کا غلام ہوں اور کبھی کہتا کہ حضرت معاویہؓ کا غلام ہوں حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص نے پہچان لیا کہ یہ حضرت عثمانؓ کا غلام ہے۔ محمدؓ نے پوچھا تمہیں کس کے پاس بھیجا ہے۔ غلام نے جواب دیا امیر مصر کے پاس۔ محمدؓ نے پوچھا کیا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ غلام نے جواب دیا ایک خط دیا ہے۔ محمدؓ نے پوچھا، تمہارے پاس خط ہے؟ غلام نے جواب دیا "�ہیں"۔ لوگوں نے غلام کی تلاشی لی لیکن خط نہ ملا اس کے پاس ایک مشکل تھا جو سوکھ گیا تھا، اس میں کوئی چیز کھٹکھڑا تی تھی اسکو ہلاکر نکالنا چاہا جب نکلی تو اسکو پھاڑا، اس میں سے حضرت عثمانؓ کا عبد اللہ بن ابی سرخ کے نام خط نکلا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے نماج در انصار رفتہ کو جمع کیا اور

انکے سامنے خط کھولا اس میں لکھا تھا جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکر اور فلان غلبہ شخص آئیں تو انکو حیدر سے قتل کر دیا اور میرے خط کو لغو سمجھنا اور جب تک میرا کو حکم آئے اپنے کام پر رہنا اور جو شخص میرے پاس تھا رے ظلم کی فریاد کو آئے اس کو قید کر لینا اور قریب ہی انشاء اللہ میرا دوسرا حکم تمہارے پاس پہنچ گا۔ خط پڑھ کر سب گھبر گئے اور ڈر گئے اور مدینہ واپس ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر نے اس خط پر حاضرین کی فرسن لگا کر ایک شخص کے حوالہ کر دیا جب مدینہ پہنچ تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی، حضرت سعد اور دیگر صحابہ کو جمع کیا اور انکے سامنے خط کھولا اور غلام کا واقعہ سنایا۔ اسکو پڑھ کر مدینہ کا ہر فرد حضرت عثمان سے بگڑ گیا اور لوگ حضرة عبدالعزیز بن سعود، حضرة الوزیر اور حضرت عمار کی وجہ سے ناراض تھے انکا خصہ اور بھی بڑھ گیا۔ تمام صحابہ اٹھ کر اپنے گھر پڑے گئے اور اس خط کی وجہ سے سب لوگ معموم تھے اور لوگوں نے حضرت عثمان کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر نے بنو تمیم کو جمع کر لیا اور حضرت طلحہ نے بھی انکو مددی اور حضرت عائشہ بھی اکثر حضرت عثمان پاکستی تھیں۔ جب حضرت علی نے یہ دیکھا تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عمار اور دیگر صحابہ کو بلایا جو جنگ بدھ میں سول مصلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکیت تھے۔ اور کتاب اور اونٹ کو لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے۔ حضرت علی نے حضرت عثمان سے پوچھا یہ تمہارا غلام ہے ہے حضرت عثمان نے جواب بیاں کیا۔ حضرت علی نے پوچھا یہ اونٹ تمہارا ہے؟ حضرت عثمان نے جواب بیاں کیا۔ حضرت علی نے پوچھا یہ خطنم نے لکھا ہے؟ حضرت عثمان نے جواب بیانیں اور رقم کھانی کہ ذمیں نے اسکو لکھا ہے اور نہ کسی سے تکمولیا اور نہ مجھے اس کی خبر حضرت علی

نے پوچھا یہ نہ تھا ہماری ہے۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا تم سارا غلام تم سارا اونٹ لے کر ایک خط لے جائے جس پر تمہاری نہر ہو اور تمہیں اسکا علم نہ ہو۔

حضرت عثمانؓ نے قسم کھاتی کہ نہیں نے یہ خط لکھا اور نہ لکھوا یا اور نہ اب غلام کم

صیحجا۔

لوگوں نے خط تو پہچان لیا وہ مروان کا لکھا ہوا تھا لیکن حضرت عثمانؓ کے متعلق متعدد تھے پھر حضرت عثمانؓ سے کہا کہ مروان کو انکے حوالہ کر دیں۔ مروان حضرت عثمانؓ کے پاس انکے گھر میں تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اس سے انکار کیا اور صحابہؓ غرضہ میں اٹھ کر چل گئے۔ صحابہؓ جانتے تھے کہ حضرت عثمانؓ جبوٹی قسم نہیں کھا سکتے۔ یہ کن عوام انسان کہتے تھے ہم انسین اسوقت بری سمجھیں گے جب یہ مروان کو حوالہ کر دیں گے ناکہ ہم تحقیق کر کے خط کا پتہ چلا میں کہ جو شخص مجرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ ہے بغیر کسی جرم کے اسکے قتل کا حکم کیسے دیا۔ اگر حضرت عثمانؓ نے یہ لکھا ہے تو انکو محزول کر دیں گے اور اگر مروان نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے لکھا ہے تو انکا معاملہ ہم پر چوڑ دیں۔ اور حضرت عثمانؓ کو مروان کے قتل کا اندیشہ تھا لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا اور پانی و خیر و بند کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو کھڑکی سے جانکا اور کہا کیا تم میں علیؓ بھی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں۔ پھر پوچھا تم میں سعدؓ بھی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا کوئی ایسا نہیں کہ علیؓ سے کہہ دے کہ ہمیں پانی پلا دیں۔ جب حضرت علیؓ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے تین مشکنے سے پانی سے بھر کر جیسے ہمیشہ جایا کرتے تھے بجاؤ۔

جس کے سبب کچھ لوگ بنوہا شم اور کچھ بنوامیت کے زخمی ہوئے اور مشکل حضرت عثمانؓ تک پانی پسخا۔

جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ لوگ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا
ہم صرف مردان کو چاہتے ہیں، حضرت عثمانؓ کو قتل کرنا مقصود نہیں۔ اور حسنؓ فیضؓ
سے کہا اپنی تواریخ لے کر جادو حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر کھڑے ہو جانا اور کسی کو اندر
نہ جانے دینا۔ اور حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے صاحبزادہ کو بھیجا اور حضرت طلحہؓ نے بادل خواستہ
اپنے صاحبزادہ کو بھیجا اور متعدد صحابہؓ نے اپنے لڑکوں کو بھیجا تاکہ لوگوں کو اندر نہ جانے
دیں اور مردان کا مطالبه کرتے رہیں۔ ادھر لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر پتھر پھینکنے شروع
کئے جس خون آلوہ ہوئے۔ مردان گھر میں تھا اسکو نخم پسخے اور محمد بن طلحہؓ نے خون
میں رنگ گئے۔ حضرت علیؓ کا خلام قہیر زخمی ہو گیا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے جب یہ دیکھا
انکو خوف ہوا کہ اگر بنوہا شم نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا یہ حال دیکھ لیا تو وہ
غصبہ کا ہو جائیں گے اور ایک قلنہ کھڑا ہو جائیگا اور دو ادمیوں کا ہاتھ پکڑ کر کہا
اگر بنوہا شم آئے اور انہوں نے حضرت حسنؓ کے چہرے پر خون دیکھا تو عثمانؓ کے پاس سے
لوگوں کو ہٹا دیں گے اور ہمارے ارادے باطل ہو جائیں گے۔ اب تم میر ساتھ چلو تاکہ
فلان الفارسی کے گھر میں سے دیوار پر سے چڑھ کر اندر پسخ جائیں۔ یہ اسی طرح حضرت
عثمانؓ تک پسخ گئے اور کسی کو خبر نہ ہوئی اس لئے کہ حضرت عثمانؓ کے حامی سب
چھت پر تھے۔ ان کے پاس صرف انکی بیوی تھیں۔ محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے ساتھیوں
سے کہا تم یہیں ٹھہر جاؤ انکے پاس انکی بیوی بھی تھیں جب میں انکو پکڑ لوں تو تم
ایک دم پسخ کر قتل کر دینا۔ محمد بن ابی بکرؓ اندر گئے اور حضرت عثمانؓ کی دارالحصہ کو پکڑ لیا

حضرت عثمان نے فرمایا دا اللہ! اگر تم سارے باب پ تین اس طرح سیر ساتھ دیکھتے قرار نکو برا معلوم ہوتا۔ یہ سُن کر محمد بن ابی بکر کے دونوں ہاتھ چھپٹ گئے اور وہ بعنی شخص اچانک آئے اور آپ کو قتل کر کے جس راستے سے آئے تھے وہی سے بجاگ گئے۔

حضرت عثمان کے گھر میں سے چلا بیس لیکن شور کے سبب کوئی سُن نہ سکا پھر اور پر چڑھ کر کہا امیر المؤمنین قتل ہو گئے حضرت حسن اور حضرت حسینؑ مع اپنے رفقاء کے اندر گئے۔ جب حضرت عثمانؓ کو مذبوح پایا تو روتے ہوئے حضرت عثمانؓ پر گر پر پر پھر یہ لوگ گھر سے نکلے اور کچھ لوگ اندر گئے تو حضرت عثمانؓ کو مقتول پایا حضرت علیؑ، حضرت طلحہؓ، حضرت ذبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو اور دیگر اہل مدینہ کو خبر ہوئی تو وہ اس خبر سے بڑھا س ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کے پاس آئے انکو مقتول دیکھ کر انا اللہ دا اتا الی راجعون کہا۔

حضرت علیؑ نے اپنے صاحبزادوں سے کہا تم ساری موجودگی میں امیر المؤمنینؓ کیسے قتل ہوتے ہی اور حضرت حسنؓ کے چھپت مارا اور حضرت حسینؑ کے سینہ میں مارا اور محمد بن طلحہؓ کو گالی دی اور عبد اللہ بن زبیرؓ کو لعنت کی۔ حضرت علیؑ شخصہ میں بھرے ہوئے نکلے۔ انکا خیال تھا کہ یہ قتل حضرت طلحہؓ کے اشارہ سے ہوا۔ راستے میں حضرت طلحہؓ کے اہم کہنے لگے ابو الحسن ابکیا ہوا حسن و حسینؑ کو کیوں مارا؟ تجھ پر خدا کی لحت ابھی سب شیک ہو جائیگا۔ امیر المؤمنینؓ جو اصحاب بد رستے تھے بے گواہ اور بد دلیں قتل کئے جائیں۔

حضرت طلحہؓ نے کہا اگر حضرت عثمانؓ مردان کو حوالہ کر دیتے تو کیوں قتل ہوتے۔

حضرت علیؑ نے کہا اگر مردان کو تم سارے حوالہ کر دیتے تو بلا کسی شوت کے مردان قتل کر دیا جاتا۔

حضرت علیؑ دہائے اپنے گھر پہنچنے لگ آپکے پاس گھر آئے۔ سب کی رائے تھی حضرت علیؑ امیر المؤمنین ہوں اور عرض کیا ہا تھر طھائیے آپ احتیٰ ہیں، ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا یہ معاملہ تمہارے اختیارات میں نہیں بلکہ صحابہ بدیرتین کے ہاتھ میں ہے جس پر وہ راضی ہو جائیں گے وہی خلیفہ ہو گا اصحاب بدیرتین سے ہر ایک حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا کوئی تم سے احتیٰ نہیں لہذا ہاتھ لایے تاکہ بیعت کریں۔ حضرت علیؑ نے کہا طلحہ اور زبیرؓ کماں ہیں؟ اول زبانی حضرت طلحہ نے بیعت کی۔ اور ہاتھ پر اول حضرت سعدؓ نے بیعت کی۔ حضرت علیؑ نے جب یہ دیکھا تو مسجد میں گئے اور منبر پر چڑھے۔ اول حضرت طلحہؓ منبر پر چڑھے اور بیعت کی انکی انگلیاں شل تھیں۔ حضرت علیؑ نے اس سے بد فالی ای اور کہا اگر یہ کٹھہ جاتے تو اچھا تھا۔ پھر حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ اور دیگر صحابہؓ نے بیعت کی اسکے بعد حضرت علیؑ منبر سے اترے اور لوگوں کو بدل دیا اور مردان کو تلاش کیا۔ بجاگ گیا پھر مردان کے لذکوں اور ابین ابی محیط کو بدل دیا وہ بھی بجاگ گئے۔ حضرت عالیش رو قی ہوئی نکلیں اور کستی تھیں عثمانؓ! خدا تم سے راضی ہو حضرت عمار بن یاسرؓ نے ان سے کہا کل تو تم حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکا رہی تھیں آج انکو رو رہی ہو۔

حضرت علیؑ حضرت عثمانؓ کی بیوی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا حضرت عثمانؓ کو کس نے قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں دو شخص اندر آئے جنکو میں نہیں جانتی البتہ صورت پچان سکتی ہوں۔ ان کے ساتھ محمد بن ابی بکرؓ بھی تھے اور حضرت علیؑ اور مجمع کو محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا وہ سنایا۔

حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کو بلالا اور جو کچھ انسوں نے ذکر کیا تھا اسکے متعلق پوچھا
محمد بن ابی بکرؓ نے جواب دیا واللہ! انسوں نے جھوٹ ڈالنیں بولا۔ میں قتل کے ارادہ سے
گھر میں گیا لیکن جب انسوں نے میرے پا کا ذکر کیا تو میں ہست گیا میں تو کچھ کہا
واللہ را نہ میں نے انکو قتل کیا اور نہ قتل کے وقت پکڑا۔ حضرت عثمانؓ کے گھر میں سے بولیں
یہ سچ کہا لیکن یہی ان کو اندر لے کر آیا تھا۔

اب الحسن الصارمیؓ سے مردی ہے کہ جب لوگ شہادت عثمانؓ کے دن
حضرت عثمانؓ پر داخل ہوئے تو میں گھبرا کر گھر سے نکلا اور مسجد کے قریب سے گزرا تو
ایک شخص کو سور توں والے سائبان میں بیٹھے ہوئے دیکھا جس نے سیاہ ہماہنگ
رکھا تھا اور اس کے گرد تقریباً دس آدمی اور بیٹھے تھے۔ جب قریب ہوا تو وہ حضرت
علیؑ تھے آپ نے پوچھا اس شخص نے (حضرت عثمانؓ نے) کیا کیا؟ میں نے جواب دیا
وہ مقتل ہو گئے آپ نے فرمایا قاتلین کے لئے ابد الہاذکہ ہلاکت اور بر بادی ہو۔

حضرت علیؑ سے مرسومی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنا خلیفہ متعدد نہیں فرمایا

جب حضرت علیؑ کو ذتریفی لے گئے تو قیس بن عباد وغیرہ آپکے پاس آئے
اور کہا کہ آپ ہمیں اپنے سفر سے مطلع کیجئے کہ آپ والی بنانا چاہتے ہیں اور لوگ
آپس میں لٹکر رہے ہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کوئی عہد کیا تھا،
اگر کوئی عہد کیا ہو تو فرمائیے آپ قابلِ اعتماد ہیں اور روایت میں مامون ہیں؟

حضرت علیؐ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی سعد و پیمان میرے پاس نہیں ہے جب سب سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کذب منسوب نہ کر دنگا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی عہد ہے تو میں بتوتمیم کے بھائی اور عکس بن الخطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر نہ چڑھنے دیتا مکہ اگر میرے پاس اس چادر کے سوا کچھ مال نہ ہوتا تب بھی ان سے قتال کرتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ مقتول ہوئے اور نہ اپنے آپ کا دصال ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ چڑھنے شہب و روزہ بیمار رہے ان ایام میں موذن اپنی خدمت میں حاضر ہو کر نماز کی اطلاع کرتا اور آپ میرے موجود ہوتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے فرماتے بلکہ بعض ازدواجِ مطہرات نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابو بکرؓ کی امامت سے روکیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمایا اور نماض ہوئے اور فرمایا تم بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی سعوت توں کی طرح پریشان کرتی ہو یا انکی طرح دل میں کچھ رکعتی ہو اور ظاہر کیوں کرتی ہو؟ ابو بکرؓ کو حکم کرو کہ نماز پڑھائیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دصال ہوا تو ہم نے اپنے معاملہ میں خود کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا انکو اپنی دُنیا کے لئے چھانٹ لیا۔ نماز کا اسلام میں بڑا درجہ ہے اور نماز دین کا ستون ہے۔ ہم نے حضرت ابو بکرؓ سے بیست کی دل کا حصہ کے اہل بھی تھے انکی خلافت میں کوئی اختلاف وغیرہ نہیں ہوا۔ بعض نے بعض پہ گواہی دی اور بُکسی نے ان سے بُأْت کی یہیں

حضرۃ ابو بکرؓ کا حق ادا کیا اور ان کی اطاعت کی اور انکے ساتھ لشکر میں مل کر جہاد کیا، انہوں نے جب کچھ عطا فرمایا تو لے لیا اور جب جہاد کے لئے فرمایا تو جہاد کیا انکے سامنے اپنے کوڑے سے صد و دو قائم کرتا تھا۔ جب حضرۃ ابو بکرؓ کا وصال ہوا تو انہوں نے حضرۃ عمرؓ کو خلیفہ بنایا حضرۃ عمرؓ نے اپنے صاحب کے طریقے کو پکڑا اور اپنے علم کے مطابق کیا۔ ہم نے حضرۃ عمرؓ سے بیعت کی۔ انکی بھی خلافت میں نہ کوئی سمجھ گڑا ہوا اور نہ اختلاف ہوا۔

میں نے حضرۃ عمرؓ کے سامنے انکے حقوق گو پورا کیا اور انکی اطاعت کی اور انکے ہمراہ لشکر میں مل کر جہاد کیا، انہوں نے اگر کچھ دیا تو لے لیا اور جب جہاد کے لئے فرمایا جہاد کیا اور اپنے کوڑے سے انکے سامنے صد و دو قائم کیں جب انکا بھی وصال ہو گیا تو میرے دل میں اپنی قرابتِ رسول اور سبقتِ اسلام اور افضلیت کا خیال آیا۔ مجھے خیال تھا کہ حضرۃ عمرؓ میرے ساتھ انصاف ذکریں گے (اور کسی اور کو خلیفہ کرنے نہ گے) لیکن انکو اندیشہ ہوا کہ اگر انکے مقرر کردہ خلیفہ نے دین کے مطابق ذکر کیا تو انکو قبر میں اسکا تسلیم ہے بلکہ تپڑیکا اسلئے انہوں نے اپنے کو اور اپنے صاحبزادہ کو اس سے نکال لیا۔ اگر انکا مقصد نما انصافی ہے تو اپنے صاحبزادہ کو ترجیح دیتے لیکن وہ قریش کے چھاؤ میوں کے حوالہ کر کے جن میں سے ایک میں ہوں خود بری ہو گئے۔ جب مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تو میرے دل میں اپنی قرابتِ رسول اور سبقتِ اسلام اور افضلیت کا خیال آیا۔ مجھے ان لوگوں سے بھی انصاف کی ایسید نہ تھی۔ حضرۃ عبد الرحمنؓ نے ہم سے عہد و پیمان لیا کہ جس کو حق تعالیٰ حاکم بنائے ہم اسکی اطاعت کریں پھر میرا ہاتھ پکڑا اور اپنا ہاتھ میرا ہاتھ پر مارا لیکن میری اطاعت

میری بیت پر بیعت لے گئی اور مجہد سے دوسری الٹا کے لئے عہد لیا گیا تھا۔
 ہم غیر حضرت عثمانؓ سے بیعت کی اور انکے حق کو پورا کیا اور انکی الٹت کو حق سمجھا۔
 اور انکے ہمراہ ان کے شکر میں جماد کیا۔ جب اشوف نے دیا لے ٹھیا اور جب
 جماد کے لئے کہا تو جماد کیا اور انکے سامنے بھی میں اپنے کوڑے سے حدود قائم
 کرتا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو میں نے پھر اپنے معاملہ میں غور کیا
 تو دیکھا کہ وہ دو خلیفہ بن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد تھا (حضرت ابو بکرؓ
 سے انماز پڑھوا کر (حضرت عمرؓ سے بواسطہ حضرت ابو بکرؓ کے) وہ دونوں تشریف
 لے گئے اور پھر حضرت عثمانؓ بن ہجج سے میں نے عہد کیا تھا وہ بھی شہید ہو گئے اور اہل حرمین
 اور ان دو شہروالوں نے مجہد سے بیعت کی (اسکے بعد مردی ہے) اب معاویہ
 بن ابی سفیان اہل شام کو لیکر مجہد سے قتال کے لئے آیا ہے۔ واللہ! میں اس سے
 احت ہوں۔ میں بھاگریں میں ہوں اور یہ ان لوگوں میں ہے جو فتح مکہ میں آزاد
 کئے گئے تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتہ دار ہوں اور حضور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور یہ خود بھی آزاد شدہ قیدی ہے اور اسکا
 باپ بھی آزاد شدہ قیدی تھا۔ واللہ! میں اس سے احت ہوں۔

اشوف نے عرض کیا اے ابوالحسن! تم پچھے اور نیک ہو تم نے دلیل بیان کی
 اور ثابت کر دیا۔ واللہ! تم معاویہ سے احت ہو۔

حمرہ بن زونڈی سے مردی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میری، تماری اور
 حضرت عثمانؓ کی مثال تین بیل جیسی ہے جو ایک چراگاہ میں رہتے تھے ایک غیر مقا

اور دوسرا سیاڑہ تیسرا سرخ اور انکے ساتھ اسی چڑاگاہ میں ایک شپر بھی رہتا تھا انکے اجتماع کے باعث شیر کا ان پر قابو نہ چلتا تھا۔ ایک روز شیر نے سیاہ بیل اور سرخ بیل سے کہا اس سفید بیل کا رنگ مشور ہے اس کی وجہ سے ہمارا پتہ چل جاتا ہے اگر مجھے اجازت دو تو میں اسکو کھالوں پھر چڑاگاہ میسرا اور تہارے لئے خالی ہو جائیگی اور ہم اس میں عیش کریں گے۔ انسوں نے جواب دیا تمہیں اختیار کھالوں پھر روز بعد شیر نے سرخ بیل سے کہا میرا اور تمہارا رنگ شہر نہیں اس سیاہ بیل کا رنگ مشہور ہے اسکی وجہ سے ہمارا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں اسکو کھالوں۔ اس نے جواب دیا تمہیں اختیار ہے کھالوں۔ پھر کچھ روز بعد شیر نے اس سے کہا میں مجھے کھانے والا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے اس قدر مہلت دو کہ میں تین آواز دوں۔ شیر نے کہا اچھا آواز دو۔ سرخ بیل نے تین دفعہ چلا کر کہا۔ سمجھو جس دن سفید بیل کو کھایا گویا مجھے بھی اسی دن کھالیاتھا حضرۃ علیؓ کتے تھے سمجھو لو کہ میں بھی اسی دن ضعیف اور کمزور ہو چکا جوں حضرۃ عثمانؓ شمید ہوئے۔

حضرۃ علیؓ نے فرمایا تم نے مجھے اور حضرۃ ابو بکرؓ کو سیاہ سمجھا میں نے اسکو تسلیم کیا۔ تم نے مجھے اور حضرۃ عمرؓ کو ایک درجہ میں سمجھا میں نے اسکو قبل کیا تم نے مجھے اور حضرۃ عثمانؓ کو ایک درجہ میں سمجھا میں نے اسکو تسلیم کیا۔ اب تم مجھے اور معاویہؓ کو ایک درجہ میں شمار کرتے ہو۔

حضرۃ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس تکلیف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا حضرۃ علیؓ حصہ صلی اللہ علیہ وسلم اکہ وسلم کے پاس سے باہر آئے تو لوگوں نے پوچھا

ابوالحسن ا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کیسے رہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا جبکہ اللہ اچھے رہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیکر تھیں معلوم ہے کہ تم دو تین روز بعد لاٹھی کے غلام بنتے والے ہو (یعنی لوگوں میں تمہاری کوئی عزت نہیں ہو گی) واللہ میر اگرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی مرض میں دمال ہو گا اور مجھ کو بنو عبدالمطلب کے لئے موت نظر آئی ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ خلافت کن میں ہو گی؟ اگر ہم میں ہو گی تو ہمیں معلوم ہو جائیگا اور اگر دوسروں میں ہو گی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو ہمارے متعلق وصیت فرمادیں گے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور آپ نے ہم کے روک دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے۔ واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز نہ پوچھوں گا۔

حضرت عمر حضرت علیؓ سے ملے اور فرمایا تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو والی بنایا تھا؟ حضرت علیؓ نے کہا اگر ایسا ہو تو تم اور تمہارا ساتھی کیا کرو گے؟ حضرت عمر نے فرمایا میر ساتھی تو تشریف لے گئے لیکن میں واللہ! یہ دبال اپنی گردن سے بکال کر تمہاری گردن میں ڈال دوں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جاؤ کو خلافت سے ہٹائے خدا اسکو مہلک کرے!

حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا آپ اپنا خلیفہ کیوں نہیں بناتے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں خلیفہ نہ بناؤں گا اور تمہیں ایسا ہی چور ڈونگا، جیسا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

یعنی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلیفہ نہیں بنایا ہے ہی میں بھی خلیفہ نہیں بناؤں گا۔

مردی ہے کہ حضرت علیؓ سنبھر پڑھ رہے اور فرمایا اس ذات پاک کی قسم اب جسے دانہ کو شست کیا اور ہر ذمی عرض کو پیدا کیا، یہ ان سخون آلوں ہونگے۔ لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنینؑ ابھیں بتا دیجئے تاکہ اسکو ادا سکے کہنے کو اپنے قبضہ میں کر لیں حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ جو شخص میرا قاتل مقدر ہو چکا وہ ضرور مجھے قتل کرے گا۔ لوگوں نے کہا کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہیں اس ذات پاک کے بھروسہ چھوڑتا ہوں جس کے بھروسہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں چھوڑتا ہے۔ لوگوں نے کہ۔ آپ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ حضرت علیؓ نے کہا کیا مجھے میرے پروردگار سے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا اے پروردگار! اجب تک مصلحت سمجھا مجھے زندہ رکھا اور جب مصلحت سمجھا مجھے اٹھالیا اب مجھ سے زائد تم انکے حال کو جانتے ہو، اگرچا ہوا انکی اصلاح کر دو اور اگرچا ہو انکو گراہ کر دو۔ اور بعض روایت میں ہے کہ میں خلیفہ نہ بناؤں گا بلکہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھوڑا تھا ویسے ہی میں تم کو چھوڑ دیں گا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ کسی کو ہم پر خلیفہ بنادیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر حق تعالیٰ تمہارے اندر خیر کی صلاحیت دیکھیں گے تو کسی بہتر شخص کو تم پر خلیفہ بنادیں گے۔ حق تعالیٰ نے ہمارے اندر خیر یا فی توحضۃ ابو بکر کو ہم پر خلیفہ بنادیا ۔ ۰

رسول اللہ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا

حضرۃ خلیفہ سے مردی ہے کہ صحابہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ نے کسی کو ہم پر خلیفہ بنادیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں نے کسی کو خلیفہ بنایا تو تم نے اسکی نافرمانی کی تو عذاب نازل ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کیا ہم حضرۃ عمرؓ کو خلیفہ بنالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم نے انکو خلیفہ بنایا تو انکو دین میں قوی اور بدن میں ضعیف اور کمزور پاؤ گے۔ صحابہ نے عرض کیا کیا ہم حضرۃ عمرؓ کو خلیفہ بنالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم نے انکو خلیفہ بنایا تو دین میں انکو قوی پاؤ گے اور بدن میں بھی۔ صحابہ نے عرض کیا کیا حضرۃ علیؓ کو خلیفہ بنالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر انکو خلیفہ بنایا تو یہ صاحب ہدایت ہیں اور ہدایت پر چلا میں گے اور تمہیں راست پر رکھیں گے اور بعض کلماتِ خیر ارشاد فرمائے۔

طلوبِ معرف کتے ہیں کہ میں نے ابنِ ابی اوفیؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی وصیت کی تھی؟ ابنِ ابی اوفیؓ نے جواب بیانیں میں نے کہا پھر مسلمانوں کے لئے وصیت کیسے ضروری ہے؟ ابنِ ابی اوفیؓ نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب اللہ پر عمل کی وصیت کی تھی اسکے علاوہ اور کوئی وصیت نہیں کی۔ حضرۃ عمرؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ حضرۃ عمرؓ سے عرض کیا گیا کہ آپ خلیفہ بنایجئے تو آپ نے فرمایا

کیا حیات و ممات دونوں حالت میں یہ بوجہ اٹھاؤں اگر میں تم کو بغیر خلیفہ کچھ چھوڑوں تو مجھ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں بغیر خلیفہ چھوڑا تھا اور الگ خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر فی خلیفہ بنایا ہے۔

حاضرین نے انکی مدح کی تو فرمایا میں راغب بھی ہوں اور خالق بھی۔

میں چاہتا ہوں تمہارا معاملہ برابر طے ہو جائے نہ کچھ مجھے طے اور نہ کچھ میرزا مہر میرزا
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا "اگر میں تم کو بغیر خلیفہ
چھوڑوں تو مجھ سے بہتر نے تمہیں بے خلیفہ چھوڑا ہے تو میں سمجھ گیا کہ حضرت عمرؓ
خلیفہ نہ بنائیں گے۔

خلافت میں ہشوں

حضرت علیؑ سے مردی ہے کہ میں نے بارگاونبوی یہی عرض کیا یا رسول اللہ
آپکے بعد ایسا امر پیش آئے والا ہے جس کے متعلق شریعت قرآن میں حکم ہے اور نہ آپ سے
کچھ سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عبادت گذار مومنوں کو جمیع کرکے
مشورہ کر لینا، اور ایک شخص کی رائے پر فیصلہ کرنا۔

وہ احادیث جو خلفاء اور راجحہ کے فضائل میں

حضرت علیؑ سے مردی ہیں

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہلت تعالیٰ ابو بکر شریف رحمہ فرمادیں
مجھ سے اپنی لڑکی کا نکاح کیا اور بلالؓ کو اپنے مال سے آزاد کیا اور مدینہ تک کئے گئے

جیسے سواری دی۔

حق تعالیٰ عمر پر رحم فرمادیں حق بات کہتا ہے الگ چکڑی ہو۔

حق تعالیٰ عثمان پر رحم فرمادیں اس سے ملائکۃ اللہ حیا کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ علی پر رحم فرمادیں حق تعالیٰ حق کو انکے ساتھ رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے قبل ہی مجھ سے یہ راز فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر خلیفہ ہونگے اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ اور یہیں بھی غنقریب ہی خلیفہ ہونگا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے علیؑ حق تعالیٰ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے کہ ابو بکرؓ کو والی اور عمرؓ کو وزیر اور عثمانؓ کو معتمد اور رجہؓ کو مدعاوں۔ تم چاروں سے حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں عہد لیا ہے، جو شخص مومن ہوگا وہ تم سے محبت کریگا اور جو فاجر و بدکار ہوگا وہ تم سے بُغض ہے۔ کچھ کام تم چاروں میری بنتوں کے خلیفہ ہوا اور میری سنت کو مضبوط کرنے والے ہو اور میری طرف سے امت کے راہب رہو، تم آپس میں قطع تعلقات نہ کرنا اور ایک دوسرے کو نہ بُجلانا اور آپس میں حشمت پوشی اور درگزیر سے کام لینا یا آپس میں ایک دوسرے کے لئے دعائے مغفرت کرنا۔

حضرت جابرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ میرے وزیر ہیں اور میرے بعد امت کو سننجالیں گے اور میرے دوست ہیں جو گویا میری زبان سے بولتے ہیں اور عثمانؓ میرے ہیں اور علیؑ

میرا بھائی اور میرا علمبزار ہے ۔

مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو بکرؓ
میرے بعد جب تم خلیفہ ہو گے تو کیا کرو گے ہے حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا یا رسول اللہؐ
میں تولیہ سے پسلے مرچپون گا ۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمرؓ! تم کیا کرو گے ہے
حضرت عمرؓ نے جواب دیا میں اس وقت ہلاک ہو جاؤں گا ۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عثمانؓ! تم کیا کرو گے ہے
حضرت عثمانؓ نے جواب دیا میں کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور تقسیم کروں گا اور ظلم نہیں
کروں گا ۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علیؓ! تم کیا کرو گے ہے
حضرت علیؓ نے جواب دیا کم روز میں کھاؤں گا اور کم بولوں گا اور کبھو تقسیم کروں گا اور
جاحت کی حاجیت کروں گا ریا چنگاری بھاؤں گا ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس تھا۔ حضرت ابو بکرؓ
اور حضرت عمرؓ کا ذکر آیا تو حضرت علیؓ نے کہا اے قوم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے اصحابؓ سے انجان نہ بخو۔ حق تعالیٰ نے خلافت کی ابتداء حضرت ابو بکرؓ سے
کی پھر حضرت عمرؓ سے پھر حضرت عثمانؓ سے ۔

حَدِيثُ سَفِينَةٍ

حضرت سفینۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا
میری امت میں تیس سال خلافت رہے گی اسکے بعد سلطنت ہو جائے گی ۔

حضرت محمدؐ گہتے ہیں کہ حضرت سفینۃؓ نے مجھ سے فرمایا کہ حساب لگاؤ۔ میں نے
حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کو شمار کیا تو پورے
تیس سال ہوئے ۔

اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت سفینۃؓ نے فرمایا شمار کرو دو سال حضروں کو
کے اور دس سال حضروں کے اور بارہ سال حضرت عثمانؓ کے اور چھ سال حضروں کے

خُلَفَاءِ رَاسِدِينَ كَمْ تَعْلَمُ إِلَّا بَيْتُكَ يَا وَالْ

حضرت حسینؓ کے صاحبزادہ حضرت علیؓ سے کسی نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ
کے متعلق پوچھا اور کہا کہ ان دونوں کی دریبوی میں کیا قدر و منزلت تھی؟
حضرت علی بن حسینؓ نے جواب دیا جو آج ہے کہ دونوں حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس لیتے ہیں ۔

حضرۃ عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں ایک شخص حاضر کیا گیا جو حضرۃ ابو بکر
اور حضرۃ عمرؓ کو گالی دیتا تھا۔ حضرۃ عمر بن عبد العزیز نے اسکے متعلق مشورہ کیا۔
بعض نے کہا کہ اسکو قتل کر دیا جائے اور بعض نے مشورہ دیا کہ اس پر روحہ قائم
کی جائیں۔ حضرۃ عمر بن عبد العزیز نے اسکو حضرۃ علی بن حسینؓ کے پاس بیج دیا۔
انہوں نے فرمایا نبی کے علاوہ کسی دوسرے کو گالی دیتے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا
لیکن میرے اختیال ہے کہ اسکو حمد لگا کر اس کے منہ پر بندھن باندھ دیا جائے۔

حضرۃ علی بن حسینؓ سے مردی ہے کہ عراق کے بعض لوگ میرے پاس آئے۔
اور حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ کے متعلق کچھ کہنے لگے پھر حضرۃ عثمانؓ کے بھیچے پڑے اور
کوئی بُرا فی نہ چھوڑی۔ میرے ان سے پوچھا کیا تم ان مہاجرین اولین سے ہو جنکے متعلق
حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اللَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَتَعَذَّلُونَ
فضلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا إِلَّا هُوَ الَّذِينَ نَفَرُوا إِلَلَهَ وَإِلَيْهِ يَرْجُونَ
کیا تم ان لوگوں میں ہو جن کا اس آیت میں ذکر ہے الَّذِينَ تَبَوَّأُوا إِلَلَهَ وَ
الْأَيْمَانَ مِنْ قَبْدِعْمَدِ الْخَانوں نے جواب دیا نہیں۔ میرے کہا دلوں فرق
سے ہونے کی تم نے خود برات ظاہر کر دی اسکی میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان
لوگوں میں نہیں ہو جن کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا ہے الَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ
لَيَقُولُوا إِنَّا أَغْفِرْ لَنَا وَلَا خَوَابِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْأَيْمَانِ
خدا تمیں غارت کرے میرے پاس سے نکل جاؤ۔

حضرۃ جعفر بن محمد سے مردی ہے کہ میرے باپ اور دادا حضرۃ ابو بکرؓ اور
حضرۃ عمرؓ کو دوست رکھتے تھے اور ان پر تبراز کرتے تھے

حضرۃ جعفرؑ نے فرمایا یہ حضرات بمنزہِ باپ کے ہیں پھر ان ہے کیسے محبت نہ ہو جو یہ تقریر سے کہے اس پر خدا کی لعنت ہو۔

حضرۃ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرماتے کہ انصار کی ایک عورت میرے پاس آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امن میں دیکھوں گی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ڈھوننے کا وہ نیک۔ حضرۃ عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی اطلاع کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس سے کہو کہ ڈھول بجا کر اپنی نذر پوری کرے۔ وہ عورت ڈھول لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور دو یا تین چوتھا ماری ہونگی کہ حضرۃ عمرؑ نے دروازہ کھلوایا۔ اس کے ہاتھ سے ڈھوں گیا اور بھاگ کر حضرۃ عائشہؓ کے پردہ میں چل گئی۔ حضرۃ عائشہؓ نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا؟ اس نے جواب دیا میں نے عمرؑ کی آہست سنی تو ان سے ڈر لگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمرؑ کی آہست سے شیطان بحال تھا کسی نے حضرۃ بن محمدؓ سے کہا اے رسول اللہؐ کے نواسے! تم حضرۃ ابو بکرؓ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ حضرۃ جعفرؑ نے فرمایا اس حدیث کے بعد جو مجھ سے میرے بارپنے حضرۃ حسینؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرۃ علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء اور مرسیین علیٰ بنتیاً طیمؓ السلام کے بعد ابو بکرؓ صدیقؓ تھے افضل شخص پر نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب تھا۔ یعنی انبیاء اور مرسیینؓ کے بعد حضرۃ ابو بکرؓ تھے افضل شخص کوئی نہیں۔ پھر حضرۃ جعفرؑ

نے کہا اگر میں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو مجھے میرے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میسر نہ ہو۔ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور مجھے قیامت میں شفاعت کی اسی ہے

محمد بن علی بن حسین بن علیؑ کے اقوال

حضرۃ کُشیر کھوج روخت نے کہا میں حضرت جھنڑ کے پاس مدینہ آیا انہوں نے خوان منگوایا جس کے پارے تھے اور ایک شرید کا پیالہ اور کھوج روٹے جبکہ نے سے فارغ ہوئے۔ تو میں نے ان سے پوچھا آپ شیخین کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ حضرۃ ابو جھنڑ نے فرمایا یہ دونوں حضرات خلیفہ ہوتے اور انصاف کیا ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور انکی اتباع کہتے ہیں۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ تقیہ کرتے ہیں۔ حضرۃ ابو جھنڑ نے فرمایا تقیہ زندوں سے ہوتا ہے مُردوں سے تقیہ نہیں ہوتا۔ اور ہشام بن عبد الملک کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا خدا اسکو خارت کر سے اور کر دیا۔

سالم بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرۃ ابو جھنڑ اور حضرۃ جھنڑ سے شیخین کے متعلق پوچھا ان دونوں نے فرمایا سالم! انکی اتباع کر اور انکے دشمن سے بسی ہو جا و اسٹر! ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں سے بسی ہیں اور حضرۃ جھنڑ نے کہا کیا کسی کو اپنے دادا کو گالی دیتے ہوئے بھی دیکھا یعنی یہ حضرات بمنزہ دادا کے تھے ہم انکو کیسے بُرا کہہ سکتے ہیں؟

کسی نے حضرۃ ابو جھنڑ سے پوچھا شیخینؑ کے متعلق تمہاری کیا رکھئے ہے؟

حضرۃ ابو جعفرؑ نے فرمایا میں ان دونوں حضرات کی اتباع کرتا ہوں اور انکے لئے
ذعلہ مفخرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے کنبہ میں جس کو بھی دیکھا وہ انکی
اتباع کرتا تھا۔

حکیم بن جبیر رضی رکھتے ہیں کہ میں نے حضرۃ ابو جعفرؑ سے ان لوگوں کے متعلق دریافت
کیا جو حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ کو سب و شتم کرتے ہیں۔ حضرۃ ابو جعفرؑ
نے فرمایا یہ لوگ بد دین ہیں۔

کثیر رکھتے ہیں کہ میں نے حضرۃ ابو جعفرؑ سے شیخینؑ کے متعلق پوچھا فرمایا
اس میں شک کر نیوالا مثل اس شخص کے ہے جو سنت میں شک کرے۔ ان
بعض رکھنا نفاق ہے اور انصار سے بعض رکھنا نفاق ہے۔
پھر اپنی گردن پر ہاتھ مار کر کہا کثیر! انکی اتباع کرد پھر جو مصیبت بھی تمیں پہنچے
گی وہ میری گردن پر۔ پھر فرمایا بنو ہاشم، بنو عدمی اور بنو تمیم میں زماں جایت
میں عداوة اور بعض تھا جب مسلمان ہو گئے تو آپس میں محبت ہو گئی اور دلوں سے
بعض نکل گیا۔

ایک مرتبہ حضرۃ ابو بکرؓ کو کہ میں تکلیف ہوئی تو عصرۃ علیؑ نے محبت کیجئے باہث
اپنے ہاتھ کو اگ پر گرم کر کے اس سے حضرۃ ابو بکرؓ کی کوکہ سینکھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے
ان ہی کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَنَزَّعْنَا مَنِي صُدُودِ رِهْمِهِ مِنْ
غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُوفٍ مُّشَقَّاً بِلِئِنَّهُ﴾

حضرۃ جابرؓ سے مردی ہے کہ میں نے حضرۃ ابو جعفرؑ سے پوچھا کیا تم اپنی سنت
میں کوئی حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ کو گالی دیتا ہے۔ حضرۃ ابو جعفرؑ نے کہا نہیں بلکہ

انکی اتباع کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لئے دعاۓ مختصر کرتے ہیں۔ یہیں نے دریافت کیا اہل بیت میں سے کوئی رجوت علیٰ کا قائل ہے؟ حضرۃ ابو جعفرؑ نے فرمایا نہیں۔ یہیں نے دریافت کیا اہل بیت میں سے کوئی اسکا قائل ہے کہ دنیا اس امت کے لئے شرک ہے؟ حضرۃ ابو جعفرؑ نے فرمایا نہیں۔

محمد بن علیؑ نے مجبوس سے کہا اے جابرؓ! معلوم ہوا ہے کہ عراق میں کچوگ کیسے ہیں جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور حضرۃ ابو بکرؓ و حضرۃ عمرؓ کو بُرا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان سے ایسا کہا ہے تم انکو میری طرف سے پہنچا دینا کہ میں خدا کے یہاں ان سے بری ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں بادشاہ ہو گیا تو اللہ کی راہ میں انکا خون بہاؤں گا اگر میں ان کے لئے دعاۓ مختصر اور رحمت نہ کرتا ہوں تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت میسر نہ ہو۔ صرف اللہ کے دشمن ہی ان سے غافل ہیں۔

حضرۃ ابو جعفرؑ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حضرۃ ابو بکرؓ کے گھرانے کو مجاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھرانہ کرتے تھے۔

حضرۃ ابو جعفرؑ سے مروی ہے کہ فتح خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہادرین اور انصار کو کھجور اور کشمکش تقسیم کی اور بنو ہاشم کو غلط گھیوں اور جو غیرہ تقسیم کیا۔ حضرۃ ابو بکرؓ کو بھی بنو ہاشم کے ساتھ ایک سو یا دو سو و ستم غلط دیا۔ حضرۃ ابو بکرؓ کے علاوہ اور کسی کو بنو ہاشم کا شرکیہ نہیں کیا اور حضرۃ عباسؑ کے حصہ میں دو سو و سق آئے تھے۔

علہ منیکے بعد دوبارہ دنیا میں آنا مٹے ایک پیمانہ ہے۔

۱۹۴

عبداللک بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرۃ ابو جعفرؑ سے پوچھا کہ آئیہ
 اَنَّمَا وَلِيْسَ حُكْمًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الظَّالِمِينَ
 سے کون مراد ہیں ؟ حضرۃ ابو جعفرؑ نے فرمایا اصحابِ محدث مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد
 ہیں ۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ حضرۃ علیؑ مراد ہیں ۔ حضرۃ ابو جعفرؑ نے فرمایا حضرۃ
 علیؑ بھی ان میں داخل ہیں ۔

کثیر کہتے ہیں میں نے محمد بن علیؑ سے کہا تم امیر ہی جان تم پر قربان کرے !
 مجھے حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ کے حالات بتاؤ ۔ کیا انہوں نے تم سے حق میں پڑھے
 ظلم کیا یا تم سے کچھ چیزیں ؟ محمد بن علیؑ نے جواب دیا اس ذات پاک کی قسم جس نے
 قرآن کو نازل فرمایا رسول نے رافیٰ کے دان کے برابر بھی ہم پر ظلم نہیں کیا ۔ میں نے کہا
 مذا مجھے تم پر قربان کرے اکیا میں انکی اتباع کر دو ؟ محمد بن علیؑ نے کہا کثیر انا کو
 دنیا و آخرت میں دوست رکھ پھر جو کچھ مصیبت تجھ پسخے وہ سیر ہی گردان پر
 مکر رسر کرتے یہ جملہ فرمایا پھر فرمایا اللہ اور رسول ، مغیرہ بن سعید وغیرہ سے بسی ہیں
 یہ لوگ ہم اہل بیت پر افترا باندھتے ہیں ۔

ابو الحسن زید بن علی بن حسین بن علیؑ نے فرمایا کہ حضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ
 سے برائے کرنا حضرۃ علیؑ سے برائے کرنا ہے ۔

ہاشم بن نیزیہ سے مروی ہے کہ حضرۃ زیدؑ نے مجھ سے فرمایا اے ہاشم !
 دا اللہ احضرۃ ابو بکرؓ اور حضرۃ عمرؓ سے برائے کرنا حضرۃ علیؑ سے برائے کرنا ہے ۔ آپ چاہئے
 لگے بڑھو اور چاہے پیچھے ہٹو ۔ صحابہؓ نے ان سب کو ساتھ رکھا کوئی بُرانی
 ہاں تک جب پسخے گی جب اول حضرۃ علیؑ تک پسخے ۔

کثیر النواہ سے مردی ہے کہ میں نے حضرت زیدؑ سے پوچا تم حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق کیا کہتے ہو ؟ فرمایا میں انکو دوست رکھتا ہوں۔ میں نے پوچا جو شخص ان پر تبرکہ سے اسکے متعلق آپؐ کیا کہتے ہیں ؟ فرمایا میں ان سے اخیر وقت تک برمی ہوں۔

مرہانیں میرزہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر دو خوبصورت طیع لڑکوں کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اور لوگ بھی انکے ساتھ طواف کر رہے تھے میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں ؟ تو لوگوں نے جواب دیا یہ حضرت علیؑ اور حضرت عثمانؑ کے صاحبزادے ہیں میں نے کہا یہ دونوں ساتھ پل رہے اور ساتھ حج کر رہے ہیں اور ہمارے اطراف میں ایک فریق دوسرے کو فربتاتا ہے۔ دیکھنے کیا وادعۃ عبد اللہ بن حسن ہیں اور دوسرے محمد بن عبداللہ بن عمر و بن عثمان ہیں۔ ان دونوں کی والدہ حضرت فاطمہ بنت حسین ہیں۔

حضرت حسن بن حسن کے اقوال

فضل بن مردان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسنؑ کے جانی حضرت حسن بن حسن ہیشامؑ ایک شخص سے فرمایا ہے تھے جو شیعہ میں بڑا شا اور انکا حاکم تھا ”کہ ہم سے اسکے داسطے محبت کرو اگر ہم حق تعالیٰ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو اور اگر ہم حق تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو تم بھی ہماری نافرمانی کرو۔“ ایک شخص نے کہا آپ رسول اللہؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رشتہ دار اور اہل بیت ہیں۔

حضرۃ حسن نے فرمایا اگر قرابت بغیر عمل اور بغیر اطاعت کے مفید ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے قریبی رشتہ دار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے لئے ضرور مفید ہوئی۔ والدہ! مجھے خوف ہے کہ ہم میں سے گنہگار کو دو گناہ عذاب دیا جائے اور حق تعالیٰ سے امید بھی ہے کہ ہم میں نیکی کرنیوالے کو دو گناہ اجر ملے گا۔ پھر فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر یہ دینی بات ہے تو ہمارے ماں باہم نے ہمارے ساتھ بست بُراسلوک کیا، ہمیں باوجود تم سے زائد قریبی رشتہ دار ہیجئے اور تم سے احت ہوئیکے نہ اسکی خبر کی اور نہ کبھی اسکی طرف رغبت دلاتی۔ اگر یہ پسح ہے جو تم کہتے ہو کہ حق تعالیٰ نے حضرۃ علیؑ کو خلیفہ بنایا تھا تو حضرۃ علیؑ سب سے بڑے مجرم اور خطاکار ہوئے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر کو چھوڑا یا خلافت کرتے یا لوگوں سے علیحدہ ہو جاتے۔ ایک رافضی نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرۃ علیؑ سے یہ نیں فرمایا جس کامیں مولیٰ ہوں لس کے علیؑ بھی مولیٰ ہیں۔ حضرۃ حسن بن حسن نے فرمایا والدہ! اگر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد خلافت اور سلطنت ہوئی تو نماز روڑہ اور حج و زکوٰۃ کی طرح اسکو بھی کمعل کر صاف بیان فرماتے کہ لوگوں کو (حضرۃ علیؑ) میرے بعد میرا نا سب ہے تم اسکے حکم کو سنوا ادا سکی اطاعت کر د۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زائد کوئی امتت پرشیق و لہڑاں نہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو تصریح سے نہیں فرمایا تو مسلم ہوا کہ اسکے در پردہ کچھ اور نہیں۔

حضرت علیؑ کے صاحبزادہ محمد بن حنفیہ کے اقوال

سالم بن جعد کہتے ہیں کہ میں محمد بن حنفیہؓ کے ساتھ شعب (نام محلہ) میں تھا۔ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا ”ابو عبد اللہؑ اکیا حضرت ابو بکرؓ سب سے پہلے اسلام لائے“؟ حضرت محمد بن حنفیہؓ نے فرمایا نہیں۔ اس شخص نے پوچھا پھر حضرت ابو بکرؓ کا درجہ کس بات سے بڑھا؟ محمد بن حنفیہؓ نے فرمایا حضرت ابو بکرؓ سب سے بہتر طرق پر کامل یقین کے ساتھ ایمان لائے اور اخیر وقت تک اس پر قائم رہے۔

ایک شخص نے محمد بن حنفیہؓ سے کہا مجھ کو وصیت کیجیئے۔ محمد بن حنفیہؓ نے فرمایا جماعت کی اتباع کرنا اور خوارج سے بچنا انکا مذہب کچھ نہیں۔ انکا دعویٰ یہ یہ ہے، ان کے لئے ملک و سلطنت ہے جس کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ ملک و دولت حق تعالیٰ کی ہے جب چاہے اور جس کو چاہے دے۔ تم میں سے جن کو ہم نے پایا وہ ہمارے نزدیک رکنِ اعلیٰ تھے اور جو اس سے قبل مر چکے انکا اجر انکے لئے بہتر ہے۔

رضی بن عقيل کہتے ہیں کہ میرے باپ شعب میں محمد بن حنفیہؓ کے دروازہ پر تھے کہ انکا چھوٹا بچہ نکلا جس کی زلفیں تھیں اور کہا ”گروہ شیعہ“ میرے باپ تم کو سلام کتے ہیں اور فرماتے ہیں ہم لاعین، مفرط اور ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو تقدیر میں جلدی چاہیں، وہ اس قدر ساکت ہے جس و حرکت نہ گیا

ال کے سر دل پر پردہ میں بیٹھتے ہیں۔
 محمد بن حفیظیہ نے فرمایا تم کو اہل بیت کے عطیہ سے کسی مفرط یا مقصیر کی
 افراط و تضریط مانع نہ ہو۔
 بنوہاشم کے ایک شخص سے مردی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے بنو حنفیہ میں سے
 محمدؓ کی ماں حنفیہ کو حضرت علیؓ کو محبت فرمایا۔
 محمد بن عاصمؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عبد الرزاقؓ نے فرمایا کہ رواافق
 میرے نزدیک کافر ہیں۔ ایک راضی شہر صنوار سے مکہ تک میرے
 ساتھ رہا وہ نماز نہ پڑھتا تھا میں نے اس سے دریافت کیا تو جواب دیا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الْمَذْءُونُ مَنْ أَحَبَّ (ہر شخص
 کا انعام اس کے ساتھ ہو گا جس سے اسکو محبت ہو) مجھے اہل بیت سے
 محبت ہے پھر نماز کا کیا کروں گا۔

محمد احتشام الحسن غفران

کامہ صد مصلح مظفر نگر

میں یہ شیخ موصوہ کا ذاتی خیال ہے ضروری نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جائے۔

کاؤن ناشر

تفصیحات تاریخیہ دربارہ حضرت معاویہؓ

حضرت ابویکرؓ، عمر فاروقؓ، عثمانؓ غنیؓ اور حضرت علیؓ مذکورین کے باہمی تعلقات اور ایک سو درسے کے بارہ میں موانت کے جذبات اس کتاب میں ملاحظہ ہوتے۔ لیکن حضرت امیر معاویہؓ جو کہ ہر زمانہ میں ہر طبقہ کے اندر متاز عفیہ اور ذیر بحث شخصیت رہے کسی قابلٰ تذکرہ شخص یا جماعت نے ان پر ہونے والے چار جانہ اور وحشیانہ مخلوقوں کا دفاع نہ کیا اور اس طرح وہ اپنوی اور غیروں کے ہاں ظلم و ستم کا شکار رہے۔ عالمہ ز محسری بھی اپنی اس تصنیف میں اس خلا کو یاتی چھوڑ گئے اور اس بات کو جھوٹ گئے کہ تمام تنازعات اور سلفشاروں میں حضرت معاویہؓ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جب تک ان کے دامن کو تمام آلاتشوں اور ان کے کردار کو تمام داغ دھبیوں سے پاک نہیں کر دیا جاتا کوئی مستحل نہیں ہو سکتا۔ ہر زمانہ میں اور ہر طبقہ میں یہ عظیم صحابی رسولؐ بے شمار خاہزاد الزاموں اور بہتانوں کا شکار رہے لیکن آہ! حضرت معاویہؓ کو کسی کے علمی تفہیمہ اور کسی کی دینی خدمات سے خاطر خواہ فائدہ نہ پہنچ سکا۔ اگر کوئی علمی شہسوار اس میدان میں اترے بھی تو پھر یا تو کلی طور پر دفعہ نہ کر سکا اور خاص خاص پہلووں پر ہی زور آزمائی کر کے ہتھیار ڈال دیتا رہا یا اگر کسی نے ان کے دامن کو گرد و غبار سے صاف کیا بھی تو اس کا اہتمام نہ ہو سکا کہ یہ غبار کمیں جا کر حضرت علیؓ کے

دامن کو آؤدہ نہ کر دے ان خدمات کا کیا کیا جائے کہ جن میں اس بات کا خیال نہ رکھا گیا ہو کہ کسی بھی صحابی رسولؐ کے پاک و صاف دامن پر معمولی ساتھی دصہ نہ آئے پانے۔ اگر کسی نے اس بارہ میں تمام پسلوؤں کو اچاگر کیا بھی تو وہ کاوش تاریخ کے صفحات میں گم ہو کر رہ گئی اور رائے عامہ کو بیدار کرنے کا موثر اور شہرت یافتہ ذریعہ نہ بن سکی۔

ضدروت ہے کہ تاریخ کے ان گم شدہ اوراق کو حاصل کیا جائے، احادیث اور نوارتیخ کی جھان میں کی جائے، اس بارہ میں مشاہیر اسلام اور نامور شخصیتوں کے مفہایں جمع کیے جائیں۔ اس سلسلہ میں ترتیب اور منتشر جواہر پاروں کو جمع کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔

تفصیلاتِ تاریخیہ دربارہ حضرت معاویہؓ کے نام سے میری یہ پیش کش انشا اللہ عفریب منظرِ عام پر آئے گی۔

ترتیب و تالیف :

محمد طفیل رشیدی

مجلسِ توقیرِ صحابہؓ دوکان نمبر ۲۲۲

گول باغ شاد باغ لاہور

صحابی کی تحریف اور صحابہ کے درجات کی ترتیب

صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور کو دیکھا ہو یا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوا ایمان ہی کے اپر اس کی وفات ہوئی ہو۔ صحابہ سب کے سب جنتی ہیں۔

صحابی ہزاروں ہیں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور اسلام پر ان کا انتقال ہوا۔

تمام صحابہ کرام باقی تمام امت سے افضل ہیں تمام امت کے مومنین صالحین خوش قطب اہم اولاد امام مل کر بھی کسی چھوٹے سے چھوٹے ایک صحابی کی محنتی برابری نہیں کر سکتے البتہ صحابہ کرام آپس میں کم نیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

صحابہ کی جماعت میں وہ صحابہ جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے بعد میں مسلمان ہونے والے صحابہ سے افضل ہیں اور فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہونے والے صحابہ میں سے وہ صحابہ سب سے افضل ہیں جو بعیت رضوان میں شریک ہوئے جس کے نتیجے میں صلح حدیث ہوئی جو کم و بیش چودہ سو تھے اور بعیت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے وہ صحابہ سب سے افضل ہیں جو جنگ بدمری میں شریک ہوئے جو تین سو تیرہ کے قریب تھے جنہیں بدمری صحابہ کتے ہیں پھر بدمری صحابہ میں سے وہ صحابہ سب سے افضل ہیں جنہیں دینا ہی میں حضور نے جنتی ہونے کی خوشخبری دے دی تھی جن کی تعداد دس ہے انہیں عشرہ مشروکتے ہیں ان دس میں سے چار صحابہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اول حضرت ابو بکر

صدیقؓ جو تمام امت سے افضل ہیں دوسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں جو حضرت ابو بکرؓ کے سوا تمام امت سے افضل ہیں پیسرے حضرت عثمانؓ غنی جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ پچھے حضرت علیؓ جو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے سوا تمام

امت سے افضل ہیں یہی چاروں بزرگ حضور کے بعد اسی ترتیب سے حضور کے خلیفہ ہوئے لیکن حضورؐ کی وفات کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حضرت ابو بکرؓ حضور کے خلیفہ لیکن نافذ

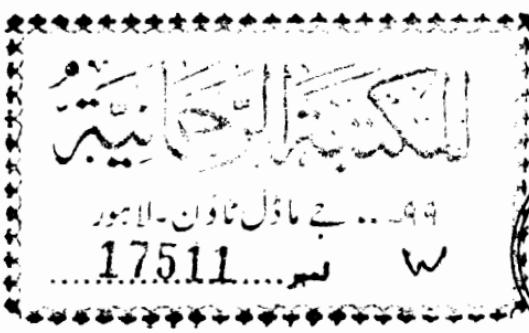
بنائے گئے اس لئے یہ خلیفہ اول ہیں ان کے بعد حضرت عمرؓ دوسرا خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت عثمانؓ پیسرے خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت علیؓ پچھے خلیفہ ہوئے ان چاروں کو

خلافتے راشدین خلفاً نے ارجمند اور بخاریار کئے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہی ترتیب صحابہ کے درمیان قائم ہے جو اس ترتیب کو نہیں مانتا یا صحابہ کے حق میں تنقید یا استاخی کی زبان کھونت ہے وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

از

محُسْن طفیل رشیدی



- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں یعنی صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ ضروری ہے۔
- صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے آگاہ کرنے کے لیے مجلس توقیر صحابہؓ آپ سے تعاون کی پیش کش کرتی ہے۔
- مجلس توقیر صحابہؓ کے تعاون کی پیش کش کی طفر دستِ خیر مفت مبڑھائیے۔



مجلس توقیر صحابہؓ

— شاد باغ ○ گول باغ ۲۲۴ — لاہور